خلفائے رسول رضی اللہ عنہم

پیر سید خضر حسین چشتی

شبیر برادرز
اردو بازار ○ لاہور

Marfat.com

Marfat.com

ملک جمیل احمد شرقپوری

خلفائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ عنہم

پیر سید خضر حسین چشتی

شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

Marfat.com

11313

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

جملہ حقوقِ ملکیت بحق ناشر محفوظ ہیں

خلفائے رسول ﷺ

باہتمام ملک شبیر حسین

سنِ اشاعت جنوری 2011ء/ صفر 1432ھ

طابع اشتیاق اے مشتاق پرنٹر لاہور

سرورق اے ایف ایس ایڈورٹائزر لاہور
0322-7202212

قیمت -/250 روپے

ملنے کا پتہ
شبیر برادرز زبیدہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

Marfat.com

حبیب احمد ترجیحی

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
تقدیم	۱۳	صحابہ کرام از روئے حدیثِ رسولؐ	۴۰
نجوم ہدایت	۱۸	میرے صحابہ کو بُرا نہ کہو	۴۱
صحابہ کرام از روئے قرآنِ حکیم	۲۱	زندگی کے اعمال سے بہتر	۴۱
اللہ اُن سے راضی ہے	״	اہلِ بدر	۴۲
اہلِ بیعتِ رضوان	۲۲	تکریم صحابہؓ	۴۳
ایمان کیسا ہو	۲۳	محبّت صحابہؓ	۴۳
اللہ کی رحمت کے اُمیدوار	۲۴	اللہ اس کی حفاظت کرے گا	۴۴
صحابہ کی سجدہ گاہیں	۲۸	حضورؐ نے اطلاع فرمائی	۴۴
حزبُ اللہ	۲۹	منافق کون ؟	۴۵
الصّادقون	۳۰	بعد از انبیاء ترجیح	۴۶
ایمان والے دشمن رسول سے محبّت نہیں کرتے	۳۰	لعنت	۴۶
اللہ تعالیٰ صحابہ پر دُرود بھیجتا ہے	۳۲	فائدہ اور نور	۴۶
صلوٰۃ کے معنیٰ	۳۳	محبّت صحابہ	۴۷
نزولِ سکینہ	۳۴	جس نے گالی دی	۴۷
بھلائیوں کے وارث	۳۷	حضورؐ کی شفاعت	۴۸
چُنے ہُوئے	۳۹	شر پر لعنت	۴۸

Marfat.com

عنوان	صفحہ
شر پر قرین لوگ	۴۸
حوضِ کوثر پر	۴۹
روافض	۵۱
شرک	۵۱
جو انبیاء اور صحابہ کو گالیاں دے	۵۳
فضائل خلفائے اربعہ ازروئے قرآن مجید	۵۴
کشتی نوح کے کونوں پر	۵۶
بے کینہ سینے	۵۸
تفسیر رسولؐ	۶۰
خلفائے رسول ازروئے حدیثِ رسولؐ	۶۱
چار قطرے	۶۱
پھل کے چار ٹکڑے	۶۲
مومن کے دل میں	۶۳
چاروں کو پسند فرمایا	۶۵
عجیب و غریب	۶۷
عرش پر تحریر	۶۸
لولائے حمد پر لکھا ہے	۶۹
حضرات شیخین ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما	۷۴

عنوان	صفحہ
جنّت کے سردار	۷۴
اقتداء شیخین	۷۴
کان اور آنکھ	۷۵
دو وزیر	۷۵
ستاروں کے برابر نیکیاں	۷۶
فضائل عمر اور عمر نوح	۷۷
اَھلِیْ وَاَھْلُ اللّٰہ	۷۷
قلبِ مومن	۷۸
فرشتوں کو محبّت ہو گئی	۷۸
آیت کی تفسیر میں	۸۰
شاتمانِ شیخین کا انجام	۸۱
ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے	۸۲
امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا	۸۴
خلیفہ اوّل	۸۵
امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	״
نائب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۸۵
کوہِ استقامت	۸۶
نام و نسب	۸۸
ابوبکر	۸۸
بکر	۸۸

Marfat.com

عنوان	صفحہ
عتیق	۸۹
صدیق	۹۰
فرمانِ رسولؐ	۹۱
تصدیق معراج	۹۲
ارشادِ مولا علی	۹۲
ارشادِ امام باقرؒ	۹۳
صدیق اکبرؓ از روئے قرآنِ حکیم	۹۴
تصدیق کرنے والا	۹۴
پرہیزگار اور سخی	۹۶
اعلانِ بخشش	۹۷
خدا صدیق سے محبت کرتا ہے	۹۹
خلافتِ صدیق	۱۰۰
رفیقِ غار	۱۰۳
شہرِ رسولؐ	۱۰۴
صدیق اکبرؓ از روئے حدیث رسولؐ	۱۰۸
آں امن الناس بر مولائے ما	۱۰۸
خلیل	۱۱۰
میرا خلیل	۱۱۱
ابوبکر بہترین ہیں	۱۱۱
حوض پر ساتھی	۱۱۲
تین سو ساٹھ فضائل	۱۱۳
ابوبکرؓ سے محبت کرنا واجب ہے	۱۱۳
پھٹا ہوا لباس	۱۱۴
رحم دل	۱۱۴
جنتی	۱۱۵
بغیر حساب کے	۱۱۵
علیؓ نے منبر پر فرمایا	۱۱۶
صدیق خلیفہ رسولؐ	۱۱۶
آسمانوں کی ہر چیز پر ابوبکر کا نام	۱۱۷
بوڑھوں کے سردار	۱۱۷
توحید پر بات چیت	۱۱۸
علم کا دودھ	۱۱۸
غار کا ساتھی	۱۱۹
جس نے صدیق سے محبت کی	۱۱۹
کراماتِ ابوبکر صدیقؓ	۱۲۰
جو ہو پردوں میں پنہاں	۱۲۰
کھانے میں برکت	۱۲۲
حضرت ابوبکر کے اشعار	۱۲۳
اپنے وصال کا اعلان	۱۲۴
مکہ تھرایا	۱۲۴

Marfat.com

عنوان	صفحہ
آوازِ محبوب	۱۲۵
مہر کا نقش	۱۲۵
دربان و غلام	۱۲۵
تاریخ وصال	۱۲۵
کفن کی چادر	۱۲۶
نماز جنازہ	۱۲۶
تدفین	۱۲۶
سبب موت	۱۲۷
وصیت	۱۲۷
آپ کی ازواج و اولاد	۱۲۸
صاحبزادے	۱۲۸
صاحبزادیاں	۱۲۹
سلام	۱۲۹
خلیفۂ دوم	۱۳۰
امیر المومنین سیدنا حضرت عمر ابنِ خطاب فاروق اعظمؓ	″
نام و نسب	۱۳۱
کنیت	۱۳۱
فاروق	۱۳۲
عمرؓ آغوشِ اسلام میں	۱۳۳
عمر بن خطاب از روئے کتاب اللہ	۱۳۷
جب عمرؓ اسلام لائے	۱۳۷
فرشتوں کا دشمن	۱۳۹
مقامِ ابراہیم	۱۴۰
قصّہ افک	۱۴۲
قصّہ افک، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ	۱۴۳
فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ از روئے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۱۴۷
دعائے رسول	۱۴۹
شیطان عمرؓ سے ڈرتا ہے	۱۴۹
زبانِ عمر	۱۵۲
فرشتوں نے خوشی منائی	۱۵۲
سونے کا محل	۱۵۳
چراغ اہلِ جنّت	۱۵۳
حضور عمر کے ساتھ ہیں	۱۵۴
مفتاح الاسلام	۱۵۵
عمرؓ کی غیرت ایمانی	۱۵۶
حسین کو مقدم رکھا	۱۵۸
اسلام کا سچا ہمدرد	۱۵۹
عمر کا اعمال نامہ اور علیؓ	۱۵۹
حضورؐ نے عمر کو سینے سے لگایا	۱۶۰

Marfat.com

عنوان	صفحہ
لمبا کُرتا	۱۶۲
خیرالناس	۱۶۳
کراماتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ	۱۶۶
کرامات	۱۶۶
مکتوب عمر بنام نیل	۱۶۸
یَاسَارِیَۃَ الْجَبَلَ	۱۶۹
صاحبِ قبر سے گفتگو	۱۷۱
گھر جل گیا	۱۷۲
امیرالمؤمنین کا لقب	۱۷۳
اوّلیاتِ عمرؓ	۱۷۳
آپ کی خلافت میں	۱۷۴
متفرقات	۱۷۵
شہادتِ فاروق اعظمؓ	۱۷۷
آپ کی ازواج	۱۷۸
آپ کی اولاد	۱۷۹
صاحبزادے	۱۷۹
صاحبزادیاں	۱۷۹
سلام	۱۷۹
خلیفہ سُوم	۱۸۰
امیرالمومنین سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہٗ	〃

عنوان	صفحہ
نام ونسب	۱۸۱
کنیّت	۱۸۱
لقب	۱۸۱
ذوالنورین	۱۸۲
غنی	۱۸۲
ولادت	۱۸۲
قبولِ اسلام	۱۸۲
ہجرتِ عثمانؓ	۱۸۳
پیکرِ استقامت	۱۸۳
عثمان ذوالنّورین از روئے قرآن مجید	۱۸۴
جیشِ عسرہ اور عثمان	۱۸۴
اللہ کی گواہی	۱۸۶
شب زندہ دار	۱۸۷
ایک درخت کے عوض پورا باغ	۱۸۷
شانِ نزول	۱۸۹
جو بوقت شہادت زبان پر جاری تھی	۱۹۱
حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ از روئے حدیث رسولؐ	۱۹۲
جنّت میں رفیق	۱۹۲
شہیدِ مظلوم	۱۹۳

Marfat.com

عنوان	صفحہ
مخالفِ عثمان کی نماز جنازہ	۱۹۴
بیعتِ رضوان	۱۹۴
دست خود را دستِ او گفتہ رسولؐ	۱۹۵
قمیض خلافت	۱۹۶
حضورؐ عثمانؓ سے راضی ہیں	۱۹۶
کَامِلُ الْحَیَاءِ	۱۹۷
دنیا و آخرت میں وسعت	۱۹۸
دامادِ رسولؐ	۱۹۸
رسول کریم کی گواہی	۲۰۰
ذوالنورینؓ کی شفاعت	۲۰۱
قطرۂ خون	۲۰۱
شبیہِ ابراہیمؑ	۲۰۳
شفاعت عثمانؓ	۲۰۴
جنتی عثمانؓ	۲۰۵
عثمان کی چھینک ایمان کی دلیل	۲۰۶
سخاوت عثمانؓ	۲۰۹
کرامات ذوالنورینؓ	۲۱۱
حضرت عثمانؓ کی بددعا	۲۱۲
سیاہ رو	۲۱۴
جہجا ففاری کی گستاخی	۲۱۵

عنوان	صفحہ
دس احسان	۲۱۵
شہادتِ ذوالنورینؓ	۲۱۶
شہادت کا پس منظر	۲۱۷
حسنؓ و حسینؓ عثمانؓ کے دروازے پر	۲۱۹
امام حسنؓ زخمی ہوتے ہیں	۲۱۹
جب حضرت علی کو خبر پہنچی	۲۲۱
آپ کی ازواج	۲۲۵
صاحبزادے ۔ صاحبزادیاں	۲۲۶
خلیفہ چہارم	۲۲۸
امیر المومنین مولا علی رضی اللہ عنہ	〃
کرم اللہ وجہہ	۲۳۱
ولادت علیؓ	۲۳۱
نامِ علیؓ	۲۳۲
مولا علیؓ از روئے قرآنِ حکیم	۲۳۳
نذر کی تعریف	۲۳۴
ریشمی لباس	۲۳۵
اس آیت پر صرف علیؓ نے عمل کیا	۲۳۶
قوم کا ہادی	۲۳۸
خیر البریۃ	۲۴۱
رکوع کی حالت میں	۲۴۱

Marfat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
اندازِ سخاوت	۲۴۳	محبتِ علیؓ	۲۷۸
شجرۂ واحدہ	۲۴۷	محبِّ علیؓ محبِّ رسولؐ	۲۷۸
مولا علیؓ از روے حدیث رسولؐ	۲۵۵	محبوبِ ربّ	۲۸۰
لفظ مولانا کے معانی	۲۵۶	سرگوشی	۲۸۰
ہارون اور علیؓ	۲۵۹	زینت بخشی	۲۸۱
قائم مقام علیؓ	۲۶۰	اے علیؓ جب ایسا ہوگا	۲۸۲
سیّد کے معانی	۲۶۱	تہبند کے لیے	۲۸۳
دارِ حکمت	۲۶۲	اپنا بوجھ آپ اٹھایا	۲۸۴
حکمت کے معانی	۲۶۳	علیؓ اور بیت المال	۲۸۵
بابِ مدینہ العلم	۲۶۴	حق علیؓ	۲۸۵
ابنِ تیمیہ نہیں مانتے	۲۶۵	شجاعت علیؓ	۲۸۶
لعابِ رسولؐ اور چشمِ علیؓ	۲۶۷	غزوۂ بدر	۲۸۷
علیؓ سے محبّت کا حکم	۲۶۸	شانِ عظیم	۲۸۷
فرمانِ اُمّ المومنین حضرت عائشہ	۲۶۹	ملکِ حیا کا تاجدار	۲۸۸
علیؓ کا دشمن نبیؐ کا دشمن	۲۶۹	لافتیٰ اِلّا علیؓ	۲۸۹
منافق کی پہچان	۲۷۲	جبرائیل نے بازو پکڑا	۲۹۰
مومنوں کا بادشاہ	۲۷۳	علیؓ اور مرحب	۲۹۲
غلام اور علیؓ	۲۷۵	علیؓ اور ابنِ عبدود	۲۹۴
زیارتِ علیؓ	۲۷۶	عفو و درگزر	۲۹۷
کوکبِ جنّت	۲۷۷	حیدر اور دروازۂ خیبر	۲۹۹

Marfat.com

عنوان	صفحہ
ڈھال کا کام لیتے ہُوئے	۲۹۹
قسم اُٹھا کر فرمایا	۳۰۰
علی کا ہاتھ آسمان تک	۳۰۴
کراماتِ علیؓ	۳۰۷
ایک جھوٹے کے لیے بددُعا	۳۰۷
ختمِ قرآن	۳۰۸
سورج پھرا اُلٹے قدم	۳۰۸
دوسری بار	۳۰۹
دریائے فرات کی طغیانی	۳۱۰
پانی کا خفیہ چشمہ	۳۱۱
موت کیسے آئے گی	۳۱۳
جاسوسی کرنے والا اندھا ہو گیا	۳۱۳
حضرت کمیل بن زیاد	۳۱۳
حیدرؓ کے غلام قنبر کی شہادت	۳۱۴
حضرت قنبرؓ	۳۱۵
علی کے علم و کشف کا خوارج نے امتحان لیا	۳۱۶
شہادت علیؓ	۳۲۱
قاتل علیؓ	۳۲۲
مدفن علیؓ	۳۲۳
پتھروں کے نیچے خون	۳۲۴
پیشگوئیاں	۳۲۵
احادیثِ رسولؐ	۳۲۶
علیؓ نے فرمایا	۳۲۸
ازواجِ علیؓ	۳۲۹
صاحبزادے۔ صاحبزادیاں	۳۳۰
شاتمانِ علی کا انجام	۳۳۲
علی کا مخالف خدا کا مخالف	۳۳۲
دشمن علیؓ اور اونٹ	۳۳۳
ابنِ ہشام کا انجام	۳۳۴
فتنۂ خارجیت	۳۳۴
خوارج	۳۳۵
عمران خارجی کا کلام	۳۳۵
خارجیوں کی قتل و غارت	۳۳۷
خوارج حضورؐ کی نظر میں	۳۴۰
علاماتِ خوارج	۳۴۲
قرآن کو گواہی	۳۴۳
بدترین لوگ	۳۴۳
جب انہیں دیکھو	۳۴۴
دوزخی کتے	۳۴۵
آخری خلیفہ راشد امیر المومنین سیدنا امام حسین علیہ السلام	۳۴۷

Marfat.com

عنوان	صفحہ
لقب سیّد	۳۴۸
سیّد	۳۴۹
ولادت	۳۵۰
انتخابِ نام اور عقیقہ	۳۵۱
آخری خلیفۂ راشد	۳۵۲
عبداللہ بن احمد کا فیصلہ	۳۵۴
امام حسینؓ ارزوئے حدیثِ رسولؐ	۳۵۸
حسنؓ سے محبّت	۳۵۸
راکب دوشِ رسولؐ	۳۶۰
شبیہِ رسولؐ	۳۶۱
خوشبوئے رسولؐ	۳۶۱
رکوع کی حالت میں	۳۶۳
حضرت ابوہریرہؓ کا رونا	۳۶۴
عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں	۳۶۷
مَیں بشیر و نذیر اور سراج کا منیر کا بیٹا ہوں۔	۳۷۰
امام حسنؓ کا خطبہ	۳۷۰
شیریں سخن	۳۷۳
محدّث	۳۷۳
ایک یہودی کے سوال کا جواب	۳۷۵
سخاوت	۳۷۵
فقاہت	۳۷۶
صرف اتنا فرمایا	۳۷۷
عفو و درگزر	۳۷۸
حِلم و بردباری	۳۷۹
مروان بھی رو پڑا	۳۷۹
پیدل حج	۳۸۰
باطنی خلافت	۳۸۰
کراماتِ حسینؓ	۳۸۱
ایک حبشی کے لیے دعا	۳۸۱
خشک درخت سے تازہ کھجوریں	۳۸۲
عیسیٰ علیہ السّلام نے فرمایا	۳۸۲
مولا علیؓ کا فرمان	۳۸۳
شہادت حسنؓ	۳۸۳
آنکھوں کے درمیان	۳۸۵
آپ کی ازواج	۳۸۷
حضرت عمر بن عبدالعزیز	۳۸۹
نام و نسب	۳۹۲
زخم کا نشان	۳۹۳
حضرت عمر فاروقؓ کی پیش گوئی	۳۹۳

Marfat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
حضرت عمرؓ کا فرمان	۳۹۳	امام محمد باقر کا فرمان	۳۹۶
شادی	۳۹۴	حضرت خضر اور عمر بن عبدالعزیز	۳۹۶
قبل از خلافت	۳۹۴	باغ فدک کے بارے حکم	۳۹۷
مدینہ کی گورنری	۳۹۵	ایک بہترین اقدام	۳۹۸
نامزدگی کا سُن کر	۳۹۵	بنتِ علیؓ نے فرمایا	۳۹۹

Marfat.com

حبیب احمد ترمذی لائبریری نقشبندی بلڈنگ ۔ دہلی پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقدیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّ الْاَنْبِیَآءِ عَظِیْمِ الرَّجَآءِ عَمِیْمِ الْجُوْدِ وَالْعَطَآءِ مَاحِی الذُّنُوْبِ وَالْخَطَآءِ الَّذِیْ کَانَ نَبِیًّا وَّ اٰدَمُ بَیْنَ الطِّیْنِ وَالْمَآءِ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی عَلَیْہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَآءِ۔

اما بعد!

اس دورِ پُرآشوب میں عجیب و غریب قسم کی تحریکیں جنم لے رہی ہیں۔ جہاں سیاسی شعبدہ بازوں نے حرصِ اقتدار میں آتش الحاد کو ہوا دی۔ وہاں مذہبی فرقہ پرستوں نے گلشنِ اسلام کو تاراج کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔

فرقہ وارانہ کشیدگی نے ملت اسلامیہ کا شیرازہ منتشر کرنے میں بڑا گھناؤنا کردار ادا کیا۔ افاریقِ باطلہ نے اسلامی عقائد و نظریات میں نفاق پر مبنی ایسی ایسی بدعاتِ سیئات کو جنم دیا۔ جن کا قرآن و حدیث اور شریعت مطاہرہ میں دُور دور تک نشان نہیں ملتا۔

سیاسی بازی گروں نے ذاتی مفاد کی خاطر ــــ اور حصولِ اقتدار کے

Marfat.com

لیے ایسے نظریات کا پرچار کیا۔ جو اسلامی اصولوں کے سراسر خلاف ہیں اور مذہبی فرقہ سازاداروں نے ایسے ایسے جدّت پسند اور تنگ نظر مبلّغین، علمار اور مفکّرین پیدا کیے، جن کی کثیف تحریریں قومی انتشار کا باعث بنیں — اور بعض گندم نما جَو فروشوں نے منافقت کو تبلیغی حکمتِ عملی کا نام دے کر سادہ لوح مسلمانوں کی دولتِ ایمان کو جی بھر کر لوٹا اور ان کے سکون کو برباد کیا — قرآنی آیات کی غلط تاویلات کے سہارے اُن کے متاعِ یقین پر ڈاکہ ڈالا — دینِ اسلام کے اُن کے چھپے ہُوئے دشمنوں کی فریب کاریوں کے سبب آہستہ آہستہ لوگ رسولِ دوجہاں کی غلامی سے محروم ہوتے چلے گئے۔

ان فرقہ گردوں ہی کے اکسانے پر بعض جاہ پرست حکمرانوں نے شعائر اللہ یعنی قبورِ مقبلانِ خدا کو منہدم کر کے غضبِ خداوندی کو دعوت دی — اور ہر وہ چیز جس کی نسبت حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام سے تھی۔ اُس کا نشان تک باقی نہ رہنے دیا — اس معتصب ترین ٹولے کی تلبیسانہ داستان بہت طویل ہے — یہ لوگ نہایت درجہ کے مکّار اور عیّار ہیں اس ٹولے کا دل و دماغ، گستاخی کا آتش دان — ان کی جبینوں پر سلوٹیں گستاخی کی لکیریں — ان کے سَرِ غرور میں دماغ کی ساخت و بناوٹ ایسی انگیٹھی کی مانند ہے، جس میں گستاخی کے انگارے بجھنے کا نام تک نہیں لیتے — ان کی سکڑی ہوئی آنکھوں کی پتلیوں کے سینے پر ہر وقت ناچتی ہوئی گستاخی ہر صاحبِ بصیرت کو صاف دکھائی دیتی ہے — ان کے نتھنوں سے نکلنے والی سانسوں کی گرمی گستاخی کی تپش میں اضافہ کا باعث بنتی ہے۔

Marfat.com

——— ان کی زبان اور دھن سے نکلنے والے گستاخ شعلوں نے ایمانی حرارتوں کو ٹھنڈا کرنے میں مرکزی کردار ادا کیا ہے۔ ان کی دستار کی دھاریاں کسی گستاخ شعبدہ باز کی طرح اعلان کرتی سنائی دیتی ہیں ——— اور ان کے سینے میں حسد و عناد اور گستاخی کا ایک سیاہ لاوا اُبل رہا ہے۔ ان کا پڑھنا، پڑھانا، بولنا، خاموش رہنا، سونا جاگنا، سفر و حضر، چلنا، پھرنا بیٹھنا اُٹھنا، کھانا پینا، غرض ان کی ہر ہر ادا گستاخیوں سے عبارت ہے ——— ان کی واضح ترین علامت یہ ہے کہ یہ اپنے سوا تمام مسلمانوں کو کافر و مشرک اور بدعتی کہتے ہیں ——— اور نبی الانبیاء کی عقیدت و محبت اور احترام کو شرک سے تعبیر کرتے ہیں۔ تنقیصِ رسالت اُن کے مسلک و مشرب کی بنیاد ہے۔

اس سوچ کے حامل لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں بھی تھے، نمازیں پڑھتے تھے، زکوٰۃ ادا کرتے اور غزوات میں شریک بھی ہوتے تھے۔ اس کے باوجود وہ ایمانی حلاوتوں اور یقین کی چاشنی سے بہرہ یاب نہ ہو سکے، کیونکہ ان کی زبانوں پر تو اسلام ہے، لیکن دلوں میں بغض و عناد اور نگاہوں میں کینہ اور ذہنوں میں پراگندگی تھی۔

زباں سے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل
دِل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

یہ بدنامِ زمانہ اور ننگِ دین و اسلام فرقہ مختلف ادوار میں مختلف ناموں سے سامنے آتا رہا تاریخ میں اس فرقے کا ایک مشہور ترین نام "خارجی" ہے۔ جس نے صحابہ کرام پر تکفیر کے فتوے صادر کیے اور بعض کو واجب

Marfat.com

القتل قرار دیا ـــ موجودہ دور میں یہ گروہ نہایت منظم طریقے سے اسلامی لبادہ اوڑھ کر بڑی معصوم اور دلکش صورت میں حامیٔ اسلام کا رُوپ دھار کر سامنے آیا ہے۔ جس کے زہریلے نظریات نے قوم کو مختلف فرقوں میں تقسیم کر دیا ہے، عظمتِ انبیاء ـ فضیلتِ صحابہ ـ عفّتِ اہلِ بیتؑ ـ سلاسل اولیاء طریقت، اصفیاء، اسلامی تصوف اور دینی عقائد اس گروہ کے خاص ہدف ہیں۔

اہلِ ریا و نفاق کی ایک شکل اور بھی ہے ـ جس کے فلسفۂ عقائد کی بنیاد صرف چند تاریخی جزئیات پر قائم ہے ـ رسول کریم کے پیچھے غلاموں اور قریبی رشتہ داروں پر تبرّا بازی کرنا ان کا محبوب ترین مشغلۂ حیات ہے جس کو وہ عبادت کا درجہ دیتے ہیں اس فرقے کی چمک، دمک گاہے بگاہے لہو لہان ہوتی رہتی ہے۔ اس گروہ میں ہزاروں کی تعداد میں مجتہد پیدا ہوئے جو اپنے تصوّراتی نظریات میں ٹھہراؤ پیدا کرنے کی جدّوجہد میں سخت ناکام رہے۔

دراصل یہ فرقہ بھی خوارج کی کارستانیوں کی پیداوار ہے۔ دنیائے اسلام کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے میں وہ کردار ادا کیا جو یہود و نصاریٰ بھی نہ کر سکے۔ موجودہ خارجیت میں کچھ رنگِ اعتزال بھی پایا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے اُن کے انداز بیان میں تلخیوں اور شدّت کے آثار نمایاں نظر آتے ہیں۔

خارجی عقائد کے حامل لوگوں نے جب اپنے ناپاک ارادوں کو عملی شکل دینا چاہی تو سب سے پہلے ان کا نشانہ جنتِ معلّٰی اور جنتِ بقیع میں صحابہ کرام اور اہلِ بیتِ عظام کے مزارات بنے ـ سیّدۃُ نساء العالمین فاطمہ بتولِ بنتِ رسولؐ ـ حضرت سیّدنا عثمانِ غنی ـ سیدنا

Marfat.com

سیّد الشہداء حضرت حمزہ عمّ رسولؐ حضرت سیّدنا حسنِ مجتبیٰ ابن رسُول رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، کے مقابر کو بڑی بے دردی سے مسمار کیا۔ سیّدہ طاہرہ ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کے مزار مبارک پر فائرنگ کرتے وقت یہ بدزبان، شاتمان یوں کہتے تھے کہ۔ اب تک لوگوں سے اپنی پُوجا کراتی رہی ہو۔ اَب اُٹھ اور اُٹھ کر ہمارا مقابلہ کر۔ (معاذ اللہ)

یہ ہیں حزبِ طاغوت کے وہ نظریات جن کے پرچار پر کروڑوں ڈالر روزانہ خرچ ہو رہے ہیں ۔ ان حالات میں اہلِ حق پر یہ امر واجب ہو جاتا ہے، کہ اس قسم کی مذموم ترین کاروائیوں کے خلاف اور طوفانِ ظلمت کا مقابلہ کرنے کے لیے میدانِ عمل میں نکلیں اور لوگوں کو صراطِ مستقیم سے روشناس کرائیں ـــــ زیرِ نظر کتاب "خلفائے رسُول" کی تدوین و اشاعت بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، توفیقِ خداوندی اگر شاملِ حال رہی ـــ زندگی اور صحت نے اگر وفا کی تو کئی اور موضوعات پر لکھنے کا ارادہ ہے (ان شاء اللہ العزیز) ـــ بندۂ ناچیز کو اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں۔

نیاز آگیں

سیّد خضر حسین چشتی

خادم آستانہ چشتیہ کوٹلہ سانگ شریف (نزد لالہ موسیٰ) ضلع گجرات

مہتمم دارالعلوم چشتیہ غوثیہ منڈی بہاؤالدّین

Marfat.com

نجومِ ہدایت

رضی اللہ عنہم

شاہِ عالم کی اُلفت میں سرشار سب — ہیں وہ حق و صداقت کے مینار سب
مصطفیٰ جن کو روشن ستارے کہیں — اُن کی شانِ صحابت کی کیا بات ہے

خضرؔ

جانثارانِ نبوّت — نجومِ چرخِ ہدایت — حاملینِ محبّت — صحابہ کرام رضوان اللہِ تعالیٰ علیہم اجمعین — وہ پاکباز ہستیاں ہیں. جن کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہنے کی عظیم ترین سعادت نصیب ہوئی اور جنہوں نے جمالِ جہاں آرا کو اپنی آنکھوں سے بار بار دیکھا — اور جو چہرۂ والضحیٰ، زُلفِ واللّیل اور چشمِ مازاغ کا سامنے بیٹھ کر نظارہ کرتے رہے۔ اور حُسنِ عالمتاب کی شعاعوں کا فیضان اُن کے ایمانوں کے گلشن کو تازگی اور بالیدگی بخشتا رہا۔

ضیائے سیّد ابرار ہیں صحابہ کرامؓ — قرارِ حیدرِ کرّار ہیں صحابہ کرامؓ
ہیں آسمانِ ہدایت کے دلنشین تارے — نبیؐ کی آلؑ کے حُبدار ہیں صحابہ کرامؓ
نصیب اُنکے زیارت تھی شاہِ عالم کی — عکوسِ مرکزِ انوار ہیں صحابہ کرام

بنی تھی عرش کی زینت تُراب پا جن کی
اُنہیں کے زینتِ دربار ہیں صحابہ کرامؓ

صحابہ کرام رسُول خدا صلّی اللہ علیہ وسلم کے وہ عظیم ساتھی تھے۔ جن کی شان میں قرآن مجید کی متعدد آیات نازل ہوئی اور کتبِ احادیث میں فرامینِ رسولؐ

Marfat.com

امین کا ایک بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے ؎

کیا نگاہِ رسالت نے انتخاب اُن کا
جبھی تو صاحبِ کردار ہیں صحابہ کرامؓ

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بنی آخر الزماں کا ایک ایسا لشکر تھا جس سے دُنیا میں اُس دور کی سپر طاقتیں لرزہ براندام تھیں وہ ایسا ایک جیش اللہ تھے۔ جن کا نام سُن کر افواجِ اغیار کے دلوں میں کپکپی اور ہاتھوں پر رعشہ طاری ہو جاتا تھا۔ ؎

اُنہی کے خوں کی حرارت سے دین زندہ ہے
تمام قوم کے سردار ہیں صحابہ کرامؓ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کفار مکہ نے مکہ سے نکالا تو صحابہؓ نے بھی اپنے ماں باپ، بہنوں، بھائیوں ۔ ازواج واولاد ۔۔۔ مال و دولت ۔۔۔ وطن عزیز مکہ معظمہ جو بستی ام القریٰ کے نام سے یاد کی جاتی ہے کو چھوڑا۔ یہاں تک بیت اللہ شریف کو بھی چھوڑ کر اُس بستی کی طرف رُخ کر لیا۔ جہاں قبلۂ حاجات جلوہ افروز تھے۔

ان تمام اُمور کے باوصف، پھر بھی کچھ لوگ اُن نفوسِ قدسیہ کی شان میں گستاخی کر کے اپنی آخرت کو برباد اور اپنے ایمانوں کا بیڑا غرق کر رہے ہیں ۔ بعض لوگوں نے تجدید دین کے نام پر ان عظیم الشان شخصیتوں کے باطنی فضل و کمال کا بڑے زور و شور اور ڈھٹائی سے انکار کیا۔ اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے ۔۔۔ یہ لوگ اُمتِ مسلمہ کا شیرازہ بکھیرنے میں اپنی تمام تر صلاحیتیں کیوں ضائع کر رہے ہیں؟ ۔۔۔ سیاسی اغراض ۔ گروہی مفاد ۔۔۔ ذاتی منفعت یا پھر شیطان کے اکسانے پر ۔۔۔ افسوس صد افسوس کہ بعض نام نہاد

Marfat.com

مفکرین نے فرقہ بندی کی ایسی بنا ڈالی ہے۔ جس سے ملّتِ بیضا ٹکڑوں میں تقسیم ہو کر رہ گئی۔

ہم تو صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ ۔ گلشنِ عقیدت کو تاراج کرنے کی کوششوں میں مصروف لوگو! خدا کے غضب کو دعوت نہ دو اصحابِ رسُول کی زندگیوں کا بغور مطالعہ کرو ـــــ اور اُن کی پیروی کر کے اپنے دلوں میں محبّت کے چراغ روشن کر لو۔

صحابہ پاک کو بہتر ہے خضرِ راہ سمجھو
نشانِ منزلِ اخیار ہیں صحابہ کرامؓ

Marfat.com

صحابہ کرامؓ

از روئے

قرآنِ حکیم

آیت نمبر ① ——— اللہ اُن سے راضی ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا۔ (پارہ ۱۱ سورۂ توبہ آیت ۱۰۰)

ترجمہ: اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی اور ان کے لیے تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ہمیشہ ہمیشہ اُن میں رہیں:

حضرت سعید بن المسیب اور قتادہ بن سیرین فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ حضرات ہیں، جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نمازیں پڑھیں۔ عطا ابنِ ابی رباح فرماتے ہیں کہ اس سے مراد اہل بدر ہیں۔

امام شعبی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد اہل بیعتِ رضوان ہیں۔

لیکن محمد بن کعب قرظی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد سارے صحابہ کرام ہیں۔

(تفسیر خازن جلد ۲ ص ۲۷۵)

علامہ خازن رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر سے جو چیز ابھر کر سامنے آئی اور

Marfat.com

جو امر واضح ہوا وہ یہ ہے کہ جنہوں نے سچے دل سے سرکار علیہ السلام کی پیروی کی اُن سے اللہ تعالیٰ راضی ہے اور اُن کے لیے جنّت کی تمام نعمتیں ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اُن میں رہیں گے، جن کے لیے یہ بشارت ہے۔ وہ ہیں دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھنے والے ۔۔۔ اصحابِ بدر ۔۔۔ اہلِ بیعتِ رضوان ۔۔۔ اور قرطبی کے فرمان کے مطابق جُملہ اصحاب رسُول ہیں ان تمام سے عقیدت رکھنا، خدا و رسُول کو راضی کرنے کا باعث ہے۔

آیت نمبر ② ۔۔۔ اہلِ بیعتِ رضوان

فرمانِ خداوندی ہے: لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝

(پ ۲۶ سُورہ فتح آیت ۱۸)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ راضی ہُوا ایمان والوں سے جب وہ اس درخت کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے جانا جو ان کے دلوں میں ہے تو ان پر اطمینان اتارا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا۔

❊ اس آیتِ مبارکہ میں حدیبیہ کے مقام پر بیعت کرنے والوں کو رضائے الٰہی کی بشارت دی گئی ہے اس لیے اس کو بیعتِ رضوان کہتے ہیں۔

❊ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے دن ارشاد فرمایا: اَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرُ اَهْلِ الْاَرْضِ کہ تم آج کے دن روئے زمین کے تمام انسانوں سے افضل ہو۔"

یہ روایت بھی حضرت جابرؓ سے ہے فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا:

11313

Marfat.com

لَا یَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ مِمَّنْ بَایَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ۔ ان میں سے کوئی ایک بھی دوزخ میں نہیں جائے گا۔ جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی۔

٭ یہ روایت بھی انہی سے ہے فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا: لَیَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مَنْ بَایَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ" جس نے درخت کے نیچے بیعت کی وہ ضرور بالضرور جنت میں جائے گا۔"

(تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ ۱۶۱)

ان مذکورہ بالا آیات سے یہ امر بالکل واضح ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ ان تمام مہاجرین وانصار صحابہ کرام سے راضی ہے اور ان کو جنت کی خوشخبری دے رہا ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور اللہ کے رسولؐ نے بھی ان کو جنت کی بشارت دی کہ یہ تمام جنت میں ضرور جائیں گے۔ اب اگر کوئی شخص ان کی عظمت کا اقرار نہ بھی کرے تو ان کے مرتبہ ومقام میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ کہ قرآن ان کی عزت وبزرگی کا گواہ ہے۔

آیت نمبر ③ ——— ایمان کیسا ہو؟

" فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا"

(پارہ ۱ سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۳۷)

ترجمہ: "پھر اگر یہ بھی ایمان لائیں جس طرح تم ایمان لائے ہو۔ جب وہ ہدایت پا گئے"

اس آیتِ پاک سے معلوم ہوا کہ مومن وہ ہے۔ جس کا ایمان صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی طرح ہو کہ صحابہ کرامؓ ایمان کی کسوٹی ہیں۔

Marfat.com

آیت نمبر ④ ——— اللہ کی رحمت کے امیدوار

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۔

(پارہ ۲ سورۂ بقرہ آیت نمبر ۲۱۸)

ترجمہ:۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں، یہی لوگ رحمت الٰہی کے امیدوار ہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

شانِ نزول

اس آیتِ کریمہ کی شانِ نزول یہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن جحش کی سرکردگی میں جو مجاہدین بھیجے گئے تھے ان کی نسبت بعض لوگوں نے کہا کہ چونکہ انہیں خبر نہ تھی کہ یہ دن رجب کا ہے (جو غلطی سے رجب کی پہلی تاریخ میں جہاد کر بیٹھے) اس لیے اس روز قتال کرنا گناہ تو نہ ہوا، لیکن اس کا کچھ ثواب بھی نہ ملے گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ ان کا یہ عمل جہاں مقبول ہے وہاں انہیں امیدوارِ رحمتِ الٰہی رہنا چاہیئے اور یہ امید قطعًا پوری ہوگی (خزائن العرفان)، اس سے یہ معلوم ہوا کہ مجتہد کی غلطی بھی باعث ثواب ہے:

آیت نمبر ⑤

هُمُ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ

Marfat.com

اللّٰہِ حَتّٰی یَنْفَضُّوْا ۔ (پ ۲۸، سورہ منافقون آیت نمبر ۷)

ترجمہ: یہی لوگ ہیں جو کہتے ہیں نہ خرچ کرو ان (صحابہ کرام) پر جو اللہ کے رسُول کے پاس ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ (بھوک سے تنگ آکر) پریشان ہو جائیں۔

اس آیت اور اس سے پہلی آیات بینات کی شان نزول یہ ہے کہ غزوہ مُریسیع میں بنی مصطلق پر فتح حاصل کرنے کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چند روز اسی جگہ پر قیام فرمایا تاکہ مُسلمان مجاہدین جنگ کی تھکاوٹ دور کرلیں اور واپسی کے سفر سے پہلے تازہ دم ہو جائیں۔ اسی اثنار میں ایک خطرناک واقعہ رُونما ہوا۔ حضرت عمر فاروقؓ کے اجیر جہجاہ بن مسعود غفاری اور رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کے حلیف سنان بن وبرہ جُہنی کے درمیان پانی بھرنے پر جھگڑا ہو گیا۔ سنان نے انصار اور جہجاہ نے مہاجرین کو مدد کے لیے پکارا۔ قریب تھا کہ مسلمانوں کے دو گروہوں کی جنگ چھڑ جاتی۔ حضور سرورِ عالم اپنے خیمہ سے جلدی جلدی تشریف لائے اور دونوں فریقوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"مَابَالُ دَعْوَی الْجَاهِلِيَّةِ؟ مَالَكُمْ وَلِدَعْوَةِ الْجَاهِلِيَّةِ دَعُوْهَا فَاِنَّهَا مُنْتِنَةٌ" یہ تم نے جاہلیت کے نعرے لگانے کیسے شروع کر دیئے ہیں؟ اسلام قبول کرنے کے لیے جاہلیت کی پکار بڑی بُری بات ہے۔ یہ بڑی گندی چیز ہے۔ (ضیاء القرآن)

اس موقع پر عبداللہ بن ابی منافق نے حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بہت گستاخانہ اور بے ہودہ باتیں بکیں اور اپنی قوم کو کہنے لگا۔ اگر تم ان مہاجرین کو اپنا جھوٹا کھانا نہ دو تو یہ تمہاری گردنوں پر سوار نہ ہوں۔

Marfat.com

تمہاری مثال بالکل ایسی ہے۔ جیسے کسی نے کہا ہے کہ " سَمِّنْ کَلْبَکَ یَاْکُلْکَ " تم اپنے کتے کو پال کر موٹا کرو تاکہ وہ تمہیں ہی کاٹ کھائے"۔ اب تم ان پر کچھ خرچ نہ کرو تاکہ یہ مدینے سے بھاگ جائیں اور کہنے لگا " لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْھَا الْاَذَلَّ ط"۔ (سورۂ منافقون آیت ۸) کہ اگر ہم لوٹ کر مدینہ میں گئے تو نکال دیں گے عزت والے وہاں سے ذلیلوں کو"۔

عبداللہ بن ابی منافق کی یہ گستاخانہ گفتگو سن کر زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو تاب نہ رہی اور بولے۔ اَنْتَ وَاللّٰہِ الذَّلِیْلُ الْمُبْغَضُ فِیْ قَوْمِکَ وَمُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ عِزٍّ مِّنَ الرَّحْمٰنِ وَمَوَدَّۃٍ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ (تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ ۲۹۲)

ترجمہ: (اے ابن ابی) خدا کی قسم! تو ذلیل ہے تو ذلیل ہے تو اپنی قوم میں مبغوض ہے اور ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خداوند رحمٰن نے ساری عزتیں بخشی ہیں اور اہل ایمان ان سے والہانہ محبت کرتے ہیں۔

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو عبداللہ بن ابی کی اس بکواس کا علم ہوا تو حضورؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ دَعْنِیْ اَضْرِبْ عُنُقَہٗ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ۔ یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

" کَیْفَ یَا عُمَرُ اِذَا تَحَدَّثَ النَّاسُ اَنَّ مُحَمَّدًا یَّقْتُلُ اَصْحَابَہٗ۔ (خازن جلد ۴ صفحہ ۲۹۲)

اے عمرؓ! یہ اجازت کیسے دے دوں لوگ باتیں بنائیں گے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے ساتھیوں کو قتل کر رہا ہے"۔

Marfat.com

اس سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریمؐ اور صحابہ کا گستاخ قابل گردن زنی ہے اور عمرِ فاروق کے نزدیک واجب القتل ہے۔

عبداللہ بن ابی کو اس قبیلے والے نے سمجھایا کہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس گستاخی کی معافی مانگ لے۔ تو اس نے ازراہِ کبر و غرور نفی میں سر کو ہلایا اور کہنے لگا۔

"اَمَرْتُمُوْنِیْ اَنْ اُؤْمِنَ فَقَدْ اٰمَنْتُ وَاَنْ اُعْطِیَ زَکٰوۃَ مَالِیْ فَقَدْ اَعْطَیْتُ فَمَا بَقِیَ اِلَّا اَنْ اَسْجُدَ لِمُحَمَّدٍ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) (تفسیر قرطبی۔ ضیاء القرآن)

تم نے مجھے ایمان لانے کا حکم دیا تو میں ایمان لے آیا۔ تم نے مجھے اپنے مال کی زکوٰۃ دینے کو کہا تو میں نے زکوٰۃ بھی ادا کر دی۔ اب ایک بات باقی ہے کہ میں محمد (علیہ السلام) کو سجدہ کروں۔

"یہ میں نہیں کروں گا۔"

اس سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

۱۔ صحابہؓ کرامؓ پر خرچ کرنا ایمان کی دلیل ہے۔

۲۔ صحابہؓ کرام پر خرچ کرنے سے منع کرنا منافقت کی علامت ہے۔

۳۔ صحابہؓ کا دشمن خدا اور رسول کا دشمن ہے

۴۔ صحابہؓ کو برا بھلا کہنا اہلِ نفاق کی پرانی عادت ہے۔

۵۔ اور منافقین بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو کر معافی مانگنے کو شرک و بدعت تصور کرتے ہیں۔

Marfat.com

آیت نمبر ⑥ ——— صحابہ کی سجدہ گاہیں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُوْمِ

(پارہ ۲۷، سُورۂ واقعہ آیت ۷۵)

ترجمہ: پس میں قسم کھاتا ہوں ان جگہوں کی جہاں ستارے ڈوبتے ہیں۔

بعض علماء نے مواقع النجوم کی تفسیر بیان کی ہے کہ نجوم سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مواقع سے مراد ان کی سجدہ گاہیں ہیں۔ جہاں وہ اپنے رب کے حضور سربسجود رہا کرتے تھے اور بعض علماء کے نزدیک مواقع سے مراد ان کے مزارات پُر انوار ہیں۔ جنہوں نے جہاد اکبر یا جہاد اصغر میں جامِ شہادت نوش کرنے کے بعد استراحت فرمائی ہیں۔

ملا حسین اپنی تفسیر احمدی میں رقم طراز ہیں۔

اَوِالنُّجُوْمِ نُجُوْمُ الصَّحَابَةِ وَمَوَاقِعُهَا مَسَاجِدُهُمْ اَوْ مَقَابِرُهُمْ۔

نجوم سے مراد صحابہ کرام ہیں اور ان کے مَوَاقع سے مراد صحابہ کی سجدہ گاہیں یا ان کے مزارات ہیں۔

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنی تفسیر رُوح البیان میں لکھتے ہیں:

وَقِيْلَ النُّجُوْمُ الصَّحَابَةُ وَالْعُلَمَآءُ الْهَادُوْنَ وَ مَوَاقِعُهُمُ الْقُبُوْرُ۔

اور کہا گیا ہے کہ نجوم سے صحابہ کرامؓ اور علمائے کرام جو سیدھی راہ دکھانے والے ہیں اور ان کے مواقع سے مراد ان کی قبور ہیں۔ (ضیاء القرآن)

Marfat.com

آیت نمبر ⑦ ——— حزب اللہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

رضی اللہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ط اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللہِ ط اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللہِ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

(پارہ ۲۸ سُورۃ مجادلہ آیت ۲۲)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ راضی ہوگیا ان سے اور وہ اس سے راضی ہوگئے۔ یہ اللہ کی جماعت ہے۔ سُن لو کہ اللہ تعالیٰ کی جماعت ہی "دونوں جہانوں" میں کامیاب وکامران ہے۔

معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ اللہ تعالیٰ کی جماعت ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگیا اور وہ اپنے اللہ سے راضی ہوگئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا جائز ہے۔ خواہ وہ صحابہ کرام ہوں، اولیاء عظام ہوں یا علمائے ذی احتشام ہوں۔ رب تعالیٰ نے فرمایا ہے: رَضِیَ اللہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّہٗ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی یہ (سعادت) اسکو ملتی ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے۔ (پارہ ۳۰ سُورۃ بیّنہ آیت ۸)

اُوپر کی درج آیتوں سے پتہ چلا کہ صحابہ اللہ کی جماعت ہیں۔ اللہ ان سے اور یہ اللہ کی رضا پر راضی، یہ بہت بڑی سعادت ہے جو ہر ایک کو نہیں ملتی۔ ؎

وہ ہیں راضی خدا پر، اور ہے ان پر خدا راضی — صحابہؓ کی جماعت پر محمد مصطفےٰ راضی!
حسنؓ راضی، سخی شبیرؓ راضی، فاطمہ راضی — ہیں اپنے دوستوں پر دل سے مولا مرتضیٰ راضی
سُنا ہے بارہا لغزہ زبانِ خضر سے میں نے — ہیں پنج تن پاک راضی جس پہ اس پر کبریا راضی

Marfat.com

آیت نمبر ⑧ ——— اَلصّٰدِقُوْنَ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَیَنْصُرُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ ط اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝

(پارہ ۲۸ سورۂ حشر آیت ۸)

ترجمہ: اور (ہر وقت) مدد کرتے رہتے ہیں (اپنے جان و مال سے) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول کی یہی لوگ (ایمان و اخلاص میں) سچے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے یہاں ان صحابہ کرامؓ کی سچائی کا اعلان فرمایا۔ جنہوں نے اپنے عزیز و اقارب، مال و متاع اور شہر و وطن صرف اللہ اور رسول کی محبت میں چھوڑے اور اسلام قبول کیا اور ہر طرح کی سختیوں کو برداشت کیا۔ اللہ رب العزت نے ان کی سچائی کی گواہی دی ہے۔

ہوا فرمان رب جاری، ہیں اصحابؓ نبیؐ سچے
علیؓ سچے، ابو بکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ غنی سچے

آیت نمبر ⑨ ایمان والے دشمنِ رسُول سے محبت نہیں کرتے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْٓا اٰبَآءَھُمْ اَوْ اَبْنَآءَھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ ط

(پارہ ۲۸ سورۂ مجادلہ آیت ۲۲)

ترجمہ: تو ایسی قوم نہیں پائے گا جو ایمان رکھتی ہو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر (پھر) وہ محبت کرے ان سے جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسُولؐ

Marfat.com

کی خواہ وہ (مخالفین)، اُن کے باپ ہوں یا ان کے فرزند یا ان کے بھائی یا ان کے کنبہ والے ہیں۔

اس آیتِ مبارکہ میں بڑی صراحت سے اس حقیقت کو بیان کیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور روزِ قیامت پر ایمان لانے والوں کے دلوں میں اللہ اور اس کے پیارے رسُولؐ کے دُشمنوں کی محبّت نہیں پائی جاتی اور نہ ہی ان کا ایمان اس چیز کو گوارا کرتا ہے کہ وہ خدا اور اس کے رسُولِ مکرم کے دُشمنوں سے دوستی کرے۔

نورِ ایمان اور محبّت رسُول نے ان کے دلوں کو اس قدر منوّر و معطر کر رکھا ہے کہ نفاق و الحاد کی آلائشوں کا وہاں تصوّر تک نہیں کیا جا سکتا۔ اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ بے دینوں، بد مذہبوں اور خدا اور رسُول کے گستاخوں سے دلی محبّت اور مذہبی اختلاط مستحسن نہیں۔

صحابہ کرام کی زندگیاں اس آیتِ کریمہ کی جیتی جاگتی تفسیر ہے چنانچہ حضرت ابُوعبیدہ بن جراح نے اپنے باپ جراح کو قتل کیا، حضرت مصعب بن عمیر نے اپنے بھائی کو قتل کیا، حضرت عمر فاروق نے اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو قتل کیا۔ حضرت علیؓ اور حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہؓ نے ربیعہ کے بیٹوں اور اپنے قریبی رشتہ داروں، عتبہ، شیبہ اور ولید بن عتبہ کو غزوۂ بدر میں قتل کیا۔[1]

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بدر کے دن اپنے بیٹے عبدالرحمٰن (جو بعد میں ایمان لے آئے) کو مبارزت کے لیے طلب کیا کہ آؤ باپ بیٹے کے دو

---

[1] تفسیر خزائن العرفان۔ نور العرفان۔

Marfat.com

دو ہاتھ ہو جائیں اور حضور سے جنگ کی اجازت طلب کی اور عرض کیا میرے آقا مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں شہداء کے پہلے گروہ میں داخل ہو جاؤں۔ لیکن حضورؐ نے فرمایا۔ مَتِّعْنَا بِنَفْسِكَ يَا اَبَابَكْرٍ - اے ابُوبکرؓ ہمیں اپنی ذات سے فائدہ اٹھالینے دے۔ مَا تَعْلَمُ اَنَّكَ عِنْدِیْ بِمَنْزِلَةِ سَمْعِیْ وَبَصَرِیْ تو نہیں جانتا کہ تو میرے نزدیک میرے کان اور میری آنکھ کی طرح ہے۔ (ضیاء القرآن)

آیت نمبر ⑩ اللہ تعالیٰ صحابہ پر دُرود بھیجتا ہے

خَالِقِ ارضین وسماوات کا ارشاد ہے۔ فرماتا ہے۔

هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا ۝

(پارہ ۲۲، سُورۂ احزاب آیت ۴۳)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ وہ ہے کہ دُرود بھیجتا ہے تم پر اور اس کے فرشتے۔ تاکہ وہ نکال کر لے جائے تمہیں اندھیروں سے نُور کی طرف اور وہ مومنوں پر مہربان ہے۔"

شانِ نزُول

حضرت انس سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت (اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ (الآیہ) نازل ہوئی تو سیدنا ابُوبکرؓ صدیق نے عرض کیا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب آپ کو اللہ تعالیٰ کوئی فضل وشرف عطا فرماتا ہے کہ تو نیازمندوں کو بھی آپ کے طفیل نوازتا

Marfat.com

ہے۔اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(معالم التنزیل جلد ۳ ص ۵۳۴ مطبوعہ ملتان)

خدائے بزرگ و برتر نے آقا علیہ السلام کے غلاموں صحابہ کرام کو نوازتے ہوئے اُن کی امیدوں کی دُنیا میں گلشن کھلا دیئے۔

صلوٰۃ کے معنیٰ

علمائے لُغت اور مفسرین نے صلوٰۃ کے بہت معانی بیان کیے ہیں۔ یہاں صرف مندرجہ بالا آیت سے متعلق مطلب بیان ہوگا۔

◎ امام بغوی (ابو محمد حسین بن مسعود) فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوٰۃ کا معنیٰ اپنی رحمت نازل فرمانا اور فرشتوں کی صلوٰۃ کا معنیٰ ہے۔ اَلْاِسْتِغْفَارُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ ۔"دعائے مغفرت کرنا مومنین کے لیے"

فرماتے ہیں۔ اَلصَّلٰوۃُ مِنَ اللّٰہِ عَلَی الْعَبْدِ ھِیَ اِشَاعَۃُ الذِّکْرِ الْجَمِیْلِ لَہٗ فِیْ عِبَادِہٖ ــــ کہ اللہ تعالیٰ کی بندہ پر صلوٰۃ کا مطلب یہ ہے کہ اپنے بندے کے ذکر خیر کو لوگوں میں پھیلانا اَلثَّنَاءُ عَلَیْہِ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندہ کی تعریف ہونا "صَلٰوۃُ اللہ ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے سامنے اپنے مقبول بندے کی تعریف فرماتا ہے۔

◎ تفسیر مظہری میں صلوٰۃ کے معنی دعائے مغفرت۔ استغفار۔ وَحَسَنُ الثَّنَاءِ مِنَ اللہِ تَعَالٰی عَلٰی رَسُوْلِہٖ ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے رسول کی بہت اچھی تعریف کرنا ــــ مظہری لکھتے ہیں ۔ عِبَادَۃٍ فِیْھَا رُکُوْعٌ سُجُوْدٌ ۔ ایسی عبادت جس میں رکوع اور سجود ہو اس کو بھی صلوٰۃ کہتے ہیں

Marfat.com

◎ نماز کو صلوٰۃ اس لیے کہا جاتا ہے کہ اُس میں دُعا ۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ پڑھی جاتی ہے ـــــ (مظہری جلد ۷ ص ۳۵۲ / ۳۵۳)

الظُّلُمٰتِ سے مراد جہالت کی تاریکیاں ـــ اَلنُّوْرُ ـــ سے مراد علم وہدایت کی روشنی ۔

الغرض اوپر درج لغوی تحقیق کا مطلب یہ ہے کہ رسول کریم کے اصحاب کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے خوب نوازا ہے ۔ یہ سرکارؐ سے نسبت کا فیضان ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے محبوب کے غلاموں پر رحمت کی نظر فرماتا ہے۔ انہوں نے جس طرح اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے اور اپنا سب کچھ سرکار کے نام کر دیا، اللہ اُن پر راضی ہوا۔ رسُول اللہ نے اُن پر کرم فرمایا، یہی وجہ ہے کہ وہ ہماری عقیدتوں کے مرکز ہیں، اُن کی شان میں گستاخی کرنا گویا رسُول اللہ کو ناراض کرنا ہے۔

آیت نمبر ⑪ ـــــ نزولِ سکینہ

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ (پارہ ۲۶ سُورۃ فتح آیت نمبر ۲۶)

ترجمہ: پس نازل فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنی تسکین کو اپنے رسُول پر اور مومنوں پر اور انہیں استقامت بخش دی تقویٰ کے کلمہ پر، اور وہ اس کے حق دار بھی تھے اور اس کے اہل بھی اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے

شانِ نُزول

مندرجہ بالا آیتِ مبارکہ حدیبیہ کے مقام پر نازل ہوئی۔ جب اصحابِ

Marfat.com

رسُول کو شرائط صلح نے بے تاب کر دیا ۔ صُلح حدیبیہ کے موقع پر جو شرائط طے پائی تھیں وہ بظاہر کُفر کے غلبہ اور اسلام کی کمزوری کی غماز تھیں اس لیے اُن جاں فروشوں کا بے چین و مضطرب ہونا قدرتی امر تھا، کیونکہ اُن کی غیرتِ ایمانی اس قدر بھی برداشت نہ کر سکتی تھی۔ لیکن اللہ اور اُس کے رسُول نے حکم دے دیا تو سارے جذبات نے سر جھکا دیا۔

(ضیاء القرآن جلد ۴ ص ۵۶۲)

◎ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر مظہری میں اس آیت کی تفسیر میں یوں رقم طراز ہیں حَیْثُ اِطْمَئَنُّوْا اَمَرَ اللّٰہِ تَعَالٰی فِی الْمَنْعِ عَنِ الْقِتَالِ مَعَ قُدْرَتِھِمْ عَلَیْہِ اللہ تعالےٰ نے اپنے رسُول اور مومنوں کو طمانیّت عطا فرمائی اور صحابہؓ نے اللہ کے حکم کی تعمیل کی اور جنگ پر قدرت رکھنے کے باوجود لڑائی سے پرہیز کی۔

◎ کَلِمَۃَ التَّقْوٰی ۔ ابنِ عباس، مجاہد و قتادہ وغیرہ کے نزدیک کلمہ تقوٰی سے مراد ہے ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ۔ جناب عطا خراسانی کے نزدیک لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔ مراد ہے ۔ امام زہری کے نزدیک کلمۃ التقوٰی سے مراد "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" ہے ۔ خیال رہے کہ مفسرین کے تمام اقوال کا مآل و انجام اور مرجع ایک ہی ہے۔ یعنی کلمۂ توحید، کیونکہ کلمۂ توحید ہر قسم کے تقوے کی بنیاد و سبب ہے۔ مظہریؒ کہتے ہیں کلمۂ توحید سے مُراد اہلِ تقوٰی کا کلمہ ہے

◎ اَلْزَمَ ۔ سے مراد یہ ہے کہ اُن کو کلمۂ تقوٰے پر جمائے رکھا اور جاہلیت کی حمیّت و جوش اور غُصّہ کو اُن سے دُور رکھا۔

◎ اَحَقَّ بِھَا ۔ یعنی اصحابِ رسُول کلمۂ تقوٰی کے زیادہ مستحق تھے۔

Marfat.com

◎ وَاَهْلَهَا۔ یعنی اللہ ربّ العزّت کے علم میں وہ کلمۂ تقوٰی کے اہل تھے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی مدد کرنے اور اپنے رسُول کے صحابی بنانے کے لیے اُن کا انتخاب کر لیا قاضی پانی پتی لکھتے ہیں ۔ مَذْھَبُ الرَّوَافِضِ حیثُ یَدَّعُوْنَ کُفْرَ الصَّحَابَۃِ وَنِفَاقَھُمْ ۔ یعنی روافض کہتے ہیں کہ صحابہ کرام کافر اور منافق تھے (نَعُوْذُ باللہ منھا) صاحب مظہری فرماتے ہیں کہ اسی سُورۂ فتح کی آیت نمبر ۱ جس میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ وَ اَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا سے روافض کے قول کی لغویّت ثابت ہوتی ہے[1] خیال رہے کہ ایک طرف پروردگارِ عالم کا فرمانِ عالی شان ہے۔ جس میں صحابہ کی قلبی تصدیق و خلوص کی گواہی موجود ہے اور ایک طرف روافض کی یاوہ گوئی ہے ——— جو کسی اندرُونی بیماری کا پتہ دیتی ہے۔ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ۝ کے ضمن میں مظہری لکھتے ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ صحابہ کے دلوں میں جو ایمان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھپی ہوئی محبّت جلوہ زن ہے اس کو خدا تعالیٰ جانتا ہے۔

مذکورہ بالا آیت کی مختصر تفسیر سے جو امور نکھر کر سامنے آئے، وہ اس طرح ہیں کہ خالقِ اکبر نے اپنے محبُوب کے اصحاب کے جذباتِ عقیدت جوشِ محبّت، غیرتِ ایمانی، ۔۔ اور ۔۔ ولولۂ جان بازی پر بطورِ انعام اُن کے دلوں پر اپنی تسکین کے انوار برسائے اور اُن کے اس اندازِ والہانہ کی تحسین فرمائی ۔ ایسی پاک باز ہستیوں کی شان میں گھٹیا زبان استعمال کرنا، شرافت

---

[1] التفسیر المظہری جلد ۹ ص ۲۴ مطبوعہ بلوچستان بک ڈپو مسجد روڈ کوئٹہ۔

Marfat.com

کے گھرانوں کا شیوہ نہیں۔

آیت نمبر ⑫ ——— بھلائیوں کے وارث

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (پارہ ۱۰ سورۂ توبہ آیت ۸۸)

ترجمہ: لیکن رسُول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور جو لوگ اُن کے ساتھ ایمان لائے۔ انہوں نے جہاد کیا اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے، اور انہی کے لیے تمام بھلائیاں ہیں اور وہی لوگ کامیاب ہیں۔

مندرجہ بالا آیت سے پہلی آیات میں منافقوں کی مذمت بیان کی گئی ہے اور اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کی تعریف بیان فرمائی ہے ۔ علامہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں۔

"لَمَّا ذَكَرَ تَعَالٰى ذَمَّ الْمُنَافِقِيْنَ وَبَيَّنَ ثَنَاءَهٗ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ" [1] یہاں اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی مذمت اور ایمان والوں کی تعریف بیان فرمائی ہے۔ اس آیت کے ضمن میں مظہری لکھتے ہیں۔

اِنْ تَخَلَّفَ الْخَوَالِفُ وَلَمْ يُجَاهِدُوْا فَلَا مُنْقَصَةَ فِى الدِّيْنِ فَقَدْ جَاهَدَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْهُمْ [2]

یعنی اگر منافقوں نے ساتھ نہیں دیا اور جہاد کو نہیں گئے تو اُن کی اس

---

[1] تفسیر ابن کثیر جلد ۲ ص ۳۸۰ مطبوعہ امجد کیڈمی لاہور

[2] تفسیر مظہری جلد ۴ ص ۲۷۸۔

Marfat.com

حرکت سے دینِ اسلام کو کوئی نقصان نہیں ہوا، ان سے بہتر اور افضل لوگوں نے جہاد کیا۔

مذکورہ آیت بھی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی مدح میں نازل ہوئی۔ اور فرمایا ۔ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ ۔ ان کے لیے ہر قسم کی بھلائیاں ہیں ۔ اَیْ مَنَافِعُ الدَّارَیْنِ[1] یعنی دونوں جہانوں کے منافع اُن کے لیے ہیں ۔ وَقِیْلَ الْخَیْرَاتُ الْحُوْرُ الْعِیْنُ[2] اور بعض کے نزدیک اس سے مراد حُورِ عین ہیں ۔ فِیْهِنَّ خَیْرَاتٌ حِسَانٌ[3] ان میں اچھی سیرت والیاں، اچھی صورت والیاں ہوں گی۔ مطلب یہ کہ اُن کے اخلاق بہترین اور چہرے خوبصورت ترین ہوں گے ابنِ عباس کا ارشاد ہے ۔ لَا یَعْلَمُ مَعْنَاهُ اِلَّا اللّٰهُ[4] کہ "خیر" کے (حقیقی) معنی سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ قاضی پانی پتی فرماتے فرماتے ہیں۔ کہ حضرت ابن عباس کی مراد یہ ہے کہ لفظ خیر تمام قسم کے منافع کو شامل ہے۔

اس آیت کی تفسیر ایک مرتبہ پھر پڑھیں اور پھر انصاف کی نظر سے صحابہ کرام کی عظمتوں کی بلندیوں کو تصور کریں، حقیقتِ آفتاب نیم روز کی طرح آپ کے سامنے آجائے گی۔ ہم اُن اربابِ شعور کو دعوتِ فکر

---

[1] تفسیر مظہری جلد ۴ ص ۲۲۸

[2] ایضاً

[3] پارہ ۲۷ سورۂ رحمٰن آیت ۷۰۔

[4] تفسیر مظہری ایضاً

Marfat.com

دیتے ہیں، جو بعض تاریخی حوالوں سے تاریخِ صداقت کا شیرازہ بکھیرنے کے درپے ہیں۔

باقی رہے خوارج تو انہیں صحابۂ رسُول سے ذرہ برابر بھی عقیدت نہیں، وہ فقط آلِ پیغمبرؐ کی دُشمنی کو پالنے کے لیے اصحابِ رسول کا نام لیتے ہیں جو اللہ اور رسولؐ کے وفادار نہیں وہ حضورؐ کے غلاموں کے وفادار نہیں ہو سکتے۔

آیت نمبر ⑬ ——— چنے ہُوئے

اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ کا ارشاد ہے۔

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔

(سُورۂ نحل آیت ۵۹)

فرما دو سب خوبیاں اللہ کے لیے ہیں اور سلام اُن کے چنے ہوئے بندوں پر۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں۔

"اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ اِصْطَفَاهُمُ اللّٰهُ لِنَبِيِّهٖ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ)

کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اُن کے صحابہ کو چن لیا۔

(الریاض النضرۃ جلد ۱ ص ۱۸)

Marfat.com

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

از روئے

حدیثِ رسولؐ

مندرجہ ذیل احادیث میں رسولِ انام علیہ السلام کے صحابہؓ کرام کی عظمتوں اور رفعتوں کا بیان ہوگا۔ اُن رشد و ہدایت کے چمکتے ہوئے ستاروں، دینِ رسالت کے مبلغین اور پرچارکوں کے اوجِ کمال کا تذکرہ سلطانِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ معجز بیان سے نکلے ہوئے الفاظ محبت بھری نگاہوں سے دیکھیے۔

حدیث نمبر ①

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے:

لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَاٰنِیْ اَوْ رَاٰی مَنْ رَاٰنِیْ۔

(ترمذی شریف جلد ۲ ص ۲۲۵)

کہ اس مسلمان کو آگ نہ چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا۔

اس حدیث میں کتنی عظیم بشارت ہے کہ ایمان کی نظروں سے اصحابِ رسول کی زیارت کرے گا اُس پر دوزخ کی آگ حرام ہے اور جنت کی بہاریں اُس کے

Marfat.com

قدم چومے گی، یہ وہ سعادت ہے جو اربابِ مرتبت کا حصّہ ہے۔

حدیث نمبر ② ——— میرے صحابہ کو بُرا نہ کہو

حضرت ابوہریرہؓ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَھَبًا مَا اَدْرَکَ مُدَّ اَحَدِھِمْ وَلَا نَصِیْفَہٗ۔

(صحیح مسلم شریف جلد ثانی صفحہ ۳۱۰ مطبوعہ سعید کمپنی کراچی)

ترجمہ: میرے صحابہ کو بُرا مت کہو، میرے صحابہ کو بُرا مت کہو اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا راہِ خدا میں دے گا تو صحابہ کرام کے ایک مُدّ (سیر بھر غلّہ) کو نہیں پہنچے گا۔ بلکہ نصف مدّ کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔

اہلِ ایمان کا عقیدہ اس حقیقت پر مبنی ہے کہ ؎

کوئی مُرسل، نبی، کوئی پیغمبر — نہیں ہے ساقیٔ کوثر کا ہمسر
کوئی قُطب و ولی، غوثِ زمانہ — نہیں اصحابِ سرور کے برابر

حدیث نمبر ③ ——— زندگی کے اعمال سے بہتر

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔

لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَقَامُ اَحَدِھِمْ سَاعَۃً خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِ اَحَدِکُمْ عُمُرَہٗ۔[1]

---

[1] الریاض النضرہ ج ۱ ص ۱۷۔

Marfat.com

کہ سرکارِ مدینہ کے صحابہ کو گالی نہ دو۔ اُن کی ایک ساعت کا مقام پوری زندگی کے نیک اعمال سے بہتر ہے۔

حدیث نمبر ④ — اہلِ بدر

ابنِ عباس سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیلؑ نے رسالت مآب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ یارسُول اللہ آپ کے نزدیک آپ کے صحابہ میں کون افضل ہے۔ حضورؐ نے فرمایا — اَلَّذِیْنَ شَہِدُوْا بَدْرًا[1] — جو لوگ غزوۂ بدر میں حاضر ہُوئے — پھر جبریل علیہ السلام نے عرض کیا۔ یارسُول اللہ اسی طرح آسمانوں میں وہ فرشتے ہمارے نزدیک افضل ہیں۔ — اَلَّذِیْنَ شَہِدُوْا بَدْرًا[2] — جو بدر میں موجود تھے۔

حدیث نمبر ⑤

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مَیں نے حضور علیہ السلام کو فرماتے سُنا، آپؐ نے فرمایا — لَا یَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ مِمَّنْ بَایَعَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ[3] — کہ درخت کے نیچے بیعت کرنے والا کوئی بھی دوزخ میں نہیں جائے گا — اس حدیث میں بیعتِ رضوان کی طرف اشارہ ہے۔

---

[1] الریاض النضرہ ج ۱ ص ۱۷

[2] 〃 〃 〃 ص ۲۰

[3] 〃 〃 〃 ص ۲۱

Marfat.com

حدیث نمبر ⑥ ——— تکریمِ صحابہ

سرکارِ مدینہ کا ارشاد ہے:

"اَکْرِمُوْا اَصْحَابِیْ فَاِنَّھُمْ خِیَارُکُمْ"

(مقدمہ صواعق محرقہ)

میرے اصحاب کی عزّت کرو کہ وہ تمہارے بہترین آدمی ہیں

؎ زمین کے چاند، ستاروں سے پیار کرتے رہو
رسولِ پاکؐ کے پیاروں سے پیار کرتے رہو

حدیث نمبر ⑦

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے۔

"اِذَا ذُکِرَ اَصْحَابِیْ فَاَمْسِکُوْا"

جب میرے صحابہؓ کا ذکر ہو تو ان کو کچھ کہنے سے رُک جایا کرو یعنی جب میرے اصحاب کے درمیان کسی بات پر یا رائے میں اختلاف پایا جائے تو تمہیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ تم اُن وفا شعاروں پر زبانِ طعن دراز کرو۔

حدیث نمبر ⑧ ——— محبّتِ صحابہؓ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰہَ اَللّٰہَ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْھُمْ غَرَضًا بَعْدِیْ
فَمَنْ اَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّھُمْ فَمَنْ اَبْغَضَھُمْ

Marfat.com

فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَھُمْ۔ (صواعق محرقہ ص ۵)

ترجمہ: میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو اور میرے بعد انہیں اپنی اغراض کا نشانہ نہ بنانا جو شخص ان سے محبت کرتا ہے۔ وہ میری محبت کی وجہ سے ایسا کرتا ہے۔ اور جو ان سے بغض رکھتا ہے وہ میرے ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے ان سے بغض رکھتا ہے۔

حدیث نمبر ⑨ — اللہ اس کی حفاظت کریگا

حضرتِ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے منتخب فرمایا اور میرے لیے اصحاب کا انتخاب بھی فرمایا، ان میں سے میرے لیے داماد بھی منتخب فرمائے اور دوست بھی۔

"فَمَنْ حَفِظَنِیْ فِیْھِمْ حَفِظَہُ اللّٰہُ وَمَنْ اٰذَانِیْ فِیْھِمْ اٰذَاہُ اللّٰہُ۔ (صواعق محرقہ ص ۴)

پس جو شخص ان کے بارے میں میرا تحفظ کرے گا اللہ اس کی حفاظت کرے گا اور جو شخص ان کے بارے میں مجھے تکلیف پہنچائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے ایذا دے گا۔

حدیث نمبر ⑩ — حضورؐ نے اطلاع فرمائی

عقیلی نے حضرت انسؓ سے بیان کیا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا:
اللہ تعالیٰ نے مجھے منتخب فرمایا اور میرے لیے میرے اصحاب اور داماد بھی منتخب فرمائے۔

Marfat.com

وَسَيَاتِیْ قَوْمٌ یَسُبُّوْنَهُمْ وَیَنْتَقِصُوْنَهُمْ فَلَا تُجَالِسُوْهُمْ وَلَا تُشَارِبُوْهُمْ وَلَا تُؤَاكِلُوْهُمْ وَلَا تُنَاكِحُوْهُمْ۔ (صواعق محرقہ ص ۴)

ترجمہ: عنقریب ایک قوم ہوگی جو اُن کو بُرا بھلا کہے گی اور اُن کی تنقیص کرے گی۔ ایسے لوگوں کے ساتھ کھانا پینا، اُٹھنا، بیٹھنا، اور نکاح وبیاہ نہ کرو۔

اصحابِ رضؓ رسول کو بُرا بھلا کہنے والے کے لیے سرکار علیہ السلام نے جو وعید فرمائی ہے اور جس طرح اُمت کو ایسے لوگوں سے دُور رہنے کا حکم فرمایا ہے اس پر وہ لوگ ضرور غور کریں۔ جو اصحابِ رضؓ مصطفےٰ ﷺ پر تبرّہ بازی کرتے اور اُن کے کردار پر تنقید اور تنقیص کرتے ہیں۔ ہر اُمتی کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے جو سرکارؐ نے فرمائی ہے۔

ایک اور امر کی طرف بھی اشارہ کرتا چلوں۔ کہ حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آئندہ وقوع پذیر ہونے والے واقعات کی طرف اشارہ فرما کر اپنی اُمت کو یہ بھی سمجھا دیا ہے۔ مستقبل میں پیش آنے والے تمام امور پیغمبرؐ کے سامنے عیاں ہیں اور اس حدیث پر وہ بھی غور کریں جن کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کو دیوار کے پیچھے علم نہیں۔

حدیث نمبر ⑪ ——— منافق کون؟

یہ روایت بھی حضرت انس سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا

وَمَنْ اَحْسَنَ الْقَوْلَ فِیْ اَصْحَابِیْ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ اَسَآءَ الْقَوْلَ فِیْ اَصْحَابِیْ فَهُوَ مُنَافِقٌ۔

(نور الابصار فی مناقب آلِ بیت النبی المختار مطبوعہ مصر ص ۵)

Marfat.com

ترجمہ: جس نے میرے صحابہ کے بارے میں اچھی بات کی وہ مومن ہے اور جس نے بُری بات کی وہ منافق ہے۔

اوپر والی حدیث پاک میں منافق کی پہچان کرائی گئی ہے۔ کہ مومن وہ ہے جو اصحاب رسول کے بارے میں اچھی بات کرے اور منافق وہ ہے جو اُن کے بارے میں بُری بات کرتے وقت بُری زبان کو حرکت دے۔

حدیث نمبر ⑫ ——— بعد از انبیاء ترجیح

سیّدنا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے

"اِنَّ اللّٰہَ اخْتَارَ اَصْحَابِیْ عَلَی الثَّقَلَیْنِ سِوَی النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ۔ (الصواعق المحرقہ مطبوعہ مکتبہ مجیدیہ ملتان صفحہ ۳۱۲)

اللہ تعالیٰ نے انبیاء و مرسلین کو چھوڑ کر تمام جن وانس پر میرے صحابہؓ کو ترجیح دی ہے۔ انبیاء و مرسلین کے بعد رسول کریم کے اصحاب کی ترجیح اس بات کی دلیل ہے کہ صحابہؓ آسمانِ رُشد کے روشن ستارے ہیں۔

حدیث نمبر ⑬ ——— لعنت

طبرانی نے حضرتِ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ (صواعق ص ۶)

میرے صحابہؓ کو بُرا کہنے والے پر اللہ لعنت کرے۔

حدیث نمبر ⑭ ——— فائدہ اور نُور

ترمذی اور ضیاء نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے

مَامِنْ اَحَدٍ مِّنْ اَصْحَابِیْ یَمُوْتُ بِاَرْضٍ اِلَّا بُعِثَ قَائِدًا

Marfat.com

وَنُوْرًا لَّهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔" (صواعق محرقہ ص ۶)

جب کسی علاقہ میں میرا کوئی اصحابی فوت ہو جاتا ہے تو اسے اس علاقے کے لوگوں کے لیے قیامت کے دن قائد اور نور بنا کر بھیجا جائے گا۔

جس علاقہ میں نبی اکرم علیہ السلام کے کسی اصحابی کا وصال ہو جائے تو وہ اس علاقہ کے تمام مسلمانوں کی قیادت فرمائے گا۔ اور اُن کے لیے منارۂ نُور بن کر روشنی عطا کرتے ہُوئے میدانِ محشر میں لے جائے گا۔

حدیث نمبر ⑮ ——— محبّت صحابہؓ

دیلمی نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ حضُور پُر نور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِرَجُلٍ مِنْ اُمَّتِیْ خَیْرًا اَلْقٰی حُبَّ اَصْحَابِیْ فِیْ قَلْبِہٖ۔ (صواعق محرقہ ص ۵)

جب اللہ تعالیٰ میری اُمّت کے کسی آدمی سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے دل میں میرے صحابہ کی محبت ڈال دیتا ہے۔

حدیث نمبر ⑯ ——— جس نے گالی دی

شاہِ دوجہاں صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ (اَلشَّرَفُ المؤبّد لآلِ محمّدؐ ص ۱۰۵)

جس نے میرے صحابہ کو گالی دی اس پر اللہ تعالیٰ کی فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

Marfat.com

حدیث نمبر ⑰ ——— حضورؐ کی شفاعت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

شَفَاعَتِیْ مُبَاحَۃٌ اِلَّا لِمَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ۔

(الشرف المؤبد ص ۱۰۳)

میری شفاعت (ہر مسلمان کے لیے) جائز ہے سوائے اس شخص کے جس نے میرے صحابہ کو گالی دی۔

حدیث نمبر ⑱ ——— شر پر لعنت

امام العلماء علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی نوّر اللہ مرقدہٗ اپنی شہرۂ آفاق کتاب الشرف المؤبد لآلِ محمد (مطبوعہ مصر) میں رقم طراز ہیں کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"اِذَا رَاَیْتُمُ الَّذِیْنَ یَسُبُّوْنَ اَصْحَابِیْ فَقُوْلُوْا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی شَرِّکُمْ۔ (الشرف المؤبد ص ۱۰۲)

جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو گالیاں دیتے ہوں تو کہا کرو تمہارے شر پر اللہ تعالیٰ کی لعنت۔

حدیث نمبر ⑲ ——— شریر ترین لوگ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اِنَّ شِرَارَ اُمَّتِیْ اَجْرَءُھُمْ عَلٰی صِحَابَتِیْ (الشرف المؤبد ص ۱۰۲)

میری امت کے شریر ترین لوگ وہ ہیں جو میرے صحابہ پر بہت جری

Marfat.com

ہیں۔" (یعنی وہ لوگ جو میرے اصحاب کو بُرا بھلا کہنے میں جسارت کریں گے۔)

اجالے دور ہو جاتے ہیں اُن کے دل کے خانوں سے
نہیں کرتے محبت جو محمدؐ کے غلاموں سے

حدیث نمبر ⑳ ——— حوضِ کوثر پر

صواعق محرقہ میں علامہ ابن حجر مکی دار قطنی کے حوالے سے لکھتے ہیں

"مَنْ حَفِظَنِیْ فِیْ اَصْحَابِیْ وَرَدَ عَلَی الْحَوْضِ وَمَنْ لَّمْ یَحْفَظْنِیْ فِیْ اَصْحَابِیْ لَمْ یَرِدْ عَلَی الْحَوْضِ وَلَمْ یَرَنِیْ۔ (صواعق محرقہ ص ۶)

جو صحابہ کے بارے میں میرا تحفظ کرے گا وہ حوضِ کوثر پر وارد ہوگا اور جس نے صحابہ کے بارے میں میرا تحفظ نہ کیا وہ حوضِ کوثر پر نہیں آسکے گا اور نہ ہی اسے میرا دیدار نصیب ہوگا۔

جو رکھتا ہے صحابہؓ سے محبت
وہی ہے مالکِ گلزارِ جنت

حدیث نمبر ㉑

امام ابُو یعلی حضرت انس سے روایت کرتے ہیں۔

مَثَلُ اَصْحَابِیْ مَثَلُ الْمِلْحِ فِی الطَّعَامِ لَا یَصْلَحُ الطَّعَامُ اِلَّا بِالْمِلْحِ۔ (صواعق محرقہ ص ۶)

میرے صحابہؓ کھانے میں نمک کی مانند ہیں اور کھانا نمک ہی سے اچھا بنتا ہے۔"

Marfat.com

حدیث نمبر (۲۲)

سرکارِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا۔

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ۔

(الشرف المؤبد ص ۱۰۱)

میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تم ان میں سے جس کی اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

مذکورہ بالا احادیث سے یہ امر بالکل واضح ہو گیا کہ صحابہ کرام سے محبت وعقیدت رکھنا ایمان کی علامت ہے اور ان کی شان میں سب وشتم کرنا رسولِ کریم کی ناراضگی کا باعث اور منافقت کی نشانی ہے۔ ان روشن ترین دلائل و براہین کے ہوتے ہوئے ان پاک باز ہستیوں پر زبانِ طعن دراز کرنے کو خبثِ باطن کا مذموم مظاہرہ ہی کہا جائے گا اور ایسی روش کو احکامِ خداوندی اور دینِ مصطفوی سے کھلی بغاوت کے مترادف ہی تصور کیا جائے گا۔ وہ لوگ جو ایسی حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں وہ مندرجہ بالا احادیث کا بار بار مطالعہ کریں، سوچیں اور غور کریں اپنی جانوں پر ظلم نہ کریں۔ اس لیے کل قیامت کے دن ہم سب شفاعتِ رسول کے طلب گار ہوں گے اور حضورؐ کا فرمان ہے کہ میں اس کی شفاعت ہرگز نہ کروں گا جو میرے صحابہ کو برا بھلا کہے گا۔

صحابہؓ!۔ کون صحابہؓ؟ ۔ کس کے صحابہؓ ہیں؟۔ وہ صحابہؓ جو

رسولِ پاکؐ کے دینِ معظم کے ہیں ہر کارے
صحابہؓ ہیں بفرمانِ محمدؐ ضو فشاں تارے

Marfat.com

روافض

رافضی اپنے امام کو چھوڑ دینے والے کو کہتے ہیں۔

علامہ ابن طریح نجفی مجمع البحرین میں رافضہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ وہ فرقہ ہے جنہوں نے حضرت سیدنا زید بن علی کو اس وقت چھوڑ دیا تھا جب آپ نے انہیں صحابہ کرام پر طعن کرنے سے منع فرمایا تھا۔ جب رافضہ کو پتہ چلا کہ یہ شیخین (صدیق و فاروق) رضی اللہ عنہما کو بُرا بھلا نہیں کہتے تو ان لوگوں نے آپ کو چھوڑ دیا۔ پھر یہ لقب ہر اس شخص کے لیے استعمال ہونے لگا، جس نے اس مذہب میں غلو اختیار کیا اور صحابہ پر طعن کرنے کو جائز قرار دیا۔ (حاشیہ صواعق محرقہ)

حدیث نمبر (۲۳) مشرک

ابو ذر ہروی نے حضرت جابر، حضرت حسن بن علی اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ایک روایت بیان کی ہے اور ذہبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت بیان کی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا۔

"یَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ یُسَمَّوْنَ الرَّافِضَۃَ یَرْفُضُوْنَ الْاِسْلَامَ فَاقْتُلُوْھُمْ فَاِنَّھُمْ مُشْرِکُوْنَ"

(صواعق محرقہ ص ۵)

آخری زمانے میں روافض نام کی ایک قوم ہوگی جو اسلام کو چھوڑ دے گی اسے جہاں پاؤ قتل کر دو۔ کیونکہ وہ مشرک ہے۔

حدیث نمبر (۲۴)

ذہبی نے ایک اور روایت ابراہیم بن حسن بن حسین بن علی ان کے باپ

Marfat.com

اور جدّامجد سے بیان کی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب نے فرمایا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یَظْهَرُ فِیْ اُمَّتِیْ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ یُسَمَّوْنَ الرَّافِضَةَ یَرْفُضُوْنَ الْاِسْلَامَ۔ (صواعق محرقہ ص ۵)

کہ آخری زمانے میں میری اُمّت میں روافض نام کی ایک قوم ہوگی جو اسلام کو چھوڑ دے گی۔

حدیث نمبر ۲۵

دار قطنی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے روایت بیان کی ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا۔ "سَیَاتِیْ مِنْ بَعْدِیْ قَوْمٌ لَّهُمُ الرَّافِضَةُ فَاِنْ اَدْرَکْتَهُمْ فَاقْتُلْهُمْ فَاِنَّهُمْ مُشْرِکُوْنَ۔"

عنقریب میرے بعد ایک قوم ہوگی جن کا بُرا لقب ہوگا۔ جنہیں رافضی کہا جائے گا۔ اگر تو انہیں پائے تو قتل کر دینا کیونکہ وہ مشرک ہیں۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ ان کی نشانی کیا ہوگی۔ تو سرکار نے فرمایا۔

یُقْرِطُوْنَکَ بِمَا لَیْسَ فِیْکَ وَیُطْعِنُوْنَ عَلَی السَّلَفِ

(صَوَاعِق محرقہ ص ۵)

کہ وہ تمہاری طرف ایسی ایسی چیزیں منسُوب کریں گے۔ جو تم میں موجُود نہیں (تقیہ وغیرہ) اور سلف پر طعن کریں گے۔

Marfat.com

حدیث نمبر (۲۶) ـــــ جو انبیاء اور صحابہ کو گالیاں دے

طبرانی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ:

"مَنْ سَبَّ الْاَنْبِیَآءَ قُتِلَ وَمَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ جُلِدَ۔ (صواعق محرقہ ص ۵)

جو انبیاء کو گالی دے اسے قتل کیا جائے اور جو صحابہ کو بُرا بھلا کہے اسے کوڑے مارے جائیں۔

ذرا ان فرمانین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلال کا مشاہدہ کریں اور دیکھیں کہ رحمۃ للعلمین نے ایک خاص فرقے کا کس انداز میں ذکر کیا ہے اور یہ بات بھی کھل کر سامنے آگئی کہ آئندہ پیش آنے والے حالات نبی کریم سے ہرگز پوشیدہ نہیں وہ لوگ بھی ان ارشادات پر غور کریں جو یہ کہتے ہوئے نہیں تھکتے کہ نبی اکرمؐ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ ؎

خصومت جو رسول اللہ سے رکھتے ہیں بدتر ہیں
بفرمانِ خدائے دوجہاں، ظالم ہیں ابتر ہیں
محمد مصطفیٰؐ، علم حقیقت کے سمندر ہیں
جو ہیں منکر نبیؐ کے علم کے وہ شعلۂ شر ہیں

Marfat.com

فضائل
خلفائے اربعہ
از روئے
قرآن مجید

خلفائے راشدین و مہدیین کے فضائل و مدارج میں قرآنی آیات اور احادیث نبویؐ بکثرت مذکور ہیں۔ یہاں نہایت اختصار کے ساتھ صرف چند آیات پر ہی اکتفا کیا جائے گا۔

آیت نمبر ①

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا۔ (پارہ ۲۶ سورۂ فتح آیت نمبر ۲۹)

ترجمہ: محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اُن کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل۔ تو انہیں دیکھے گا، رکوع کرتے سجدے میں گرتے اللہ تعالیٰ کا فضل و رضا چاہتے۔"

---

① علمائے اہلِ سُنّت کے نزدیک خلفائے رسُول پانچ ہیں۔ جناب ابوبکر صدیقؓ، جناب عمر فاروقؓ، جناب عثمانِ غنیؓ، جناب حضرت علیؓ اور حضرت امام حسنؓ۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی خلافت کو بھی خلافت علیٰ منہاج النبوّت کا عکس کامل کہنے میں حرج نہیں۔

Marfat.com

اس آیتِ پاک کے تحت حضرت علامہ علاء الدین لبغدادی لکھتے ہیں ۔ کہ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ سے مراد حضرت ابوبکر ہیں ۔ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ سے مراد حضرت عمر فاروق ہیں ۔ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ سے مراد حضرت عثمانِ غنی ہیں تَرَاھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا سے مراد حضرت علی المرتضیٰ ہیں فَضْلًا مِنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا سے مراد بقیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔

(تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ ۱۷۳)

اوپر والی آیت میں علامہ خازن نے جس ترتیب کے ساتھ آیت کے اجزاء کو ترکیب کے گلدستے میں سجا کر خلفائے اربعہ کی عظمتوں کو بیان فرمایا ہے۔ یہ برحق اور قرآنی اسلوب کے مطابق ہے ۔ جناب ابوبکر صدیق، بچپن سے جوانی اور اعلانِ نبوّت ہے۔ وصال تک، مکہ میں غار ثور میں ۔ پہاڑوں میں، غاروں میں ۔ نخلستانوں میں بیابانوں میں ۔ تق دق صحراؤں میں ۔ دھوپ میں چھاؤں میں ۔ مدینے کے گلزاروں میں، رحمت کی آبشاروں میں ۔ سفر میں حضر میں۔ غار میں مزار میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیّت میں رہے ۔ اس لیے "مَعَہٗ" سے مراد آپ ہی ہو سکتے ہیں ۔ جناب عمر فاروق نے کافروں، بُت پرستوں، توحید و رسالت کے منکروں پر قرآنی حکم کے مطابق سختی فرمائی اور عدل و انصاف کا بول بالا کر دیا۔ منافقوں کے سر قلم کر دیئے۔ یہاں تک کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بغض رکھنے والے ایک امام مسجد کی گردن اڑا دی کہ اس کے سینہ میں کینہ چھپا ہوا تھا۔ حضرت نے کافروں سے زیادہ خطرناک اُن کلمہ گو منافقوں کی دُنیا اُجاڑ دی جو بدبخت، اللہ کے بے مثل رسُول کو اپنی طرح سمجھتے اور حضورؐ کے افعال کو اپنے کاموں پر قیاس کرتے تھے۔۔ ۔۔ اس لیے ۔۔ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ سے مراد آپ ہی کی ذات ہو

Marfat.com

سکتی ہے ۔ جناب عثمانِ غنیؓ جن کی محبتوں کے چرچے زبانِ زدِ خاص وعام ہیں۔ آپ کے حلم وحیا کا تذکرہ تو زمین وآسمان کے کناروں تک جا پہنچا۔ جنت کے گلزاروں اور محلوں میں رہنے والی حوریں بھی حلم وحیائے عثمان سے واقف ہیں۔ آپ کے نرم ونازک دل ومزاج نے دکھی دنیا میں مسرتیں بانٹیں ۔ آپؓ کے ترحّم ومہربانی کے انداز نے چاہتوں کے گلشن کھلا دیئے۔ اس لیے ۔۔۔ "رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ" سے مراد آپ ہی ہو سکتے ہیں ۔۔۔ جناب مولا علی جن کی سخاوت کا غُلغُلہ چار دانگِ عالم میں ہے۔ مدینے کے نخلستان وگلستان پہاڑوں کے درمیان سے گزرنے والی وادیاں اور بل کھاتی ہوئی چھوٹی چھوٹی پگڈنڈیاں آپ کے جُود کی گواہ ہیں ۔۔۔ جو مسجد کے صحن میں رکوع کی حالت میں ہاتھ کی انگلی سے انگوٹھی اتار کر سائل کو عطا کرنے والا ہو، جو ہر نماز کی ہر رکعت میں دو سجدوں کے درمیان جلوۂ جمالِ خداوندی کی زیارت کرنے والا ہو۔ وہی تَرَاھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا سے مراد ہو سکتا ہے۔

آیت نمبر ② ——— کشتیٔ نوحؑ کے کونوں پر

حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے۔

"وَحَمَلْنَاہُ عَلٰی ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّ دُسُرٍ تَجْرِیْ بِاَعْیُنِنَا۔ (پارہ ۲۷، سورۃ قمر آیت ۱۳)

ترجمہ: "اور ہم نے نوح (علیہ السلام) کو سوار کیا۔ تختوں اور کیلوں والی پر کہ ہماری نگاہ کے روبرو بہتی رہے۔"

امام کسائی نے اپنی کتاب قصص الانبیاء میں ذکر کیا ہے کہ حضرت

Marfat.com

نوح علیہ السلام جب کشتی کا کچھ حصہ بناتے تو رات کو اسے زمین کا کیڑا کھا جاتا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں اس امر کا شکوہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس پر میری مخلوق کے اکابر کے نام لکھ دو۔ جناب نوح نے عرض کیا وہ کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا هُمْ اَصْحَابُ نَبِیِّ مُحَمَّدٍ اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِیٌّ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ) وہ میرے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب، ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم ہیں۔

فَکَتَبَھُمْ نُوْحٌ عَلَیْہِ السَّلَام عَلٰی جَوَانِبِھَا الْاَرْبَعَ فَحُفِظَتْ۔

حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی کے چاروں کونوں پر یہ اسماء تحریر کر دیے اور وہ کیڑے سے محفوظ ہو گئی علامہ شبلنجی شافعی کہتے ہیں کہ جب امام کسائی رحمہ اللہ کے اس کلام کو اللہ تعالیٰ کے اس کلام (مندرجہ بالا آیت) کے ساتھ ملا کر غور و خوض کریں تو یہ عظیم راز افشا ہو گا اور آپ اس فضیلت کو دیکھیں گے جس کے آگے ساری بلندیاں عاجز ہیں۔ (نور الابصار ص ۳)

مندرجہ بالا آیت کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ اللہ کے محبوب بندوں کے ناموں میں بھی برکت ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ رب اکبر جل جلالہ اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے ناموں کے وسیلے سے بلائیں دور فرماتا ہے — مصائب کی آندھیاں چھٹ جاتی ہیں — اور انبیاء سے نسبت رکھنے والی اشیاء کیڑے مکوڑوں کی پہنچ کنی سے محفوظ رہتی ہیں۔

خیال رہے حضرت نوح علیہ السلام سے ہزاروں سال بعد سرکار علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی اور آپ کے اصحاب بعد میں ہوئے

Marfat.com

اور حضور سرورِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلم کی آمد ہزاروں سال پہلے اللہ تعالےٰ نے نبیوں کی بزموں میں اپنے محبُوب اور اُن اصحاب کے چرچے اور شان و شکوہ کے تذکرے فرمائے ۔۔۔ جو محبُوبِ خدا کا کلمہ پڑھ کر۔ اُن کے غلاموں اور جانثاروں پر زبان دراز کرے۔ عمر

اُس کی اِس چرخِ چرخ کو کیا نام دوں

آیت نمبر ③ ——— بے کینہ سینے

وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِّنْ غِلٍّ۔

(پارہ ۸ سُورۃ اعراف آیت ۴۳)

اور نکالا ہم نے ان کے سینوں سے کینہ۔

حضرت علامہ مومن شبلنجی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ التحقیق کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ قیامت کے روز سُرخ یاقوت سے بنا ہوا ایک تخت لایا جائے گا۔ جس کا طُول بیس میل ہوگا اور اس میں کوئی جوڑ وغیرہ نہ ہوگا۔ اس کی ترکیب اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ سے ہوگی۔ جناب ابُوبکر صدیق اس پر تشریف فرما ہونگے پھر زرد یاقوت سے بنا ہوا تخت لایا جائے گا اس پر حضرت عمرِ فاروق رضؓ جلوہ افروز ہوں گے۔ پھر اسی طرح ایک سبز یاقوت سے بنا ہوا تخت لایا جائے گا۔ اس پر جناب عثمانِ غنی رضؓ متمکن ہوں گے۔ پھر اس کی مانند سفید یاقوت سے بنا ہوا تخت لایا جائے گا۔ جس پر مولا علی جلوہ فگن ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان چاروں تختوں کو اُترنے کا حکم دے گا۔ وہ عرش کے سایہ میں اُتریں گے۔

"ثُمَّ تُسْبَلُ عَلَيْهِمْ خَيْمَةٌ مِنَ الدُّرِّ الرَّطْبِ۔"

پھر پر رونق موتیوں کا ایک "خوبصورت" خیمہ ان پر لٹکایا جائے گا۔

Marfat.com

وہ خیمہ اتنا وسیع ہوگا کہ اگر سات آسمان اور سات زمینیں اور ساری مخلوق کو جمع کر دیا جائے تو اس خیمہ کے ایک کونے میں سما جائیں۔ پھر چار پیالے پیش کیے جائیں گے۔ ایک ابوبکرؓ کے لیے ایک حضرت عمرؓ کے لیے، ایک حضرت عثمان کے لیے اور ایک حضرت علیؓ کے لیے ہوگا۔ حضرات خلفاء علیہم الرضوان ان پیالوں سے نوش فرمائیں گے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ" اور نکالا ہم نے ان کے سینوں سے کینہ" اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ — وہ ایک دوسرے کے سامنے بھائیوں کی طرح تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ جہنم کو حکم دے گا کہ اپنے شعلوں کے جوش سے "تَقْذِفُ الرَّوَافِضَ وَالْكَافِرَ عَلٰى وَجْهِهَا فَيَكْشِفُ اللّٰهُ عَنْ اَبْصَارِهِمْ فَيَنْظُرُوْنَ اِلٰى مَنَازِلِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ فِي الْجَنَّةِ۔

ترجمہ: تمام روافض اور کفار کو باہر پھینک دے اور اللہ تعالیٰ ان کی آنکھوں سے پردے ہٹا دے گا، وہ کفار و روافض اُمتِ رسُول کے مقامات کو جنّت میں دیکھیں گے اور کہیں گے:

هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ سَعِدَ بِهِمُ النَّاسُ

کہ ان (سے محبت و عقیدت) کی وجہ سے لوگ نیک بخت ہوئے ہیں۔"

وَ نَحْنُ شَقِيْنَا۔ کہ ان (سے نفاق و دشمنی) کی بنا پر ہم بدبخت رہے ہیں"

ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ۔

"پھر ان کو دوزخ میں واپس کر دیا جائے گا۔"

(نور الابصار ص ۳)

ہے کوئی خوش نصیب؟ جو مذکورہ آیت کی تفسیر پر غور کر کے مصطفیٰ کریم

Marfat.com

کے غلاموں کی غلامی کر کے خود کو جنّت کا حقدار بنالے، ہے کوئی مخدومۂ کائنات کا بیٹا جو اپنے نانا کے محبوب خلفاء کے ناموں کو اپنی زبان کا ورد بنالے اور دل کا گلشن بنالے۔

آیت نمبر ④ ——— تفسیر رسولؐ

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝

(پارہ ۳۰ سورۃ والعصر)

ترجمہ: قسم ہے زمانے کی، یقیناً انسان ضرور خسارہ میں ہے، سوائے ان (خوش نصیبوں) کے جو ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے، اور ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر کی تاکید کرتے رہے۔

تفسیر خطیب میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سورہ والعصر کی تلاوت کی اور آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اس کی تفسیر فرمائیں۔ جناب رسالت مآب علیہ السلام نے فرمایا۔

وَالْعَصْرِ۔ اللہ تعالیٰ کی قسم ہے۔ تمہارے ربّ نے دن کے آخری حصّہ کی قسم اٹھائی ہے۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ سے مراد ابوجہل ہے اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے مراد ابوبکر ہے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سے مراد عمرؓ ہے وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ سے مراد عثمان ہے وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ سے مراد علیؓ ہے۔ لکھا ہے کہ اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے منبر پر لوگوں سے خطاب کیا تھا۔ (نورالابصار ص ۴)

Marfat.com

خلفائے رسولؐ

از روئے

حدیثِ رسولؐ

حدیث نمبر ① ——— چار قطرے

علامہ شبلنجی الروض الفائق کے حوالے سے رقم طراز ہیں کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ اے ابوبکر خَلَقَنِیَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ جَوْھَرَۃٍ مِنْ نُوْرِہٖ" اللہ نے مجھے نوری جوہر سے پیدا فرمایا۔"

پھر اس کی طرف اپنی نظرِ رحمتِ فرمائی اور مجھے اپنے حضور میں رکھا میں حیا سے پسینہ پسینہ ہو گیا اور مجھ سے چار قطرے ساقط ہوئے۔ اے ابوبکرؓ پہلے قطرہ سے تجھے پیدا کیا۔ دوسرے سے عمرؓ کو تیسرے سے عثمان کو اور چوتھے سے علیؓ کو پیدا فرمایا۔

فَنُوْرُکَ یَا اَبَا بَکْرٍ وَنُوْرُ عُمَرَ وَعُثْمَانَ وَ عَلِیٍّ مِنْ نُّوْرِیْ۔ (نور الانصار ص ۶)

اے ابوبکر تیرا نور اور عمر، و عثمان اور علی کا نور میرے نور سے ہے۔

Marfat.com

حدیث نمبر ② ـــــ پھل کے چار ٹکڑے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا میں (شب اسریٰ) جنت میں گیا۔ اس کے باغات اور نہروں کی سیر کر رہا تھا کہ اچانک میرے ہاتھ میں ایک پھل آیا۔ میں نے اسے پکڑا تو وہ چار ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا۔ اور ہر ٹکڑے سے ایک حور ظاہر ہوئی جو اتنی خوبصورت تھی لَوْ اَخْرَجَتْ ظُفُرَهَا لَفَتَنَتْ اَهْلُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کہ اگر وہ اپنا ایک ناخن ظاہر کر دے تو زمین و آسمان کی ساری مخلوق فتنہ میں پڑ جائے۔"

وَلَوْ اَخْرَجَتْ كَفَّهَا لَغَلَبَ ضَوْءُ هَا ضَوْءَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ ـــ اور اگر اپنا ہاتھ باہر نکالے تو اس کی روشنی سورج اور چاند کی روشنی پر غالب آ جائے ـــ وَلَوْ تَبَسَّمَتْ لَمَلَأَتْ مَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ مِسْكًا مِنْ رَائِحَتِهَا۔"

"اور اگر تبسم کرے تو اس کے منہ کے خوشبو سے زمین و آسمان معطر ہو جائیں"

میں نے ایک حور سے کہا کہ تو کس کے لیے ہے۔ اس نے جواب دیا ابوبکرؓ کے لیے۔ میں نے اسے کہا کہ اپنے شوہر کے محل میں چلی جاؤ۔ پس وہ چلی گئی۔ دوسری حور سے میں نے دریافت کیا تو کس کے لیے ہے۔ اس نے کہا عمر بن خطاب کے لیے۔ میں نے کہا اپنے شوہر کے مکان میں چلی جا۔ وہ ادھر چلی گئی تیسری سے میں نے پوچھا تو اس نے جواب دیا۔

لِلْمُخْتَضَبِ بِدَمِهِ الْمَقْتُوْلِ ظُلْمًا عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ۔

Marfat.com

مَیں اُس کے لیے ہوں جو ظُلماً قتل ہوگا اور اپنے ہی خون سے رنگا ہوگا۔ وہ عثمان بن عفان ہے۔" مَیں نے کہا اپنے رفیقِ حیات کے گھر چلی جاؤ۔ چوتھی حور سے میں نے پوچھا۔ لِمَنْ اَنْتِ ؟ تو کِس کے لیے ہے فَسَکَتَتْ ثُمَّ قَالَتْ ۔ پہلے تو وہ خاموش رہی۔ پھر بولی۔

وَاللّٰہِ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ۔ اللہ کی قسم اے اللہ کے رسُول!

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَنِیْ عَلٰی حُسْنِ فَاطِمَۃَ وَلَقَدْ سَمَّانِیْ عَلٰی اِسْمِھَا۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے جمال فاطمہ پر پیدا فرمایا اور میرا نام بھی انہی کے نام پر رکھا ہے۔"

وَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی زَوَّجَنِیْ مِنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَبْلَ اَنْ یَتَزَوَّجَ فَاطِمَۃَ بِاَلْفِ عَامٍ۔

اور اللہ تعالیٰ نے علی ابن ابی طالب سے میرا نکاح سیّدہ فاطمہ کے نکاح سے ایک ہزار پہلے کیا ہے۔" (نورالابصار ص ۴)

حدیث نمبر ③ ——— مومن کے دل میں

حضور علیہ السّلام کا ارشادِ گرامی ہے:

لَا یَجْتَمِعُ حُبُّ ھٰؤُلَاءِ الْاَرْبَعَۃِ اِلَّا فِیْ قَلْبِ مُؤْمِنٍ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِیٍّ۔

ابُوبکر، عمر، عثمان اور علی، ان چاروں کی محبّت صرف مومن ہی کے دل میں ہوتی ہے۔"

(نورالابصار ص ۵)

Marfat.com

حدیث نمبر ④

حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

"اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی عَزَّوَجَلَّ اِفْتَرَضَ عَلَیْکُمْ حُبَّ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِیٍّ کَمَا افْتَرَضَ عَلَیْکُمُ الصَّلٰوۃَ وَالزَّکٰوۃَ وَالصَّوْمَ وَالْحَجَّ فَمَنْ اَبْغَضَ وَاحِدًا مِّنْھُمْ لَمْ یَقْبَلِ اللّٰہُ لَہٗ صَلٰوۃً وَّلَا زَکٰوۃً وَّلَا صَوْمًا وَّلَا حَجًّا یَحْشُرُہٗ مِنْ قَبْرِہٖ اِلَی النَّارِ۔

ترجمہ: کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمانِ غنی اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کی محبّت تم پر ایسے ہی فرض کی ہے۔ جیسے نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ فرض کیا ہے جس نے ان میں کسی ایک سے بھی بغض وعناد رکھا، اللہ تعالیٰ اس کی نماز، روزے، حج اور زکوٰۃ قبول نہیں فرمائے گا۔ اور اسے قبر سے اٹھا کر سیدھا دوزخ میں بھیجے گا۔ (نور الابصار ص ۴)

ابو بکر و عمر، عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبّت اہلِ ایمان کے لیے فرض کا درجہ رکھتی ہے۔ جس طرح نماز، روزہ، حج، اور زکوٰۃ فرض ہے۔ اگر ان چار خلفائے رسول میں سے کسی ایک کے ساتھ بغض وعناد رکھا جائے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کا کوئی نیک عمل اپنی بارگاہ میں قبول نہیں فرماتا۔ جس کے سینے میں بغض کے شعلے اُٹھ رہے ہوں ـــــ مولائے کائنات علی المرتضیٰ فرماتے ہیں کہ سرکار علیہ السلام کا فرمان ہے کہ ایسے شخص کو قیامت کے دن صفائی کا موقع بھی نہ مل سکے گا اور اُسے قبر سے اُٹھا کر سیدھا شعلے اگلتے

Marfat.com

دوزخ میں دھکیل دیا جائے گا ـــ مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اہلِ سُنت کو جو خلفائے رسُول کو اپنے آقا اور پیشوا تسلیم کر کے تعظیم بجالاتے ہیں اور اُن کی عقیدت و محبّت کو ایمان و اسلام کا حُسن تصور کرتے ہیں ـ اور دعوتِ فکر دیتا ہوں روافض و خوارج کو جو محبُوبِ خدا کے محبوبوں کو گالیاں دے کر اپنے دین و ایمان کا بیڑا غرق کر رہے ہیں ـ یہ چاروں خلفائے رسُول، صاحبِ کردار بھی ہیں اور شوکتِ ابرار بھی ۔ یہ اللہ کے آخری رسُول کے جاں نثار بھی ہیں اور مددگار بھی۔ ؎

نبی کے یار، اہلِ دیں کے رہبر
ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمان و حیدر

حدیث نمبر ⑤ ـــــ چاروں کو پسند فرمایا

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسُولِ خدا نے فرمایا بے شک میرے اصحاب کو دونوں جہانوں میں پسند فرمایا۔ وَاخْتَارَ لِیْ مِنْ اَصْحَابِیْ اَرْبَعَۃً اَبَابَکْرٍ وَّعُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَعَلِیًّا فَجَعَلَھُمْ خَیْرَ اَصْحَابِیْ وَفِیْ اَصْحَابِیْ کُلِّھِمْ خَیْرٌ[1]

اور میرے لیے میرے چار اصحاب کو پسند فرمایا اور وہ ابُوبکر، عُمر اور عثمان و علی ہیں۔ پس انہیں میرے بہتر اصحاب مقرر کیا اور میرے تمام صحابہ میں بہتر بنایا۔

---

[1] الریاض النضرہ ج ۱ ص ۴۷۔

Marfat.com

حدیث نمبر ⑥

حضرت مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ رسُولِ کریمؐ نے مجھے فرمایا۔

يَا عَلِيُّ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اَتَّخِذَ اَبَا بَكْرٍ وَزِيْرًا وَّ عُمَرَ مُشِيْرًا وَّعُثْمَانَ سَنَدًا وَاِيَّاكَ ظَهِيْرًا اَنْتُمْ اَرْبَعَةٌ فَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَكُمْ فِيْ اُمِّ الْكِتَابِ لَا يُحِبُّكُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا يُبْغِضُكُمْ اِلَّا فَاجِرٌ اَنْتُمْ خَلَائِفُ نَبُوَّتِيْ وَعَقْدَةُ ذِمَّتِيْ وَحُجَّتِيْ عَلٰى اُمَّتِيْ لَا تُقَاطِعُوْا، وَلَا تُدَابِرُوْا، وَلَا تُعَاقُوْا۔ [1]

اے علیؓ مجھے اللہ نے حکم فرمایا ہے کہ میں ابوبکر کو وزیر، عمر کو مشیر، عثمان کو سہارا اور تجھے اپنا مددگار بناؤں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اُمّ الکتاب میں وعدہ لیا ہے کہ تم سے مومن کے بغیر کوئی محبت نہیں کرے گا۔ اور تم سے بغیر فاجر کے کوئی بغض نہیں رکھے گا۔ تم میری نبوّت کے خُلفاء ہو۔ میرے ذمّہ کی بیعت لینے والے ہو اور میری اُمت پر حجّت ہو، میری اُمّت کے لوگ تم سے مقاطعہ نہیں کریں گے اور نہ تم سے مُنہ پھیریں گے اور نہ تمہاری نافرمانی کریں گے

حدیث نمبر ⑦

ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ

---

[1] الریاض النضرہ جلد ا ص ۴۷

Marfat.com

وسلم نے فرمایا۔ یُحِبّھُمْ یَعْنِی الْاَرْبَعَۃَ اَوْلِیَاءُ اللّٰہِ وَیُبْغِضُھُمْ اَعْدَاءُ اللّٰہِ [۱] ان چاروں سے محبّت کرنے والے اللہ کے دوست ہیں اور ان سے بغض رکھنے والے اللہ کے دُشمن ہیں۔

حدیث نمبر ⑧

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اَبُوْبَکْرٍ وَزِیْرِیْ وَالْقَائِمُ فِیْ اُمَّتِیْ وَعُمَرُ حَبِیْبِیْ وَیَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِیْ وَعُثْمَانُ مِنِّیْ وَعَلِیٌّ اَخِیْ وَصَاحِبُ لِوَائِیْ

(الریاض النضرہ جلد ۱ ص ۴۸)

ابوبکر میرا وزیر اور میری اُمّت میں قائم ہے۔ عُمر میرا حبیب ہے اور میری زبان پر بولتا ہے۔ عثمان مجھ سے ہے۔ علی میرا بھائی اور علمبردار ہے۔

حدیث نمبر ⑨ ——— عرش پر تحریر

حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے اپنے باپ اور دادا سے روایت بیان کی ہے کہ رسُولِ کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کیا میں تجھے عرش پر لکھے ہُوئے کی خبر نہ دوں۔ ہم نے عرض کیا۔ ہاں یا رسُول اللہ ضرور فرمائے۔ آپ نے فرمایا عرش پر لکھا ہوا ہے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَبُوْبَکْرِنِ الصِّدِّیْقُ، عُمَرُ الْفَارُوْقُ، عُثْمَانُ الشَّھِیْدُ، عَلِیُّنِ الرِّضَا (الریاض النضرۃ ص ۵۴)

اللہ کے سوا کوئی معبُود نہیں، محمّد اللہ کے رسُول۔ ابوبکر صدیق ہیں، عمرِ فاروقؓ ہیں۔ عثمان شہید اور علی رضا ہیں۔

Marfat.com

حدیث نمبر ⑩ ـــــ لوائے حمد پر لکھا ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے سرکار علیہ السلام سے لواء الحمد کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا۔ اس کے تین پرت ہوں گے۔ اُن دونوں میں سے ہر گوشہ آسمان اور زمین کے درمیان ہوگا۔ پہلے کونے پر" بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور سورۃ فاتحہ لکھی ہوگی۔ دوسرے پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوگا اور تیسرے پر اَبُوْبَکْرِ نِ الصِّدِّیْقُ، عُمَرُ الْفَارُوْقُ، عُثْمَانُ ذُوالنُّوْرَیْنِ، عَلِیُّ الْمُرْتَضٰی لکھا ہوگا۔

(الریاض النضرہ ج ۱ ص ۴۸)

حدیث نمبر ⑪

علامہ صفوری شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الفردوس کے حوالے سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل فرمائی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

اَبُوْبَکْرٍ تَاجُ الْاِسْلَامِ۔ حضرت ابوبکرؓ اسلام کا تاج ہے۔

وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ حُلَّۃُ الْاِسْلَامِ۔ عمرؓ بن خطاب اسلام کا لباس ہیں۔

وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ اِکْلِیْلُ الْاِسْلَامِ عثمانؓ بن عفان اسلام کا مرصع تاج ہے۔

وَعَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ طَبِیْبُ الْاِسْلَامِ علی اسلام کا طبیب ہے۔

(نزہۃ المجالس جلد ۲ ص ۲۲۵)

Marfat.com

اس حدیث مبارکہ میں چاروں خلفاء کی عزّت و توقیر اور شان و شوکت کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت ابوبکر اسلام کا تاج، عمر لباس، عثمان، مرصع تاج اور مولا علی اسلام کا طبیب ہے ـــــ اور طبیب بیماروں کے علاج کرنے والے کو کہتے ہیں ـــ کہنا پڑے گا کہ تاج اور تاجدار، حُلّہ اور حُلّہ پوش بڑی عظمتوں کے مالک ہیں. بڑا بلند مقام رکھتے ہیں ـــ اور یہ بھی کہ جب اسلامی قوتیں کمزور ہو جائیں ـــ حسدِ اسلام علیل ہو جائے ـــ شجرِ اسلام کی کوئی ٹہنی سوکھنے لگے ـــ گلشنِ اسلام کے گلوں کی پتیاں مُرجھانے لگیں ـــ تو اسلام کے طبیب کو آواز دینا لازم ہو جاتا ہے ـــ دنیائے اسلام کو لگنے والی ہر بیماری کا علاج اس طبیب کے پاس ہے ـــ جسے پیغمبرِ اسلام، ابُوتراب کے نام سے پکارتے تھے ـــ (کرّم اللہُ وجہہٗ)

عجیب و غریب

امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں میں نے مکّہ میں اسقف (جو پہلے نصرانی تھا)، کو طواف کعبہ کرتے ہُوئے دیکھا۔ میں نے اسے کہا تمہیں اپنے آباؤ اجداد کے دین سے کس نے نکالا۔ اس نے جواب دیا میں نے اس سے بہتر بدل حاصل کیا ہے۔ شافعی فرماتے ہیں، میں نے پوچھا وہ کیسے۔ اس نے کہا: ایک دفعہ میں سمندر میں کشتی پر سوار تھا۔ جب ہم سمندر کے درمیان پہنچے، تو کشتی ٹوٹ گئی اور ہم پانی کی لہروں کی لپیٹ میں آگئے۔ وہ مجھے اِدھر اُدھر دھکیلتی رہیں۔ حتیٰ کہ مجھے ایک جزیرہ میں پھینک دیا۔ جس میں بہت سے درخت تھے ان کے پھل شہد سے میٹھے اور مکھن سے نرم تھے۔ وہاں ایک میٹھے پانی کی نہر تھی میں نے اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور خیال کیا کہ ان درختوں کے پھل کھاتا رہوں۔

Marfat.com

اور نہر سے پانی پیتا رہوں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ فرما دے۔ جب شام ہوئی تو میں جنگلی جانوروں کے خطرے کے پیشِ نظر ایک درخت پر چڑھ گیا اور اس کی شاخوں پر سو گیا۔ جب آدھی رات ہوئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ پانی کی سطح پر ایک جانور اللہ تعالیٰ کی تسبیح بایں الفاظ کرتا ہے۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ النَّبِیُّ الْمُخْتَارُ

اللہ عزیز و جبار کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں محمد رسول اللہ نبی مختار ہیں۔

اَبُوْبَکْرِ نِ الصِّدِّیْقُ صَاحِبُہٗ فِی الْغَارِ — عُمَرُ الْفَارُوْقُ فَاتِحُ الْاَمْصَارِ

ابوبکر صدیق ان کے یارِ غار ہیں۔ عمر فاروق شہروں کے فتح کرنے والے ہیں

عُثْمَانُ الْقَتِیْلُ فِی الدَّارِ — عَلِیٌّ سَیْفُ اللّٰہِ عَلَی الْکُفَّارِ

عثمان اپنے گھر میں شہید ہونے والے اور علی کافروں پر اللہ کی تلوار ہیں۔

فَعَلٰی مُبْغِضِھِمْ لَعْنَۃُ الْعَزِیْزِ الْجَبَّارِ

وَمَاْوَاہُ النَّارُ وَبِئْسَ الْقَرَارُ

اور ان سے بغض رکھنے والے پر اللہ کی لعنت اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ جو بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

امام شافعی فرماتے ہیں کہ اسقف نے کہا کہ وہ جانور صبح تک یہی کلمات بار بار کہتا رہا اور جب فجر طلوع ہوئی تو کہنے لگا۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الصَّادِقُ الْوَعْدِ وَالْوَعِیْدِ

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ سچے وعدہ وعید والا ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ الْھَادِی الرَّشِیْدُ۔"

Marfat.com

محمد مصطفٰے اللہ تعالیٰ کے رسُول اور ہادی و مرشد ہیں۔

اَبُوْبَکْرِ نِ الْمُوَفَّقَ لِلتَّشَدِّیْدِ

عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ سُوْرٌ مِّنْ حَدِیْدِ

ابوبکر درستی کی توفیق دیئے گئے اور عمر بن خطاب لوہے کی فصیل ہیں۔

عُثْمَانُ الْفَضْلُ الشَّهِیْدُ

اور عثمان مجسم فضیلت اور شہید ہیں۔

عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ ذُوالْبَاْسِ الشَّدِیْدِ

علی بن ابی طالب قوی سے قوی تر ہیں۔

فَعَلٰی مُبْغِضِهٖ لَعْنَةُ الْمَلِكِ الْمَجِیْدِ

اور ان سے بغض رکھنے والے پر اللہ کی لعنت۔

پھر مَیں جنگل کی طرف گیا تو عجیب و غریب جانور دیکھا جس کا سر شتر مُرغ کی اور مُنہ انسانوں جیسا تھا۔ ٹانگیں اونٹ کی مثل اور دم مچھلی جیسی۔ میں اس سے ڈر کر بھاگا۔ تو مجھے دیکھ کر اس نے فصیح زبان میں کہا رُک جاؤ ورنہ ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔ میں رُک گیا۔ اس نے کہا تیرا دین کیا ہے۔ میں نے کہا نصرانی ہوں اس نے کہا دینِ ضیف کی طرف لوٹ آؤ۔ کیوں ہلاک ہوتے ہو۔ مَیں مسلمان جنّوں کے گھروں میں گیا۔ ان جنّوں میں سے وہی نجات پائے گا۔ جو مسلمان ہوگا مَیں نے کہا۔ کیسے اسلام قبول کروں اس نے کہا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ کہو۔ مَیں نے یہ کہہ کر اسلام قبول کر لیا۔

پھر اس نے کہا تَمِّمْ اِسْلَامَكَ بِالتَّرَضِّیْ عَلٰی اَبِیْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِیٍّ۔ ابوبکر، عمر، عثمان اور علی کو راضی کر کے اپنے دین کو کامل کر۔

Marfat.com

مَیں نے اس سے پوچھا تمہیں اس دین کی کس نے خبر دی۔ اس نے کہا ہماری ایک جماعت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوئی اور آپ کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا کہ جب قیامت کا روز ہوگا۔ تو جنّت فصیح زبان میں ندا کرتی ہوئی آئے گی اور کہے گی اے اللہ تو نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ میرے ارکان کو پورا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

قَدْ شَیَّدْتُ اَرْکَانَکَ بِاَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِیٍّ وَزَیَّنْتُکَ بِالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ۔ میں نے تیرے ارکان ابوبکر، عمر، عثمان اور علی کے ساتھ مضبوط کیے ہیں اور تجھے حسن و حسین کے ساتھ مزین کیا ہے۔"

اس کے بعد اس جانور نے کہا۔ تم یہاں رہنا چاہتے ہو یا اپنے وطن واپس جانا چاہتے ہو۔ میں نے اپنے گھر آنے کی خواہش کی۔ اس نے کہا ذرا ٹھہرو اور صبر کرو ابھی سواری آتی ہے۔ تھوڑی دیر بعد ایک کشتی آئی۔ میں نے ان کو اشارہ کیا۔ انہوں نے میری طرف کشتی بھیجی۔ اس کشتی میں بارہ شخص تھے اور وہ بھی سب کے سب نصرانی تھے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا تم یہاں کیسے پہنچے۔ میں نے سارا واقعہ بیان کیا۔ وہ حیران ہُوئے اور وہیں سب رسول کی برکت سے مُسلمان ہو گئے۔ (نور الابصار ص،)

مذکورہ واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سمندروں اور جنگلوں میں رہنے والے جانور سرکار علیہ السّلام اور آپ کے خلفاء کو جانتے ہیں۔ پہچانتے ہیں۔ گمگشتہ راہ لوگوں کی رہنمائی بھی کرتے ہیں۔ اور حضور کے پیارے اصحاب و خلفاء کا نام لے کر حق کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں۔ جب صحراؤں، جنگلوں اور دریاؤں کے جانور اتنا شعور رکھتے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے کہ انسان جس کا

Marfat.com

حیات ہی راہِ حق کی تلاش ہے۔ کیوں بغض وعناد کے جہنم جل رہا ہے آیئے مصطفےٰ کریم کے غلاموں کا دامن تھام کر حضور کے در دولت تک رسائی حاصل کریں اور ابوبکر وعمر اور عثمان وحیدر کی عظمتوں کے سامنے سرِ تسلیم خم کر کے ان چاروں کی شان میں نغمہ سرا ہوں اور ان حقیقتوں کو مان لیں۔ ؎

نبیؐ کی چشمِ رحمت بار کے شاہکار ہیں چاروں
رسُول پاک کے اصحاب کے سالار ہیں چاروں
صداقت کی ضیاء، چرخِ حیا و عدل کے تارے
شجاعت کے ہر اک میدان کی للکار ہیں چاروں

دنیائے محبّت وعقیدت میں بسنے والے یہ نعرہ لگانے میں کسی قسم کی باک محسوس نہیں کرتے۔ کہ ؎

ہیں ابوبکرؓ عکسِ حلمِ مصطفےٰؐ — ہیں عمرؓ رُعبِ شہِ ہر دوسرا
ہیں حیا کی کان عثمانِ غنیؓ — ہیں درِ فیضِ نبیؐ شیرِ خداؓ

○

بضعۂ جسمِ نبیؐ خیر النساءؓ — ہیں حسنؓ تنویرِ حُسنِ مصطفےٰؐ
پرتوِ اجلالِ شاہ دوجہاں — حضرتِ شبّیرؓ شاہِ کربلا

Marfat.com

حضرات شیخین — ابوبکر و عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حدیث نمبر ① —— جنّت کے سردار

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرَ سَیِّدَا کُھُوْلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ اِلَّا النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ لَا تُخْبِرْھُمَا یَا عَلِیُّ مَا دَامَا حَیَّیْنِ۔

(سنن ابن ماجہ شریف ص ۱۰۔ ترمذی شریف جلد ۲ ص ۲۰۷)

ترجمہ: ابوبکرؓ و عمرؓ جنّت کے ادھیر عمر اگلے اور پچھلے لوگوں کے سردار ہیں سوائے انبیاء و مرسلینؑ کے۔ اے علیؓ! جب تک دونوں حیات ہیں انہیں اِس چیز کی خبر نہ دینا۔

حدیث نمبر ② —— اقتداءِ شیخین

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ نہ جانے تمہارے درمیان (اس عالم ناسوت میں بظاہر) کتنی دیر موجود رہوں۔

فَاقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ وَاَشَارَ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ۔ (جامع ترمذی جلد ثانی ص ۲۰۷ سعید کمپنی کراچی)

Marfat.com

ترجمہ: اور شیخین (ابوبکر و عمر) کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا (ان) میرے بعد والوں کی اقتدار کرنا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنے والے حالات کی نقاب کشائی فرماتے ہوئے واضح کر دیا کہ میرے وصال کے بعد میری امت کے مقتدار کون ہوں گے آپ کے اس ارشاد کے بعد بھی اگر کوئی خلافت کے معاملات میں جھگڑا کرتا ہے، تو پھر اس کا ایک ہی مقصد ہے کہ وہ حضورؐ کے فرمانِ عالی شان کا در پردہ انکار کر رہا ہے۔ اور آقا علیہ السلام کے فرامین کا انکار کرنا، دین و مذہب اور اسلام کے ساتھ غداری اور آئین حق سے بغاوت کے مترادف ہے۔

حدیث نمبر ③ ——— کان اور آنکھ

حضرت عبداللہؓ بن خنطب سے مرسلاً روایت ہے کہ سیّدہ کائنات نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر فرمایا:

هٰذَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ (ترمذی جلد ۲ ص ۲۰۸)

ترجمہ: یہ دونوں میرے کان اور آنکھ ہیں

حدیث نمبر ④ ——— دو وزیر

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے لیے دو آسمان والوں اور دو زمین والوں میں سے وزیر ہوتے ہیں تو میرے آسمان والے دو وزیر جبرائیل اور میکائیل ہیں۔

وَاَمَّا وَزِیْرَایَ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ

Marfat.com

ترجمہ: اور میرے زمین والوں میں سے دو وزیر ابوبکر و عمر ہیں۔
(ترمذی جلد ثانی ص ۲۰۸)

حدیث نمبر ⑤ ستاروں کے برابر نیکیاں

جناب سیدہ عائشہ صدیقہ، عتیقہ، عفیفہ سلام اللہ علیہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ ایک چاندنی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر مبارک میری گود میں تھا میں نے عرض کیا یارسول اللہ! هَلْ تَكُوْنُ لِاَحَدٍ مِنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدَ نُجُوْمِ السَّمَآءِ "کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں؟" سرکار نے فرمایا ہاں! وہ عمرؓ ہیں۔ میں نے عرض کیا فَاَيْنَ حَسَنَاتُ اَبِيْ بَكْرٍ۔ تو (میرے والد) ابوبکر کی نیکیاں کہاں گئیں۔ آپ نے فرمایا "اِنَّمَا جَمِيْعُ حَسَنَاتِ عُمَرَ كَحَسَنَةٍ وَاحِدَةٍ مِنْ حَسَنَاتِ اَبِيْ بَكْرٍ۔

(مشکوٰۃ شریف باب من مناقب ابی بکر و عمر)

عمر کی ساری نیکیاں ابوبکر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی کی طرح ہیں۔

اس اوپر درج حدیثِ مقدسہ میں جناب عمر رضی اللہ عنہ کی نیکیوں کی تعداد کا تذکرہ ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ لیس کے تاج والے رسول کے علم کا یہ عالم ہے کہ آپ آسمان کے تمام ستاروں کی تعداد سے بھی واقف ہیں اور عمر کی نیکیوں کی تعداد کا علم بھی رکھتے ہیں اور جو لوگ سرکار علیہ السلام پر ایمان نہیں رکھتے وہ اس حدیث کی روشنی میں اپنے سطحی نظریہ پر نظرِ ثانی کریں دوسرا امر یہ ہے کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نیکیوں کے معیار و درجات کی حقیقت و کیفیت سے بھی واقف ہیں کہ کون سی نیکی کس مقام و مرتبت کی حامل ہے۔

Marfat.com

عالم ما کان و یکون نے حقائق کو آشکارہ فرمادیا۔

حدیث نمبر ⑥ ——— فضائل عمرؓ اور عمر نوحؑ

حضرت سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سید عالمؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے حضرت عمرؓ کے فضائل کے متعلق بتایئے حضورؐ نے فرمایا۔ اے عمّار! تو نے مجھ سے وہ بات دریافت کی ہے۔ جو میں نے جبرائیل سے پوچھی تھی۔ جبریل نے مجھے کہا تھا یَا مُحَمَّدُ لَوْ مَکَثْتُ مَعَکَ مَا مَکَثَ نُوْحٌ فِیْ قَوْمِہٖ اَلْفَ سَنَۃٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا اُحَدِّثُکَ فِیْ فَضَائِلِ عُمَرَ مَا نَفِدَتْ یا رسول اللہ! اگر میں آپ کے ساتھ حضرت نوح علیہ السلام کی عمر کے مطابق نو سو پچاس برس رہوں اور فضائل عمر بیان کرتا رہوں تب بھی وہ ختم نہ ہوں گے۔

وَاِنَّ عُمَرَ لَحَسَنَۃٌ مِّنْ حَسَنَاتِ اَبِیْ بَکْرٍ

اور بے شک عمر ابوبکر کی نیکیوں میں سے ایک ہے۔

(صواعق محرقہ ص ۲۵۲)

حدیث نمبر ⑦ ——— اَھْلِیْ وَاَھْلُ اللّٰہِ

حضرت رحمت عالم کا ارشاد ہے

"عَلِیٌّ وَّفَاطِمَۃُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ اَھْلِیْ وَاَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرَ اَھْلُ اللّٰہِ خَیْرٌ مِّنْ اَھْلِیْ

(صواعق محرقہ ص ۲۵۱)

Marfat.com

ترجمہ: حضرت علیؓ، سیّدہ فاطمہؓ، حسنؓ اور حسینؓ میرے اہل ہیں اور ابو بکر و عمرؓ اہلُ اللہ ہیں اور اہل اللہ میرے اہل سے بہتر ہیں۔

حدیث مذکورہ میں کس قدر اپنائیت اور یگانگت کا اظہار فرمایا جا رہا ہے تاکہ میری اُمّت، میری اولاد و ذریّت اور اصحاب و احباب کے ساتھ احترام و محبّت سے پیش آئیں اور ان دونوں کو حریف نہ جانے اور فرقہ واریت کا شکار نہ ہوں۔

حدیث نمبر ⑧ ——— قلبِ مومن

شاہِ دوسرا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لَا یَجْتَمِعُ حُبُّ عَلِیٍّ وَّ بُغْضُ اَبِی بَکْرٍ وَّ عُمَرَ فِیْ قَلْبِ مُؤْمِنٍ۔ (صواعق محرقہ ص ۱۵۳)

ترجمہ: حضرت علیؓ کی محبت اور بغض ابی بکر و عمر مومن کے دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔

حدیث نمبر ۸ کو بار بار پڑھیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ جس دل میں علی المرتضیٰ کی محبت کا دریا موجزن ہوگا۔ اس میں ابو بکر و عمرؓ کا بغض و عناد ہرگز جگہ نہ پا سکے گا۔ اگر کوئی ایسا دیکھیں تو سمجھ لیں کہ یہ مومن کا دل نہیں۔ کیونکہ فیصلہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا ہے۔

حدیث نمبر ⑨ ——— فرشتوں کو محبت ہو گئی

امام حسن بن علی علیہما السلام کا فرمان ہے کہ ایک بار حضورؐ نے جناب ابو بکر و عمر کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا۔ میں تم دونوں سے محبت کرتا ہوں

Marfat.com

اور جس سے میں محبت کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس سے محبّت کرنے لگتا ہے
وَاللّٰہُ اَشَدُّ حُبًّا لَکُمَا مِنِّیْ، وَاِنَّ الْمَلَآئِکَۃَ لَتُحِبُّکُمَا
اللہ تعالیٰ کو تم دونوں کے ساتھ مجھ سے زیادہ محبت ہے، اور تم دونوں سے
فرشتوں کو بھی محبّت ہوگئی ہے، کیونکہ خدا تعالیٰ کو تم سے محبّت ہے۔
اَحَبَّ اللّٰہُ مَنْ اَحَبَّکُمَا ۔ خدا اس سے محبّت فرمائے جسے تم دونوں
سے محبّت ہو۔ وَاَبْغَضَ مَنْ اَبْغَضَکُمَا [1] خدا اس کا دُشمن ہو
جائے۔ جس کو تم دونوں سے دُشمنی ہو۔

حدیث نمبر ⑩

مولائے کائنات حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا:
مَا وُلِدَ فِی الْاِسْلَامِ مَوْلُوْدٌ اَزْکٰی وَاَطْھَرُ مِنْ اَبِیْ
بَکْرٍ وَعُمَرَ "
کہ اسلام میں ابُوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ پاک وصاف کوئی
پیدا نہیں ہوا۔

حدیث نمبر ⑪

مولا علی کا بیان ہے فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض

---

[1] نزہتہ المجالس ج ۲ ص ۲۰۲۔
[2] " " " " ص ۲۰۳۔

Marfat.com

کیا گیا یا رسول اللہ ہم آپ کے بعد کسے حاکم بنائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا اگر تم ابوبکر کو حاکم مقرر کرو گے ۔ تَجِدُوْهُ اَمِیْنًا زَاهِدًا فِی الدُّنْیَا وَرَاغِبًا فِی الْاٰخِرَةِ ۔ تو انہیں تم امین، دنیا سے بے رغبت اور آخرت پر راغب پاؤ گے ۔ اور اگر تم عمر کو حاکم مقرر کرو گے ۔ تَجِدُوْهُ اَمِیْنًا قَوِیًّا لَا یَخَافُ فِی اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ ۔ تو انہیں امانت دار، قوی پاؤ گے، وہ خدا کے بارے میں کسی کی ملامت سے نہ ڈریں گے ۔ اور اگر کبھی تم علی کو حاکم مقرر کرو گے ۔ وَلَا اَرَاکُمْ فَاعِلِیْنَ اور تم مجھے ایسا کرتے دکھائی نہیں دے رہے ہو ۔ تَجِدُوْهُ هَادِیًا مَهْدِیًّا یَاْخُذُ بِکُمُ الطَّرِیْقَ الْمُسْتَقِیْمَ [1] ۔ تو تم انہیں ہادی و رہنما، مہدیؑ، پیشوا پاؤ گے، اور وہ تمہیں سیدھے راستے پر لے چلیں گے ۔

حدیث نمبر ⑫ ——— آیت کی تفسیر میں

حضرت عبداللہ بن عباس کا قول ہے کہ خدا کی قسم ابوبکر و عمر کا حاکم بننا کتاب اللہ میں موجود ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے۔ وَاِذَا سَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا [2] ۔ اور جب نبی نے اپنی بیوی سے راز کی بات کی۔

حضورؐ نے اُمّ المؤمنین حفصہؓ سے فرمایا تھا ۔ اَبُوْكِ وَاَبُوْ

---

[1] نزہتہ المجالس ج ۲ ص ۲۰۲۔

[2] پارہ ۲۸ سورۂ تحریم آیت ۳۔

Marfat.com

عَائِشَةَ اَوْلِيَآءُ النَّاسِ بَعْدِیْ ۔ فَاِیَّاكِ اَنْ تُخْبِرِیْ بِهٖ اَحَدًا [1] تیرا باپ اور عائشہ رضؓ کا باپ میرے بعد لوگوں کے والی یعنی حاکم ہوں گے اور دیکھو یہ بات کسی کو نہ بتانا۔

شاتمانِ شیخین کا انجام

امام مستغفری نے ایک روایت اکابرین سلف سے نقل کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میرا ایک ہمسایہ تھا حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور عمرِ فاروق رضؓ کو بُرا بھلا کہتا تھا۔ ایک رات مَیں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو خواب میں دیکھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ آپ کے دائیں طرف ہیں اور عمرِ فاروق آپ کے بائیں طرف ہیں مَیں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرا ایک ہمسایہ ہے جو ان دونوں بزرگوں کی شان میں گستاخی کرکے مجھے تکلیف دیتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا اسے قتل کردو۔ جب صبح ہوئی تو میں نے سوچا چلو چل کر دیکھیں تو سہی کہ اس کا کیا بنا ہے۔ جب مَیں اس کے محلہ میں پہنچا تو اس کے گھر سے شور و غوغا سنائی دے رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہاں کیا ہوا ہے۔ معلوم ہوا کہ کل اس کے گھر آکر کسی نے اسے قتل کردیا ہے۔ [2]

اسی طرح امام مستغفری نے دلائل النبوہ میں ایک سلف صالح کا بیان

---

[1] نزہۃ المجالس ج۲ ص ۲۰۳۔

[2] شواہد النبوۃ مترجم علامہ جامی رحمۃ اللہ علیہ۔

Marfat.com

نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ مَیں بچپن میں ایک شخص کا شاگرد تھا۔ جو مجھے مذاہب رافضہ کی طرف مائل کرتا تھا اور مَیں اُس کے کہنے پر حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو بُرا بھلا کہتا تھا۔ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے اور لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف متوجہ ہیں۔ اچانک میری نظر حضور علیہ السلام پر پڑی۔ آپ اس جگہ جلوہ افروز تھے۔ آپ کی دائیں طرف دو زلفوں والا ایک عمر رسیدہ شخص بیٹھا ہوا تھا اور بائیں طرف ایک اور دو زلفوں والا ایک شخص بیٹھا ہوا تھا اور لوگ حضورؐ کو اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ وَسَلَّمَ کہہ رہے تھے۔ میں بھی آپ کے قریب ہوا تا کہ درود و سلام عرض کردں۔ ان دو بزرگوں میں سے ایک نے کہا یا رسول اللہ! یہ شخص ہم میں سے کیا چاہتا ہے۔ اس پر حضور علیہ السلام نے مجھے پکڑنا چاہا تو میں خواب سے بیدار ہوگیا۔ اسی وقت میرے سر داڑھی اور بھوؤں کے بال گر گئے اور مَیں چار ماہ تک اسی حالت میں رہا۔ ایک روز میرا ایک دوست مجھے ملنے آیا۔ اس نے مجھ سے پوچھا تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تمام طبیبوں سے تیرا علاج نہیں ہو سکا۔

مجھے ایسا لگا کہ اس کے تصور میں میرے عشق و محبت کا معاملہ تھا۔ میں نے اسے سچ سچ بتا دیا۔ اس نے کہا تو نے حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے سامنے توبہ اور معذرت کیوں نہیں کی۔ شاید تجھے پتہ نہیں کہ صلوٰۃ و سلام جو حضور علیہ السلام کی رُوح پُر فتوح پر بھیجا جاتا ہے وہ حضورؐ کی خدمت میں ہی پہنچتا ہے۔ میں نے اسی وقت ایک طشتری اور لوٹا منگایا اور وضو کیا۔ پھر دو رکعت نماز ادا کر کے عرض کیا اے خداوند جہاں! میں توبہ کرتا ہُوں اور فضیلتِ شیخین کا اعتراف کرتا ہوں۔ ابھی تائب ہُوئے ایک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ میرے سر اور ڈاڑھی اور بھوؤں کے بال پھر اُگ آئے۔ (شواہد النبوۃ مترجم علامہ جامیؒ)

Marfat.com

اسی طرح ایک سلفی بزرگ کا بیان ہے کہ میں نے تمام شام کے سفر میں صبح کی نماز ایک مسجد میں گزاری۔ جب امام نماز سے فارغ ہوا تو اس نے شیخین کو بد دعائیں دینا شروع کر دیں۔ آئندہ سال جب میں دوبارہ شام گیا تو اتفاق سے پھر صبح کی نماز اسی مسجد میں ادا کرنا پڑی۔ پھر جب امام امامت سے فارغ ہوا تو اس نے حضرات شیخین (ابوبکرؓ و عمرؓ) کے حق میں دُعائے خیر کی۔ میں نے نمازیوں سے پوچھا یہ کیا بات ہے کہ گزشتہ سال تو یہ حضرت ابوبکر صدیق اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بُرا بھلا کہتا تھا اور اب دُعائیں دیتا ہے۔ انہوں نے کہا آیا تم سابقہ امام کو دیکھنا چاہتے ہو میں نے کہا ہاں! وہ مجھے ایک سرائے میں لے گئے۔ جہاں ایک کتا بندھا ہوا تھا اور اس کی آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں۔ میں نے اس کتے سے دریافت کیا کیا تم وہی امام ہو جو گزشتہ سال حضرات شیخین کو گالیاں دیتا تھا تو اس نے سر سے اشارہ کیا ہاں میں وہی ہوں۔ (شواہد النبوۃ مترجم علامہ جامیؒ)

ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے

ایک شخص لکڑیاں چنتا تھا اور ساتھ ساتھ یہ کہتا جاتا تھا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اِلَّذِیْ ھُوَ اَبْھٰی مِنَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ بِعَدَدِ حَسَنَاتِ اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ — اے اللہ تعالیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو شمس و قمر سے بھی (ضیاء باریوں میں) فزوں تر ہیں۔ ابوبکر و عمر کی نیکیوں کے برابر درود بھیج۔

اس شخص سے شیخین کے مخالفین کی ایک جماعت نے کہا تو لکڑیاں بیچتا ہے؟ اس نے کہا ہاں!۔ وہ اُسے اپنے گھر لے گئے۔ وَقَطَعُوْا یَدَیْہِ وَرِجْلَیْہِ — اور اُس کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے اور اپنے گھر

Marfat.com

سے دور لے جاکر رات کے اندھیرے میں ایک مقام پر پھینک آئے پس اُس کے پاس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جناب ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تشریف لائے ــ فَاَخَذَ یَدَیْہِ وَرِجْلَیْہِ وَجَعَلَھُمَا مَکَانَھُمَا فَرَدَّ ھُمَا اللّٰہُ تَعَالٰی کَمَا کَانَا ــ اور اس کے ہاتھ پیر لے کر جہاں تھے وہیں لگا دیئے۔ خدا نے اس کے ہاتھ، پیر جیسے تھے ویسے ہی بنا دیئے۔ وہ پھر آکر لکڑیاں چننے لگا اُن مخالفین نے دیکھا تو بڑے متعجب ہوئے پھر انہوں اس حاطب کو اپنے مکان میں لے جاکر اس سے یہ تمام ماجرا دریافت کیا جو اس نے بیان کیا فَتَابُوْا عَنْ سَبِّ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ اس پر وہ لوگ شیخین کو بُرا کہنے سے تائب ہو گئے۔

(نزہتہ المجالس ج ۲ ص ۲۰۵ مطبوعہ مصر)

امام ابُوحنیفہؒ نے فرمایا

حضرت علامہ عبدالرحمٰن صفوری نے اپنی کتاب نزہتہ المجالس میں لکھا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ کا بیان ہے کہ میرا ایک ہمسایہ تھا جو حضرت ابوبکر و عمر کو بُرا بھلا کہا کرتا تھا ــ فَاشْتَرٰی بَغْلَیْنِ وَسَمّٰی اَحَدَھُمَا اَبَابَکْرٍ وَالْاٰخَرَ عُمَرَ ــ اس نے دو خچر خریدے، اور اس نے ایک کا نام ابوبکر اور دوسرے کا نام عمرؓ رکھا۔ جس کا نام اُس نے عمر رکھا تھا اُس کو چارہ کم ڈالتا تھا ــ ایک دن اُس خچر نے اُس پر حملہ کر کے اُسے ہلاک کر ڈالا فرماتے ہیں لوگوں نے مجھ سے یہ ماجرا بیان کیا ــ تو میں نے کہا شاید اُسی خچر نے اُسے ہلاک کیا ہوگا۔ جس کا نام اس نے عمر رکھا تھا۔ لوگوں نے کہا ہاں!

(نزہتہ المجالس ج ۲ ص ۲۰۷ مطبوعہ مصر)

Marfat.com

امیر المؤمنین، خلیفۂ اوّل حضرت سیّدنا

ابُوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

نائبِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

زبدۂ عاشقاں، نائبِ مصطفٰے — جس کو ہے لقب صدیقِ اکبر ملا
جس کے صدق وصفا کا ہے قرآں گواہ — اسکے صدق وصداقت کی کیا بات ہے

خضر

جانشینِ رسولؐ، اداشناسِ مزاجِ نبوّت، واقف رموزِ حقیقت، نائبِ مصطفٰےؐ، حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امام اصحابِ رسول، صدق وصفا کے پیکر اور فراست وبصیرت کا اعلیٰ ترین مجسمہ تھے، آپ بلند ظرف، عالی وقار، غیور اور تقویٰ شعار تھے، مجاہد وغازی، زاہد وعابد اور شب زندہ دار تھے۔ آپ روشن ضمیر، پاک طینت، صاف دل، نشۂ عشق رسالت مآب میں سرشار۔ غریبوں، بے کسوں کے غم گسار اور اسرار بزمِ قدس کے محرم صبر واستقامت کے پیکر، پاکیزہ مزاج، خوش اخلاق تھے۔ آپ کے دل میں خشیت الٰہی، آنکھوں میں مروّت، بنی نوعِ انسان سے محبّت، جذبات میں تقوائے وطہارت، اخلاق میں فیاضی وہمدردی اور منہیات ومحرمات سے فطرتاً متنفّر تھے۔ غریبوں کی امداد فرماتے، غلاموں کو خرید کر آزاد فرما دیتے، آفت زدوں، ستم رسیدوں اور مظلوموں کی اعانت میں مشغول رہتے معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کفار کے مجمع میں آپ ہی نے سب سے پہلے فرمائی۔ ہجرت میں رفیق اور غار میں (ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ)

Marfat.com

کے مصداق آپ ہی تھے۔ حضور علیہ السلام علالت میں امامت کے لیے آپ ہی کو منتخب فرماتے۔ آپ نے کفار و مشرکین کے ہاتھوں سخت ترین مصائب و شدائد اٹھا کر متاعِ ایمان کی حفاظت کی۔ شریروں اور سرکشوں سے ٹکرا کر دینِ حق کی سطوت و عزت برقرار رکھی۔ عظمتِ اسلام اور ناموسِ رسالت کی خاطر آپ نے بیش بہا قربانیاں پیش کیں اور صبر آزما مصائب برداشت کیے۔ ؎

مٹایا آپ ہی کے صدق نے باطل کو دُنیا سے
سبحان اللہ! وہ عہدِ وفا صدیقِ اکبرؓ کا

کوہِ استقامت

امام الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کے وصال کے فوراً بعد حالات نے تشویشناک رُخ اختیار کر لیا جو اہلِ اسلام کے لیے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا تھا۔ رحلتِ رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر سننے کے بعد کفار و منافقین کے حوصلے بڑھ گئے۔ ضعیف الایمان لوگ دینِ اسلام سے پھرنے لگے، مسلمانوں کے دل فُرقتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باعث شکستہ اور بے تاب ہو گئے۔ سازشی گروہ نے اسلام کا شیرازہ بکھیرنے اور عقیدتوں کے گلشن کو تاراج کرنے کے لیے خفیہ میٹنگیں شروع کر دیں۔ مصائب و آلام اور دشواریوں کے اس ہجوم کے پیشِ نظر اربابِ دانش نے صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی جناب میں یہ عرض کیا کہ اے خلیفۃ الرسولؐ ان نازک ترین حالات میں لشکرِ اسامہؓ کو روانہ کرنا مصلحت کے منافی ہے۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا اس وحدہٗ لاشریک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، جس لشکر کو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ فرمایا اس کی روانگی ہرگز نہیں رُک سکتی جو عَلَم رسُولِ خدا نے باندھا ہے۔ وہ ہرگز نہ کھُلے گا۔ آپ کے پائے

Marfat.com

استقامت میں ذرہ بھر بھی لغزش نہ ہوئی اور استقلالِ بے مثال میں لمحہ بھر کے لیے بھی فرق نہ آیا۔ چنانچہ جانشینِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حالت میں جیشِ اسامہ رضؓ روانہ کو فرمادیا۔ جس سے بہت ہی بہتر نتائج برآمد ہوئے۔

○ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصالِ پُر ملال کی خبر جب اطرافِ مدینہ میں پہنچی تو عرب کے کئی قبیلے مرتد ہوگئے اور کئی قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت صدیق اکبرؓ ان سے قتال کرنے کے لیے تیار ہوگئے۔ تو حضرت عمر فاروقِ اعظم رضؓ اور دیگر صحابہ رضؓ نے وقت کی نزاکت کے لحاظ سے یہ مشورہ دیا کہ اس وقت جنگ کے لیے ہتھیار نہ اُٹھائے جائیں۔

لیکن آپ نے ان کے اس مشورہ سے اتفاق نہ کیا۔ مرتدین اور منکرین زکوٰۃ کی سرکوبی کے لیے ایک لشکر ترتیب دیا اور اپنے ساتھ مہاجرین و انصار کو لیکر مدینہ شریف سے روانہ ہوئے اور جب سرزمینِ نجد کی بلندیوں پر پہنچے، تو نجدی مرتدین بھاگ کھڑے ہوئے۔ بعد میں آپ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو فوج کا امیر مقرر فرمایا اور خود مدینہ شریف واپس تشریف لے آئے خدائے بزرگ و برتر نے انہیں فتح اور نصرت عطا فرمائی اور ایک بہت بڑا فتنہ دب گیا۔ تمام صحابہ کبار رضؓ آپ کی تدبیر و اصابتِ رائے کے معترف ہوگئے انہیں بعد میں معلوم ہوگیا کہ اگر اس وقت ذرہ برابر بھی کمزوری دکھائی جاتی تو مملکت اسلامیہ کا نظم و نسق درہم برہم ہوجاتا اور عرب کے مختلف قبائل کے اندر باغیانہ سوچ جنم لیتی۔ اسلامی قوانین و آئین اور ضوابط و قواعد کی خلاف ورزیوں کی جرأت کے پیدا ہوجانے کا اندیشہ بھی تھا اور اسلامی افواج کی تنظیم کا شیرازہ بکھر جانے کا بھی ڈر تھا۔

○ نجدی مرتدین فتنہ گردوں کا قلع قمع کرنے کے بعد اسی سال کے آخر میں حضرت

Marfat.com

خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی فوج کو لے کر یمامہ کی جانب روانہ ہوئے تاکہ مسیلمہ کذاب کو قتل کر سکیں۔ دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل نکل آئے۔ چند روز جنگ جاری رہی بالآخر مسیلمہ کذاب وحشی کے ہاتھوں قتل ہوا۔ اس وقت اس کی عمر ایک سو پچاس سال تھی۔

⊙ مسلمہ کذاب اور فتنۂ ارتداد کے مٹ جانے کے بعد آپ نے دیگر امور کی جانب توجہ مبذول فرمائی۔ کافی علاقے فتح ہوئے، قرآنِ مجید فرقانِ حمید کو یکجا اکٹھا کرنے کا حضرت زید بن ثابتؓ کو حکم فرمایا۔

نام و نسب

آپ کا اسمِ گرامی عبداللہ بن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مُرّہ بن کعب بن لُوَیّ

ماں کا نام اُمّ الخیر سلمیٰ بنتِ صخر۔

نسب کے لحاظ سے جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور رسول کریم علیہ السلام مرّہ بن کعب کی اولاد میں۔ آپ کی کنیّت ابوبکر، القاب عتیق اور صدیق ہیں۔

ابوبکر

سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زیادہ تر ان کی کنیت سے ہی پہچانا اور پکارا جاتا ہے۔ اس لیے یہاں بکرؓ کے چند لغوی معانی بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

بکر

بکر: اولیّت والے، ابتدا کرنے والے، آگے بڑھنے والے، پیش قدمی کرنے

Marfat.com

والے کو اور صبح کے وقت کسی کے پاس جانے کو کہتے ہیں۔ ہر نیکی میں آگے بڑھنا ہر بھلائی میں پیش قدمی کرنا آپ کے اوصافِ حمیدہ میں شامل تھا۔ اس لیے بھی آپ کو "ابوبکر" کہا جاتا ہے۔

بَکِیرَہ : سب سے پہلے مراد کو پہنچنے والا

بَاکُورَہ: درخت کا پہلا پھل

مُبکِر : موسم کی پہلی بارش (المنجد)

آپ کی کنیّت اور اس کے معنوں پر غور کرنے سے جو نتیجہ نکلتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ سب سے پہلے مراد کو پہنچنے والا کون؟ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

شجرِ اسلام کا پہلا پھل کون؟ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

بہارِ اسلام کی پہلی بارش کا مصداق کون؟ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بکر : اَلْفَتِیُّ مِنَ الْاِبِلِ (نوجوان اونٹ) کو بھی کہتے ہیں چونکہ آپ اونٹوں کی خطرناک اور پیچیدہ بیماریوں کے بہترین معالج اور ان سے متعلق تمام چیزوں کی بہت زیادہ واقفیت رکھتے تھے اس لحاظ سے بھی آپ کو ابوبکر کہا جاتا ہے۔

عتیق

آپ کا ایک لقب عتیق ہے اور عتیق کے معنی آزاد کے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے آپ کو عَتِیقٌ مِنَ النَّارِ (آتش دوزخ سے آزاد) فرمایا ہے۔

○ مشکوٰۃ شریف باب مناقب ابی بکر فصل ثالث میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا سے روایت منقول ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ

Marfat.com

عنہ، رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: اَنْتَ عَتِیْقُ اللّٰہِ مِنَ النَّارِ۔ کہ آپ آگ سے اللہ کی طرف سے آزاد شدہ ہیں۔ فَیَوْمَئِذٍ سُمِّیَ عَتِیْقًا۔ اس دن سے آپ کا نام عتیق رکھا گیا یعنی مشہور ہو گیا۔

○ عتیق کے معنی: اَلْکَرِیْم: سخی: اَلْخِیَارُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ ہر چیز میں سے بہترین کے بھی ہیں۔

○ جناب لیث بن سعد فرماتے ہیں "سُمِّیَ بِذٰلِکَ لِعَتَاقَةِ وَجْهِهٖ وَجَمَالِهٖ۔ یعنی آپ کو کشادہ روئی اور حسن و جمال کی وجہ سے بھی عتیق کہا جاتا ہے۔ کیونکہ عِتق حسن و جمال کو کہتے ہیں اور آپ نہایت خوبصورت اور صاحب حسن و جمال تھے۔

○ حضرت مصعبؓ اور علمائے انساب کے ایک گروہ کا کہنا ہے کہ آپ کو عتیق اس لیے کہا جاتا ہے "لِاَنَّهٗ لَمْ یَکُنْ فِیْ نَسَبِهٖ شَیْءٌ یُعَابُ کہ آپ کے حسب و نسب میں کسی قسم کا کوئی عیب نہ تھا۔

صدیق

آپ کا دوسرا لقب صدیق ہے اور صدیق کے معنیٰ:۔ اَلْکَثِیْرُ فِی الصِّدْقِ:۔ بہت سچا: اَلْکَامِلُ فِی الصِّدْقِ۔ سچائی میں کامل۔ اَلَّذِیْ یُصَدِّقُ قَوْلَهٗ بِالْعَمَلِ:۔ اپنے قول کی عمل سے تصدیق کرنے والا۔

اَلْبَارُّ الدَّائِمُ التَّصْدِیْقِ۔ نیکی کی ہمیشہ تصدیق کرنے والا کے ہیں اور آپ کو صدیق اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ نے کبھی جھوٹ نہ بولا

Marfat.com

ہمیشہ سچ بولتے، سچی بات کرتے اور سچ کا ساتھ دیتے۔

لقبِ صدیق کی دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ نے بغیر کسی پس وپیش اور تردّد کے رسولِ پاک صاحبِ لولاک صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت و نبوّت کی تصدیق کی۔

فرمانِ رسُول

امام احمد بن حجر مکّی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرۂ آفاق تالیف ۔الصّوَاعِقُ الْمُحْرِقَۃُ ۔میں بخاری، ترمذی، مسند امام احمد، ابو حاتم وغیرہ سے بایں الفاظ روایت نقل فرماتے ہیں کہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز سرورِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ہمراہ ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُحد پہاڑ پر چڑھے تو اُحد پر لرزہ طاری ہو (عالمِ کیف وسرور میں جھومنے لگا) تو حضور سرورِ عالم نے اُحد پر اپنے پاؤں مبارک سے ٹھوکر لگائی اور فرمایا۔

اُثْبُتْ اُحَدُ فَاِنَّمَا عَلَیْكَ نَبِیٌّ وَّصِدِّیْقٌ وَّشَهِیْدَانِ۔"

اُحد ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔"

(صواعق محرقہ مکتبہ مجیدیہ ملتان صفحہ ۸۰ سطر ۱۷)

خیال رہے کہ اس حدیثِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثّناء سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ خدائے بزرگ وبرتر نے آنے والے حالات وواقعات کا علم اپنے پیارے رسُول کو عطا فرمایا ہے جبھی تو حضور نے حضرت فاروق

Marfat.com

اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ان کی شہادت کی خبر کئی سال پہلے دے دی۔

علامہ ڈاکٹر اقبال رحمۃ اللہ علیہ اس حقیقت کی ترجمانی کرتے ہوئے اپنے آقا و مولیٰ کے حضور ان الفاظ میں نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ ؎

سیّد کل صاحبِ اُمّ الکتاب
پَردگیہا برضمیرش بے حجاب

سیّد کل صاحب ام الکتاب علیہ السّلام کے سامنے تمام حقیقتیں بے حجاب ہو جاتی ہیں۔

تصدیقِ معراج

سعید بن منصور نے اپنی سُنن میں ابی ذہب سے بیان کیا ہے۔ کہ جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم شبِ اسرٰی سے واپسی پر مقامِ ذی طوٰے پر پہنچے تو آپ نے فرمایا اے جبریل! میری قوم میری تصدیق نہیں کرے گی تو حضرت جبریل نے عرض کیا:

"یُصَدِّقُکَ اَبُوْبَکْرٍ وَھُوَالصِّدِّیْقُ"

(صواعق محرقہ صفحہ ۷۰)

ابوبکر آپ کی تصدیق کرے گا اور وہ صدیق (سچا) ہے

ارشادِ مولا علیؓ

دار قطنی اور حاکم نے ابو یحییٰ سے، طبرانی نے حکیم ابن سعد سے روایت کی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بارہا منبر پر کھڑے ہو کر

Marfat.com

اور قسم اٹھا کر فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے ابو بکر کا لقب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی "صدیق" نازل فرمایا۔ (تاریخ الخلفاء)

بادشاہِ کشورِ صدق و صداقت پر سلام
صد ہزاراں واقفِ رمزِ حقیقت پر سلام
(خضر)

ارشادِ امام باقرؓ

سیدنا شیخ الاسلام والمسلمین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تالیف لطیف "مذہب شیعہ" کے صفحہ نمبر ۲۵ پر اہلِ تشیع کی مشہور ترین کتاب کشف الغمہ صفحہ نمبر ۲۲۰ کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ امام عالی مقام امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے ایک شیعہ صاحب نے مسئلہ دریافت کیا کہ یا حضرت تلواروں کو زیور لگانا (چاندی وغیرہ سے مرصع کرنا) جائز ہے یا نہیں۔ امام صاحب نے فرمایا۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں جب کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار کو زیور لگایا ہوا تھا۔ شیعہ صاحب نے عرض کیا کہ آپ بھی ان کو صدیق کہتے ہیں اس پر امام عالی مقام (شدتِ غضب سے) اچھل پڑے اور قبلہ شریف کی طرف رُخ انور کر کے فرمایا کہ ہاں وہ صدیق ہیں۔ ہاں وہ صدیق ہیں۔ ہاں وہ صدیق ہیں۔

"فَمَنْ لَّمْ يَقُلْ لَّهُ الصِّدِّيْقُ فَلَا صَدَّقَهُ اللّٰهُ قَوْلًا فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ۔

"پس جو ان کو صدیق نہیں کہتا اللہ تعالیٰ اس کے کسی قول کو نہ دنیا میں سچا کرے اور نہ آخرت میں۔

مذکورہ احادیث و روایات سے یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا

Marfat.com

کہ سیّدنا ابوبکر کو صدیق کا لقب دربارِ رسالت سے مِلا جس کی تصدیق مولائے کائنات سیّدنا حیدر کرار کرم اللہ وجہہ الکریم اور سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی۔ خیال رہے کہ جس کو صدیقیت کی دستار خود رسُولِ خدا عطا کریں اور جس کی صداقت کی گواہی حیدرِ کرار دے اس کی شان میں گستاخیاں ایسا بدترین گناہ ہے جو خدا تعالیٰ کبھی بھی معاف نہیں کرے گا۔

صدیق اکبر رضؓ

از رُوئے

قرآنِ حکیم

کِشورِ عشق و محبّت پہ ہے شاہی تیری
اس لیے خضر بھی کرتا ہے گدائی تیری

تیری تصدیق کے انداز پہ صدقے جاؤں
جا بجا دیتا ہے قرآن گواہی تیری

جناب سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں متعدد آیات موجود ہیں یہاں صرف چند آیات پر ہی اکتفاء کیا جاتا۔

آیت نمبر ① ——— تصدیق کرنے والا

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَالَّذِی جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ (پارہ ۲۴ سُورۃ زمر آیت ۳۳)

اور وہ جو سچ لے کر تشریف لائے اور جنہوں نے ان کی تصدیق

Marfat.com

کی یہی لوگ ہیں جو پرہیزگار ہیں؛

اس آیت پاک کی تفسیر سیّدنا علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان فرمائی ہے اور آپ کے علم و بصیرت کی بلندیوں کا کوئی صاحب ایمان انکار نہیں کر سکتا۔ ملاحظہ فرمائیں:

رُوِیَ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ اَنَّہٗ قَالَ وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "وَالَّذِیْ صَدَّقَ بِہٖ" اَبُوْبَکْرِنِ الصِّدِّیْقُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔"

(تفسیر نفسی۔ تفسیر خازن)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ" (وہ ہستی جو صداقت لے کر آئی) سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام ہیں اور الَّذِیْ صَدَّقَ بِہٖ (جس نے اس کی تصدیق کی) سے مراد ابوبکر صدیق ہیں۔

علامہ آلوسی اپنی تفسیر رُوح المعانی میں یُوں رقم طراز ہیں:

"اَلَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ" ھُوَ الرَّسُوْلُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "وَالَّذِیْ صَدَّقَ بِہٖ" ھُوَ اَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔"

سچ لانے والے رسُول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور اس سچائی کی تصدیق کرنے والے ابوبکر صدیق ہیں۔

خیال رہے کہ یہ اوّلیّت بھی آپ ہی کے حصّہ میں آئی کہ آپ نے رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وسلم کی اس وقت تصدیق کی جب دوسرے

Marfat.com

لوگ آپ کو جھٹلا رہے تھے :ؔ

رسُولِ پاک نے معراج کی تصدیق کرنے پر
لقب صدیقِ اکبر کا دیا صدیقِ اکبر کو

آیت نمبر ② ——— پرہیزگار اور سخی

"وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۝ الَّذِىْ يُؤْتِىْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۝
وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰى ۝ اِلَّا ابْتِغَآءَ
وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ۝" (پارہ-۳۰ سورۂ فیل)

اور بہت دُور رکھا جائے گا اس سے (ہر قسم کا عذاب) جو سب سے بڑا پرہیزگار ہے جو دیتا ہے اپنا مال کہ ستھرا ہو اور اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں جس کا بدلہ اسے دینا ہو صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے۔

ان آیات کی شانِ نزول کتب تفاسیر میں یہ ہے کہ جب حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب سیّد بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھاری قیمت ادا کی اور خرید کر آزاد فرما دیا تو بعض کفارِ مکّہ نے کہنا شروع کر دیا کہ شائد حضرت بلال یا اُمیّہ بن خلف کا ابوبکر پر کوئی احسان ہوگا جس کے بدلے میں انہوں نے اتنی گراں قیمت میں بلال کو خرید کر آزاد فرما دیا ہے تو ان کی تردید و مذمت میں یہ آیات نازل ہوئیں۔ جن میں فرمایا گیا ہے کہ حضرت صدیقِ اکبرؓ پر حضرت بلالؓ کا یا تم میں کسی کافر کا کوئی احسان نہیں، بلکہ حضرت صدیقِ اکبرؓ نے حضرت بلالؓ کو صرف رضائے حق اور خوشنودیٔ رسُولِ برحق کے پیشِ نظر خرید کر آزاد کیا ہے، یہ ہے شانِ صدیقِ اکبر کہ ان کے خلوصِ دل اور حُسنِ نیّت کی خدا تعالیٰ نے خود گواہی

Marfat.com

دی ؎

بڑا ہی مرتبہ اُونچا ملا صدیقِ اکبرؓ کو
ہے کرتا یاد قرآں میں خدا صدیق اکبر کو

آیت نمبر ③ ——— اعلانِ بخشش

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی ط لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝

(پارہ ۲۶ سورۂ حجرات آیت ۳)

جو پست رکھتے ہیں اپنی آوازوں کو اللہ کے رسول کے سامنے یہی وہ لوگ ہیں مختص کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو تقوٰے کے لیے انہیں کے لیے بخشش اور اجرِ عظیم ہے۔

یہ آیتِ کریمہ صحابہ کبار خصوصاً حضرات شیخین کریمین صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ جب اس سے پہلی آیت لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ (یعنی اپنی آوازوں کو اونچی نہ کرو نبی علیہ السلام کی آواز سے) نازل ہوئی تو صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظم رضؓ ہمیشہ نہایت ہی دھیمی آواز میں سرکار علیہ السلام سے گفتگو کرتے اور جب کوئی وفدِ حضور سے ملاقات کے لیے مدینہ طیبہ پہنچتا تو حضرت صدیق اکبر ان کی طرف ایک خاص آدمی بھیجتے جو انہیں (دربارِ رسالت) حاضری کے آداب بتاتا اور ہر طرح ادب و احترام ملحوظ رکھنے کی تلقین کرتا۔

وَکَانَ اِذَا قَدِمَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ

Marfat.com

السَّلَامُ اَرْسَلَ اِلَيْهِمُ ابُوْبَكْرٍ مَنْ يُّعَلِّمُهُمْ
كَيْفَ يُسَلِّمُوْنَ وَيَأْمُرُهُمْ بِالسَّكِيْنَةِ وَ
الْوَقَارِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(رُوح المعانی جلد ۱۳ صفحہ ۱۲۵)

اسی لیے حکیم الاُمّت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی آیت کے تحت اپنی تفسیر نور العرفان میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کی بخشش ایسی یقینی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ایک ہونا یقینی ہے کہ رب نے ان کی بخشش کا اعلان کر دیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان دونوں بزرگوں کا ثواب و اجر ہمارے وہم و خیال سے بھی بالا ہے کہ رب نے اسے عظیم فرمایا۔ تمام دُنیا قلیل[1] ہے مگر ان کا ثواب عظیم ہے۔

صدیق و فاروق کو بارگاہِ رسالت میں ادب و احترام ملحوظ رکھنے کی بنا پر اَجرِ عظیم کی بشارت دی اور ساتھ ہی ان کی بخشش کا اعلان بھی فرمایا اور اِسی حقیقت کو فخر المشائخ حضرت خواجہ غلام فخر الدّین فخر سیالوی صاحب نے یوں بیان فرمایا ہے۔

بابِ جبریل کے پہلو میں ذرا دھیرے سے
فخرؔ کہتے ہوئے جبریل کو یوں پایا گیا
اپنی پلکوں سے درِ یار پہ دستک دینا
اونچی آواز ہوئی عُمر کا سرمایہ گیا

---

[1] قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ۔ کہو کہ دنیا کا سامان بہت قلیل ہے۔

Marfat.com

آیت نمبر ④ ـــــ خدا صدیق سے محبت کرتا ہے

ارشاد خدائے ذوالمنن ہے

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ط ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ۔ (پارہ ۶ سورۂ مائدہ آیت ۵۴)

اے ایمان والو! تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ انکا پیارا مسلمان پر نرم اور کافروں پر سخت۔ اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ علم والا وسعت والا ہے۔

علامہ امام علاؤ الدین علی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر خازن میں اس آیت کے ضمن میں روایت فرماتے ہیں۔

فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ اَبِىْ طَالِبٍ وَالْحَسَنُ وَقَتَادَةُ هُمْ اَبُوْبَكْرٍ وَّ اَصْحَابُهُ الَّذِيْنَ قَاتَلُوْا اَهْلَ الرِّدَّةِ وَمَا بَغِى الزَّكٰوةَ۔"

یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ابوبکر اور

Marfat.com

ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم ہیں۔ جنہوں نے مرتدین اور منکرینِ زکوٰۃ سے جنگ کی۔
علامہ امام ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نفسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر نفسی میں رقمطراز ہیں۔

وَاِثْبَاتُہٗ خِلَافَۃَ الصِّدِّیْقِ لِاَنَّہٗ جَاھَدَ الْمُرْتَدِّیْنَ۔
اس میں خلافتِ صدیق کا اثبات ہے اس لیے کہ آپ نے مرتدین سے جہاد فرمایا۔

دورِ حاضر کے مفکرِ حضرت ضیاء الامّت اپنی تفسیر ضیاء القرآن میں یوں رقمطراز ہیں۔

حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے جانباز مجاہدوں کو قرآنِ کریم کن الفاظ سے خراجِ تحسین پیش کر رہا ہے جس کے سپاہیوں کی یہ شان ہو جس کے لشکری ان اوصافِ حمیدہ سے متصف ہوں جنہیں زبانِ قدرت ان پاکیزہ جملوں سے سرفراز فرما رہی ہو۔ اس خلیفۂ برحق کی شان کتنی رفیع اور اس کا مقام کتنا بلند ہوگا۔ ایسے خلیفہ کی خلافت کی حقانیت کے بارے میں کسی ایسے شخص کو تو کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔ جو قرآن کو خدا کا کلام اور اپنے خدا کو "عَلِیْمٌ" بِذَاتِ الصُّدُوْرِ یقین کرتا ہو۔

آیت نمبر ⑤ ——— خلافتِ صدیق

ارشادِ خدائے لم یزل ہے۔

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ۔

Marfat.com

(پارہ ۱۸، سُورۂ النور آیت ۵۵)

وعدہ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے جو ایمان لائے تم میں سے اور نیک کام کیے کہ وہ ضرور خلیفہ بنائے گا انہیں زمین میں۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبُوب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے جاں نثار غلاموں کے ساتھ وعدہ فرمایا کہ مَیں تمہیں اپنی زمین میں خلافت وحکومت سے سرفراز فرماؤں گا اور "مِنْکُمْ" کے الفاظ اس بات پر شاہدِ عادل ہیں کہ اس ارشادِ خداوندی کے اوّلین مخاطب صحابہ کرام ہیں جن میں صدیقِ اکبر سب سے ممتاز ہیں اور یہ آیتِ طیّبہ خلافتِ صدیقی کا ناقابلِ تردید ثبوت ہے۔

علّامہ علاؤ الدّین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی اپنی تفسیر میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

وَفِی الْاٰیَۃِ دَلِیْلٌ عَلٰی صِحَّۃِ خِلَافَۃِ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ وَالْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ بَعْدَہٗ لِاَنَّ فِیْ اَیَّامِھِمْ کَانَتِ الْفُتُوْحَاتُ الْعَظِیْمَۃُ وَفُتِحَتْ کُنُوْزُ کِسْرٰی وَغَیْرِہٖ مِنَ الْمُلُوْکِ وَحَصَلَ الْاَمْنُ وَالتَّمْکِیْنُ وَظُھُوْرُ الدِّیْنِ۔ (تفسیر خازن)

یعنی اس آیت میں صدیق اکبرؓ اور ان کے بعد کے خلفائے راشدین کی خلافت کے برحق ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ ان کے عہد میں عظیم فتوحات ہوئیں۔ کسریٰ اور دیگر بادشاہوں کے خزانے فتح ہوئے۔ امن، غلبہ اور ظہورِ اسلام کا حصول ہوا۔

علامہ نفسی نے اس آیت کے تحت "اُسْتُخْلِفَ اَبُوْبَکْرٍ"

Marfat.com

(ابوبکر کو خلیفہ بنایا گیا) کے الفاظ سے خلافتِ صدیقی کی حقانیت بیان فرمائی ہے۔

حضرت جُبَیر بن مُطعم سے مروی ہے کہ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہُوئی۔ آپؐ نے فرمایا پھر کسی وقت آنا اس نے عرض کیا یارسُول اللہ اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں (یعنی اگر آپ کا وصال ہو چکا ہو) تو آپ نے فرمایا:

"اِنْ لَّمْ تَجِدِیْنِیْ فَاْتِیْ اَبَا بَکْرٍ۔

"اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس چلی جانا۔

(مسلم شریف، بخاری شریف، ترمذی شریف)

ابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک عورت حضور رسالت مآب علیہ السلام کی خدمت میں کسی مسئلہ کی دریافت کے لیے حاضر ہوئی۔ آپ نے فرمایا دوبارہ آنا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر میں آؤں اور آپ موجود نہ ہوں، مطلب یہ تھا کہ اگر آپ کا وصال ہو چکا تو میں کیا کروں آپؐ نے فرمایا: اگر تو آئے اور میں موجود نہ ہوں تو ابوبکر کے پاس آجانا "اَلْخَلِیْفَۃُ مِنْ بَعْدِیْ" جو میرے بعد خلیفہ ہونگے۔

(صواعق محرقہ صفحہ ۲۰)

نائبِ احمد، شرافت کی دلیل
جس کو کہتے ہیں صداقت کا وکیل

ابنِ عساکر نے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا:

"جب آپ نے ابوبکرؓ کو مقدم کرنے کا ارادہ کیا"۔ آپ نے

Marfat.com

فرمایا نہیں! میں نے ابوبکر کو مقدم نہیں کیا۔ "لٰکِنَّ اللّٰہَ قَدَّمَہٗ"
(بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مقدم کیا ہے۔

(صواعق محرقہ صفحہ ۲۵)

آیت نمبر ⑥ ——— رفیقِ غار

قرآن مجید میں فرمانِ خدائے ذوالمنن ہے۔

" ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلَیْہِ (پارہ ۱۰ توبہ آیت ۴۰)

"یعنی آپ دوسرے تھے دو سے جب وہ دونوں غار (ثور) میں تھے۔ جب وہ فرما رہے تھے۔ اپنے رفیق کو کہ مت غمگین ہو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ پھر نازل کی اللہ نے اپنی تسکین اُن پر۔"

○ کفارِ مکہ اسلام کی دن بدن بڑھتی ہوئی قوت کو دیکھ کر بوکھلا اُٹھے اور اہلِ اسلام پر طرح طرح کے مظالم توڑنے لگے۔ اُن کی ستم ظریفیوں اور رریشہ دوانیوں کی حدُود کاشانۂ مصطفوی تک جا پہنچیں۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ جب ان کی مجلسِ شوریٰ نے بالاتفاق یہ طے کر لیا کہ تمام قبیلوں کا ایک ایک جوان سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر کا محاصرہ کرے۔ جب آپؐ باہر نکلنے لگیں تو سب یک بارگی حملہ کر کے حضور کو شہید کر دیں۔

تفسیر حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب کفار نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تو جبریل علیہ السلام حاضرِ خدمت ہوئے اور خدا تعالیٰ کا یہ پیغام دیا۔ وَاَمَرَکَ اَنْ تَسْتَصْحِبَ

Marfat.com

اَبَابَکْرٍ (اور اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ آپ ابوبکر کو ہمراہ رکھیں)

چنانچہ رسُولِ خدا علیہ التحیۃ والثناء نے اپنا بستر اور امانتیں حضرت علی کے سپرد کیں اور خود خدا کے فرمان کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق کو ساتھ لیا اور غارِ ثور کی طرف روانہ ہو گئے۔ حضرت صدیق رضؓ حضور سے اجازت لے کر پہلے غار میں داخل ہُوئے۔ ؎

غار میں پہلے گئے وہ غمگسارِ مصطفےٰ
اس لیے مشہور ہیں وہ یارِ غارِ مصطفےٰ

اور غارِ ثور میں جتنے سوراخ تھے۔ آپ نے اپنے کپڑے پھاڑ کر ان کو بند کرنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ زائد کپڑے سارے کے سارے ختم ہو گئے اور ابھی ایک سوراخ باقی تھا۔ آپ نے اپنی ایڑی اس پر رکھ کر اس کو بھی بند کر دیا۔ پھر رسُولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اندر تشریف لے گئے صبح آدمی تو حضورؐ نے دریافت فرمایا اے ابوبکر تمہارے وہ کپڑے کدھر ہیں۔ عرض کی یا رسُول اللہ وہ تمام کے تمام غار کے سوراخوں میں استعمال ہو گئے۔ یہ بات سن کر محبوبِ کبریا نے اپنے دستِ اقدس بارگاہِ ربّ العالمین میں بلند کیے اور عرض کیا۔!

"اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اَبَابَکْرٍ مَعِیْ فِیْ دَرَجَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔

اے اللہ! ابوبکر کو میرے ساتھ میرے مقام میں قیامت کے دن جگہ عطا فرمانا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی کہ آپ کی یہ دُعا قبول ہو چکی ہے۔

(الوفاء۔ باب ہجرت۔ از امام عبدالرحمٰن ابنِ جوزی)

Marfat.com

ہے رکھا ساتھ اپنے قبر میں بھی شاہِ عالم نے
کرے پھر کون آقاؐ سے جدا صدیق اکبرؓ کو

علامہ آلوسی اپنی تفسیر رُوح المعانی میں رقم طراز ہیں کہ ابنِ عساکر نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کی ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی ذَمَّ النَّاسَ کُلَّھُمْ وَمَدَحَ اَبَا بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں تمام انسانوں کی مذمت کی ہے جب کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مدحت فرمائی۔

سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ اس آیت میں صدیق اکبرؓ کے صحابیٔ رسول ہونے پر نص موجود ہے اور ابوبکر کے علاوہ کسی اور صحابی کی صحابیت اس انداز میں ثابت نہیں ہے۔ اور "اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ" میں "صَاحِبِہٖ" سے مراد ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اسی پر اس طرح اجماع ہے جس طرح سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ میں عَبْدِہٖ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

"وَمِنْ ھُنَا قَالُوْٓا اِنَّ اِنْکَارَ صُحْبَتِہٖ کُفْرٌ"
"اُس لیے کہتے ہیں کہ صدیقِ اکبر کے صاحب رسول ہونے کا انکار کفر ہے۔"

علامہ امام علاؤالدین علی بغدادی اپنی تفسیر میں رقم طراز ہیں کہ:
حسن ابن افضل فرماتے ہیں کہ:

مَنْ قَالَ اِنَّ اَبَا بَکْرٍ لَمْ یَکُنْ صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَھُوَ کَافِرٌ۔

Marfat.com

جوابو بکرؓ کے صاحبِ رسُول ہونے کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ چونکہ اس نے نصِ قرآن کا انکار کیا جو کہ کفر ہے۔ (تفسیرِ خازن)

علامہ نفسیؒ رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔

"مَنْ اَنْکَرَ صُحْبَۃَ اَبِیْ بَکْرٍ فَقَدْ کَفَرَ لِاِنْکَارِہٖ کَلَامَ اللّٰہِ۔"

جوابو بکرؓ کے صحابی رسُول ہونے کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ اس لیے کہ اس نے اللہ کے کلام کا انکار کیا۔ (تفسیر نفسی)

کون صدیق؟ وہ جس نے زندگی کا ہر لمحہ سرکارؐ کے نام کر دیا تھا۔ ؎

کشتۂ عشقِ شہِ والا تبار یارِ غارِ مصطفٰے صالی وقار
راز دارِ مصطفٰے، حسنِ وفا صاحبِ صدق وصفا، شانِ ولا

آیت نمبر ⑦ ——— مشیرِ رسُولؐ

خالقِ ارض وسما کا ارشاد پاک ہے:

وَ شَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ (پارہ ۴ سورۂ آلِ عمران آیت ۱۵۹)

اور صلاح مشورہ کیجیے ان سے اس کام میں۔

علامہ ابنِ حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف صواعقِ محرقہ میں ابنِ عساکر کے حوالے سے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا:

اِنَّ اللّٰہَ یَامُرُکَ اَنْ تَسْتَشِیْرَ اَبَا بَکْرٍ۔

Marfat.com

بے شک اللہ تعالیٰ آپؐ کو حکم دیتا ہے کہ آپؐ ابوبکر سے مشورہ کریں۔ (صواعق محرقہ ص۷۶)

مفتیٔ بغداد حضرت علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۷۰ھ) رُوح المعانی میں اس آیتِ مقدسہ کے تحت فرماتے ہیں کہ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۵۸ھ) نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ:۔

"وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ سے مراد ابوبکر و عمر ہیں۔ نیز حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے:

علامہ مذکور اس آیتِ طیبہ کے تحت صدیقِ اکبرؓ اور عمرِ فاروقؓ کی اصابتِ رائے کے متعلق حدیثِ پاک امام احمد سے نقل کرتے ہیں۔ کہ آپ نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو فرمایا

"لَوِ اجْتَمَعْتُمَا فِي مَشْوَرَةٍ مَا خَالَفْتُكُمَا"

یعنی اگر تم دونوں کسی مشورہ میں متفق ہو جاؤ تو میں اس سے اختلاف نہیں کروں گا۔

Marfat.com

صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ

از روئے

حدیثِ رسُول ص

گلشنِ حدیثِ رسُول صلی اللہ علیہ وسلم میں شانِ جانشینِ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسّلام میں جابجا ایسے پھول کھلے ہُوئے ہیں کہ جن سے اہلِ ایمان کے اذہان اور قلوب معطر ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک حسین گلدستہ تیار کر کے ایمان والوں کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ تاکہ بندہ بے بضاعت کے لیے توشۂ آخرت اور قارئین کے لیے پختگی عقائد اور نجاتِ اُخروی کا باعث بنے۔

حدیث نمبر ① ——— آمنّ النّاس برمولائے ما

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَیَّ بِصُحْبَتِہٖ وَمَالِہٖ اَبُوْ بَکْرٍ"

(مشکوٰۃ شریف باب مناقب ابی بکر)

کہ سارے انسانوں میں سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والا صحبت و مال (جانی و مالی) کے لحاظ سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

Marfat.com

حدیث نمبر ②

حضرت ابو ہریرہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم پر کسی کا احسان نہیں مگر ہم نے اس کا بدلہ دے دیا سوائے ابوبکر کے ہم پر ان کا احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کا بدلہ قیامت کے دن دے گا۔

"وَمَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ"

(ترمذی شریف۔ مشکوٰۃ شریف)

مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہ دیا جتنا ابوبکر کے مال نے نفع دیا۔

سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کے جملہ اقدامات اِس ت پر شاہد ہیں کہ آپ نے اپنا مال، جان، اولاد، وطن اور سب کچھ حضور کی دمتِ عالیہ میں بطورِ نذرانہ پیش کر دیا اور یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ ل محبت کی روشن دلیل ہے۔ جبھی تو سرکار نے ان کے اس جذبۂ ایثار کا متعدد رتذکرہ فرمایا۔

حدیث نمبر ③

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی سُنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ نہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں دیا جتنا ابوبکرؓ کے مال نے دیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فَبَکٰی اَبُوْبَکْرٍ وَّ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ اَنَا وَمَا لِیْ اِلَّا لَکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔

Marfat.com

(سنن ابن ماجہ شریف، باب فضل ابی بکر، الصدیق، صفحہ ۱۰ مطبوعہ سعید کمپنی کراچی)

(یہ سُن کر) ابوبکر رونے لگے اور عرض کیا یا رسُول اللہ مَیں اور میرا مال صرف آپ کے لیے ہے۔

سیّدنا صدیقِ اکبرؓ کی بے مثال قربانیوں کے پیشِ نظر حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ ان کے حضور ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

آں اَمَنّ النَّاسِ بر مولائے ما　　آں کلیمِ اوّلِ سینائے ما

ہستیٔ اُو کشتِ ملّت را چوں ابر

ثانیِ اسلام و غار و بدر و قبر

حدیث نمبر ④ ——— خلیل

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ روایت کی کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ میں ارشاد فرمایا۔

"وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا غَيْرَ رَبِّيْ لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا وَلٰكِنْ اُخُوَّةَ الْاِسْلَامِ وَ مَوَدَّتَهٗ۔"

" اگر مَیں کسی کو سوائے اپنے ربّ کے خلیل بناتا تو ابوبکر ہی میرے خلیل ہوتے۔ لیکن اُخوّت و محبّتِ اسلام ہی کافی ہے۔

"لَا يُبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ اِلَّا سُدَّ اِلَّا بَابَ اَبِيْ بَكْرٍ۔" (بخاری شریف۔ باب فضل ابی بکر)

"مسجد کی طرف کوئی دروازہ کھلا نہ رہنے دیا جائے سوائے ابوبکر کے

Marfat.com

دروازے کے۔

اس حدیثِ پاک کے مطابق نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا۔ کہ میں نے اپنا خلیل سوائے اپنے پروردگار کے کسی اور کو نہیں بنایا۔ لیکن امام حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ صواعق محرقہ میں رقم طراز ہیں کہ، طبرانی نے ابو امامہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

حدیث نمبر ⑤ ——— میرا خلیل

اِنَّ اللّٰہَ اتَّخَذَنِیْ خَلِیْلًا کَمَا اتَّخَذَ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلًا وَّاِنَّ خَلِیْلِیْ اَبُوْبَکْرٍ۔

(صواعق محرقہ باب ثالث فصل دوم ص۱۰)

بے شک اللہ تعالیٰ نے میرا ایک خلیل بنایا ہے۔ جس طرح اس نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اور بے شک میرا خلیل ابوبکر ہے۔"

ان دونوں حدیثوں میں مطابقت یوں پیدا ہو جاتی ہے کہ سرورِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود نہیں، بلکہ خلّاقِ عالم جلّ جلالہٗ نے بے مثل تعلّقات اور جذبۂ حبِّ حبیب کی بنا پر جناب صدیق کو اس مقام سے سرفراز فرمایا۔

حدیث نمبر ⑥ ——— ابوبکر بہترین ہیں

طبرانی نے ابن اسعد ابن زرارہ سے بیان کیا کہ رسولِ انام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے مجھے خبر دی۔

"اِنَّ خَیْرَ اُمَّتِکَ بَعْدَکَ اَبُوْبَکْرٍ"

(صواعق محرقہ ص۶۹)

Marfat.com

"کہ آپ کے بعد آپ کی امّت میں ابوبکرؓ سب سے بہتر ہیں۔

حدیث نمبر ⑦

طبرانی اور ابنِ عدی نے سلمہ ابن اکوع سے بیان کیا ہے کہ رسُولِ خدا نے فرمایا۔

اَبُوْبَکْرٍ خَیْرُ النَّاسِ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ نَبِیٌّ۔

(صواعق محرقہ ص ۶۹)

ابوبکر انبیاء کے علاوہ تمام انسانوں سے بہتر ہیں۔

حدیث نمبر ⑧

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا۔

"لَا یَنْبَغِیْ لِقَوْمٍ فِیْهِمْ اَبُوْبَکْرٍ اَنْ یَّؤُمَّهُمْ غَیْرُهٗ۔ (ترمذی شریف)

ابوبکر کی موجودگی میں لوگوں کی امامت کسی اور شخص کو نہیں کرنی چاہیئے۔

حدیث نمبر ⑨ ——— حوض پر ساتھی

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا:

اَنْتَ صَاحِبِیْ عَلَی الْحَوْضِ وَصَاحِبِیْ فِی الْغَارِ۔

Marfat.com

کہ تم حوض پر میرے ساتھی ہو اور غار میں بھی میرے ساتھی۔

(ترمذی شریف)

حدیث نمبر ⑩ ——— تین سو ساٹھ خصائل

علامہ ابن حجر مکیؒ نے ابنِ عساکر کے حوالے سے تحریر کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تین سو ساٹھ اچھے خصائل (خصلتیں) ہیں۔ ابُوبکرؓ نے عرض کیا یارسُول اللہ کیا؟ اُن میں سے کوئی خصلت مجھ میں بھی پائی جاتی ہے تو سرکار نے فرمایا کُلُّھَا فِیکَ سب کی سب تم میں پائی جاتی ہیں۔

(صواعق محرقہ ص۷۴)

حدیث نمبر ⑪ ——— ابوبکر سے محبّت کرنا واجب ہے

ابنِ عساکر نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا ہے۔ کہ خیرالانام علیہ السّلام نے فرمایا:

حُبُّ اَبِیْ بَکْرٍ وَشُکْرُہٗ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ اُمَّتِیْ

(صواعق محرقہ ص۷۴)

میری تمام اُمت پر ابوبکر سے محبت رکھنا اور اس کا شکریہ ادا کرنا واجب ہے۔

جن کے دل و دماغ میں چاہتوں کے گلستان کھلے ہُوئے ہیں۔ جن سینوں میں عشق و محبت کے انوار کی روشنی ہے اُن کے لبوں پر ہر وقت جناب ابوبکر صدیق کے ترانے ہیں۔ صدیق! آج کے جاہ پرستوں اور اقتدار پسندوں کی طرح کا حکمران نہ تھا، بلکہ وہ عظیم انسان تو قدسیوں کا فخر و ناز تھا اور آج بھی ہے۔ ؎

Marfat.com

حضرتِ روح الامین کا افتخار ہے وہ آئینِ نبیؐ کا اقتدار
ہے وہ سرکار دو عالم کا رفیق ہے وہ عشقِ نورِ کا بحرِ عمیق
فخر ہے جس پر رسُول پاک کو
وہ نکھارے گا دِل غم ناک کو

حدیث نمبر ⑫ ——— پھٹا ہوا لباس

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور ان کا لباس پھٹا ہوا تھا۔ مَیں نے کہا، اے جبریل یہ کیا ہے۔ تو کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا ہے۔

اَنْ تَتَخَلَّلَ فِی السَّمَآءِ لِتَخَلُّلِ اَبِی بَکْرٍ فِی الْاَرْضِ۔ (صواعق محرقہ ص۷۵)

کہ وہ زمین میں ابوبکر کے پھٹا ہوا لباس پہننے کی وجہ سے آسمان میں پھٹا ہوا لباس پہنیں۔

حدیث نمبر ⑬ ——— رحم دل

صواعق محرقہ میں مُسلم، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، حاکم اور بیہقی کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"اَرْحَمُ اُمَّتِیْ اَبُوْبَکْرٍ"

(صواعق محرقہ ص۷۱)

میری اُمت کا سب سے رحم دل آدمی ابوبکر ہے۔

Marfat.com

حدیث نمبر (۱۴) ——— جنّتی

احمد نے سعید بن زید سے اور ترمذی نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اَنَّ النَّبِیَّ صلّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ فِی الْجَنَّۃِ۔ (صواعق محرقہ ص۷۱)

حدیث نمبر (۱۵)

کہ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر جنّت میں ہونگے نیز حضورؐ نے فرمایا

"اَمَّا اِنَّکَ یَا اَبَا بَکْرٍ اَوَّلُ مِنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّۃَ مِنْ اُمَّتِیْ" (مشکوٰۃ باب مناقب ابی بکر)

اے، ابوبکر تم وہ شخص ہو جو میری امّت میں سب سے پہلے جنّت میں جاؤ گے۔

حدیث نمبر (۱۶) ——— بغیر حساب کے

ابنِ عساکر نے عائشہ اُمّ المؤمنین سلام اللہ علیہا سے روایت کی کہ حضورؐ نے فرمایا:

"اَلنَّاسُ کُلُّھُمْ یُحَاسَبُوْنَ اِلَّا اَبَا بَکْرٍ۔

(صواعق محرقہ ص۷۴)

(کل قیامت کے دن) سب لوگوں کا حساب لیا جائے گا سوائے

Marfat.com

ابوبکر کے۔

حدیث نمبر ⑰

حضرت مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے آپ نے قسم اُٹھا کر فرمایا اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَنْزَلَ اِسْمَ اَبِیْ بَکْرٍ مِنَ السَّمَآءِ الصِّدِّیْقَ [1] بے شک اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم گرامی "صدیق" آسمانوں سے اُتارا۔

حدیث نمبر ⑱ ——— علیؓ نے منبر پر فرمایا

ابُو اسحٰق سبیعی نے ابُو یحییٰ سے روایت بیان کی، فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو منبر شریف پر متعدد بار یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ سَمّٰی اَبَا بَکْرٍ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ صَدِیْقًا [2]

اللہ عزّوجلّ نے اپنے نبی کی زبان پر ابوبکر کا نام صدیق رکھا۔

حدیث نمبر ⑲ ——— صدیق خلیفہ رسولؐ

مولا علی کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام اور حضرت محمدؐ مصطفٰے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر اُن کا نام "صدیق" رکھا۔

---

[1] الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ جلد ۱ ص ۸۱۔

[2] ایضًا۔

Marfat.com

وَكَانَ خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَضِيَهُ لِدِيْنِنَا فَرَضِيْنَاهُ لِدُنْيَانَا۔[1]

وہ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے۔ وہ ہمارے دین کے لیے راضی تھے اور ہم اُن سے اپنی دُنیا کے لیے راضی تھے۔

حدیث نمبر ⑳ — آسمانوں کی ہر چیز پر ابوبکر کا نام

حضرت ابوہریرہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ رسُولِ عالمؐ نے فرمایا میں نے آسمانوں کی طرف عروج فرمایا تو ہر چیز پر لکھا ہوا دیکھا۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاَبُوْبَكْرِ نِ الصِّدِّيْقُ خَلِيْفَتِيْ۔[2]

محمدؐ اللہ تعالیٰ کے رسُول ہیں اور ابوبکر میرا خلیفہ ہے۔

حدیث نمبر ㉑ — بوڑھوں کے سردار

اسماعیل بن خالد سے روایت ہے کہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ حدیث پہنچی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی اکرمؐ کی طرف دیکھتے ہُوئے عرض کیا۔

يَا سَيِّدَ الْعَرَبِ — اے عرب کے سردار — حضور علیہ السلام نے فرمایا — اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ میں اولادِ آدم کا سردار ہوں۔

---

[1] الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ جلد ۱ ص ۱۸۔ [2] ایضاً۔

Marfat.com

—— وَاَبُوْكِ سَيِّدُ كُهُوْلِ الْعَرَبِ —— تمہارا باپ عرب کے بوڑھوں کا سردار ہے — وَعَلِیٌّ سَيِّدُ شَبَابِ الْعَرَبِ[1] اور علی عرب کے جوانوں کا سردار ہے۔

حدیث نمبر (۲۲) —— توحید پر بات چیت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں حضورؐ سیّد دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔

وَهُوَ وَاَبُوْبَكْرٍ يَتَكَلَّمَانِ فِیْ عِلْمِ التَّوْحِيْدِ فَاَجْلِسُ بَيْنَهُمَا[2]

حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام اور جناب ابوبکر علمِ توحید پر گفتگو فرما رہے تھے تو میں اُن کے درمیان بیٹھ گیا۔ فرماتے ہیں کہ گویا میں حبشی ہوں اور جو وہ کہتے ہیں میں نہیں جانتا۔ مطلب یہ کہ اس رازوں بھری گفتگو میں نہ سمجھ سکا۔

حدیث نمبر (۲۳) —— علم کا دُودھ

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، میں نے دیکھا کہ گویا مجھے دودھ سے بھرا ہوا بڑا پیالہ دیا گیا ہے، یہاں تک کہ میں نے اُسے سیر ہو کر پیا۔

فَرَأَيْتُهَا تَجْرِیْ فِیْ عُرُوْقِیْ بَيْنَ الْجِلْدِ وَالْعَظْمِ

---

[1] الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۱۳۶۔

[2] " " " ص ۱۵۱

Marfat.com

فَفَضُلَتْ مِنْهَا فَاَعْطَيْتُهَا اَبَا بَكْرٍ [1] ۔ تو دیکھا کہ وہ میری جلد اور ہڈیوں کی درمیانی رگوں میں دوڑ رہا ہے۔ جو اس سے باقی بچا وہ میں نے ابوبکرؓ کو عطا فرما دیا۔

لوگوں نے عرض کیا ۔ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذَا اِعْلَمُ اَعْطَاکَہُ اللّٰہُ ۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ علم ہے جو اللہ تعالےٰ نے آپ کو عطا کیا۔ اور آپ نے سیراب ہو کر جو باقی بچا وہ ابوبکر کو دے دیا ۔ حضورؐ نے فرمایا۔ قَدْ اَصَبْتُمْ ۔ تم نے ٹھیک کہا۔ [2]

حدیث نمبر (۲۴) ۔ غار کا ساتھی

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے جناب ابوبکر کو فرمایا۔ اَنْتَ صَاحِبِیْ عَلَی الْحَوْضِ وَصَاحِبِیْ فِی الْغَارِ [3] تو میرا حوضِ کوثر پر ساتھی ہے اور غار میں بھی ساتھی ہے۔

حدیث نمبر (۲۵) ۔ جس نے صدیقؓ سے محبت کی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم نے فرمایا میں نے آسمانوں کی معراج کے وقت جبریل سے پوچھا اے جبریل! ھَلْ عَلٰی اُمَّتِیْ حِسَابٌ ؟ کیا میری اُمت پر حساب ہے؟ (یعنی

---

[1] ریاض النضرۃ جلد ۱ ص ۱۵۱ و ۱۵۲۔

[2] " " " ص ۱۵۱۔

[3] " " " ص ۱۶۴۔

Marfat.com

قیامت کے دن میری اُمّت کا حساب ہوگا؟)

جبریل علیہ السلام نے عرض کیا ۔ کُلُّ اُمَّتِكَ عَلَيْهَا حِسَابٌ مَا خَلَا اَبُوْبَكْرٍ ۔ آپ کی تمام امّت پر حساب ہے سوائے ابوبکر کے۔

جبریل کہتے ہیں کہ جناب ابوبکر صدیق رضؓ کو قیامت کے دن کہا جائے گا ۔ یَا اَبَا بَكْرٍ اُدْخِلِ الْجَنَّةَ ۔ اے ابوبکر جنت میں داخل ہو جاؤ تو ابوبکر کہیں گے ۔ مَا اَدْخُلُ حَتّٰى يَدْخُلُ مَعِيَ مَنْ كَانَ يُحِبُّنِيْ فِي الدُّنْيَا[1] ۔ میں جنت میں نہ جاؤں گا جب تک میرے ساتھ جنّت میں وہ داخل نہ ہو جو دُنیا میں مجھ سے محبّت کرتا تھا۔

○

کراماتِ ابوبکر صدیق رضؓ

سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی متعدد کرامات کتب احادیث اور تفاسیر اور کتبِ تواریخ و سیَر میں حیطۂ تحریر و بیان میں آچکی ہیں۔ اُن میں سے چند کرامات یہاں بیان کی جاتی ہیں

جو ہو پردوں میں نہاں

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے اپنی کتاب کرامات صحابہ رضؓ

---

[1] الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۱۶۵۔

Marfat.com

کے صفحہ ۱۱ پر تاریخ الخلفاء کے حوالے سے تحریر کیا ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جنابہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بیس وسق (یعنی ساٹھ ساع تقریباً پانچ من) کھجوریں جو درختوں میں لگی ہوئی تھیں ہبہ فرمائیں۔ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے جنابہ عائشہ صدیقہؓ سے فرمایا: بیٹی بے شک میں نے تجھے بیس وسق کھجوریں جو ہبہ کی تھیں۔ اگر تم ان کو توڑ کر ان پر قبضہ کر لیتیں تو وہ تمہاری ہو جاتیں مگر آج تو اس میں میراث جاری ہو گی۔ اور وارث تمہارے دونوں بھائی اور دونوں بہنیں ہیں۔ بس اب اس کو احکام قرآن مجید کے موافق تقسیم کر لینا اس پر حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا ابا جان! اگر اس سے بہت زیادہ بھی ہوتیں جب بھی میں ہبہ سے دست بردار ہو جاتی۔ لیکن یہ تو فرمائیے۔ کہ میری بہن تو ایک "اسماء" ہے۔ یہ دوسری کون ہے؟ آپ نے جواب دیا بنتِ خارجہ (صدیق اکبرؓ کی بیوی) کے پیٹ میں مجھے لڑکی دکھائی دیتی ہے۔

(کراماتِ صحابہ ص۱۱۔ جمال الاولیاء ص۲۰)

جو ہو پردوں میں پنہاں چشمِ بینا دیکھ لیتی ہے
زمانے کی طبیعت کا تقاضا دیکھ لیتی ہے

(اقبالؒ)

خیال رہے کہ اس میں جناب ابوبکر صدیقؓ کی دو کرامتیں ہیں۔ ایک تو یہ خبر دینا کہ اس مرض میں میرا وصال ہو جائے گا، دوسری یہ کہ اُمِّ حبیبہؓ بنتِ خارجہ بن زید کے ہاں جو اولاد بعد از وفات پیدا ہونی تھی وہ لڑکی ہے اور پھر ایسا ہی ہوا۔ بنتِ خارجہ کے بطن سے اُمِّ کلثوم پیدا ہوئیں۔ معلوم ہوا، کہ

Marfat.com

جناب صدیقِ اکبرؓ کو اللہ کی جناب سے بوسیلۂ مصطفٰے عِلْمِ مَافِی الْاَرْحَامِ عطا ہوا۔ جب غلاموں کے علم کا یہ حال ہے۔ کہ آئندہ پیش آنے والے حالات اُن کے سامنے عیاں ہیں۔ تو پھر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کا کیا مقام ہوگا۔ علمِ خیر الانام کا انکار در پردہ عطائے ربّ ذوالجلال والاکرام کا انکار ہے اور سعید الفطرت لوگ حضورؐ کے علمِ پاک کا انکار ہرگز نہیں کرتے۔

کھانے میں برکت

امام علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی کی عظیم کتاب "جامع کرامات الاولیاء" کی تلخیص کتاب لامع علامات الاولیاء کا ترجمہ جمال الاولیا جو مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کے حکم سے جمیل احمد صاحب تھانوی نے کیا۔ اس کے صفحہ ۲۸ پر ہے کہ آپ کی کرامتوں میں ایک وہ واقعہ ہے۔ جس کو بخاریؒ و مسلمؒ نے حضرت ابوبکر کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن سے روایت کیا ہے۔ کہ ایک روز شام کو حضرت ابوبکرؓ نے تین مہمانوں کی دعوت کی۔ ان کو گھر بٹھا کر خود سرکار علیہ السلام کی خدمت میں بغرض حاضری چلے گئے۔ وہاں بیٹھے بیٹھے دیر ہوگئی۔ جب گھر تشریف لائے تو مہمانوں نے ابھی کھانا نہیں کھایا تھا۔ اور جب آپ کے فرمان پر مہمانوں نے کھانا شروع کیا تو ہر شخص یہ محسوس کر رہا تھا۔ بلکہ مشاہدہ میں آرہا تھا کہ ہر لقمہ اٹھانے کے بعد کھانا پہلے سے زیادہ ہو جاتا۔ جناب صدیقِ اکبرؓ نے اپنی بیوی سے (جن کا تعلّق قبیلہ بنو فراس سے تھا) فرمایا۔

یَا اُخْتَ بَنِیْ فَرَاسٍ مَاھٰذَا۔

"اے بنی فراس کی بہن یہ کیا معاملہ ہے"؟

تو انہوں نے جواباً عرض کیا۔

Marfat.com

"قَالَتْ قُرَّةُ عَيْنِیْ اِنَّهَا الْاٰنَ لَاَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ ذٰلِكَ بِثَلٰثٍ مِرَارٍ"

میری آنکھوں کی ٹھنڈک اس وقت تو یہ کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۔

اور پھر یہ کھانا آقا علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ جسے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود بھی تناول فرمایا اور دیگر صحابہ کو بھی کھلایا۔

(جمال الاولیاء ص۲۰۰ کراماتِ صحابہ ص۱۴)

حضرت ابوبکر کے اشعار

علامہ صفوری نے روض الاذکار کے حوالے سے لکھا ہے کہ ایک بار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت علیل ہوگئی۔ جناب ابوبکر صدیق آپؐ کی عیادت کے لیے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے۔ جب واپس ہوئے تو سرکار کی علالت کی وجہ سے گھبراہٹ کے عالم میں خود بیمار ہوگئے اس کے بعد حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحت یاب ہوگئے اور پھر آپ جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لائے۔ جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے سرکارؐ کو دیکھا تو برجستہ یہ اشعار پڑھنے لگے ؎

مَرِضَ الْحَبِیْبُ فَزُرْتُهٗ ۔۔۔ فَمَرِضْتُ مِنْ اَسَفِیْ عَلَیْهِ

شَفِیَ الْحَبِیْبُ فَزَارَنِیْ ۔۔۔ فَشَفِیْتُ مِنْ نَظَرِیْ اِلَیْهِ

حبیب علیل ہوا تو میں نے اُس کی زیارت کی۔ پھر میں اس کے غم میں بیمار پڑ گیا۔ حبیب کو شفا ہوئی تو اس نے مجھے دیکھا

Marfat.com

تو میں اس کے دیدار سے شفایاب ہو گیا۔

(نزہتہ المجالس جلد ۲ ص ۲۰۸)

اپنے وصال کا اعلان

تھانوی صاحب نے تاریخ الخلفار کے حوالے سے اپنی کتاب کرامات صحابہ میں نقل کیا ہے کہ ابو یعلیٰ نے حضرت عائشہؓ سے ایک قصّہ کے تحت بیان کیا ہے کہ حضرت صدیقِ اکبر نے جنابہ عائشہ صدیقہؓ سے دریافت فرمایا کہ رسول اللہ نے اس دارِ فانی سے کس دن رحلت فرمائی۔ حضرت عائشہ اُمّ المومنینؓ نے کہا پیر کے دن۔ آپ نے فرمایا کہ میں ایک دن بعد اس چیز کا امیدوار ہوں۔ فَتُوُفِّیَ لَیْلَۃَ الثَّلٰثَآءِ وَدُفِنَ قَبْلَ اَنْ یُّصْبِحَ چنانچہ آپ نے منگل کی رات کو داعی اجل کو لبیک کہا اور صبح ہونے سے پہلے آپ کو دفن کر دیا گیا۔

(کراماتِ صحابہ ص۱۳)

مکّہ تھرّایا

جناب ابن سعد نے حضرت سعید ابن مسیّب سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کے وقت مکّہ معظّمہ تھرّایا۔ جس پر صدیق اکبر کے والد ماجد جناب ابُو قحافہ نے فرمایا۔ یہ زلزلہ کیسا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا "مَاتَ ابْنُکَ کہ آپ کے صاحبزادے نے جامِ رحلت نوش فرمایا ہے۔ جس پر ابُو قحافہ نے فرمایا یہ تو بہت بڑی سخت مصیبت آن پڑی۔

(شواہد النبوۃ)

Marfat.com

آوازِ محبوب

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضرت صدیقِ اکبر کی وفات کے بعد بعض لوگوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ آپ کو شہداء کے درمیان دفن کر دیا جائے اور بعض کہتے ہیں آپ کو جنّت البقیع میں دفن کیا جائے۔ ابھی یہ بات ہو رہی تھی کہ مجھ پر نیند کا غلبہ ظاہر ہو گیا۔ پھر میں نے کسی کو یہ کہتے سُنا، محبوب کو محبُوب کی طرف لے آؤ۔ جب میں بیدار ہوئی تو معلوم ہُوا کہ تمام حاضرین نے اس آواز کو سُن لیا ہے۔ یہاں تک کہ مسجد میں موجود لوگوں نے بھی اس آواز کو گوشِ ہوش سے سُنا۔ (شواہد النبوۃ رکن ششم علامہ جامی)

خالقِ حسن سے حاصل ہے معیّت کا شرف
لذّتِ عشقِ خدا اُلفت صدیق میں ہے

مہر کا نقش

آپ کی مہر کا نقش "عَبْدٌ ذَلِیْلٌ لِرَبٍّ جَلِیْلٍ" تھا۔

دربان و غلام

آپ کے دربان اور غلام کا نام سدیف تھا۔
آپ کے کاتب حضرت عثمان بن عفّان اور حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہم تھے۔

تاریخِ وصال

سیرت نگاروں نے کہا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ پیر کے دن مغرب اور عشاء کے درمیان ہوئی۔

Marfat.com

کفن کی چادر

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ میرے باپ حضرت صدیق نے فرمایا۔ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کفن کتنے کپڑوں کا تھا؟ فرماتی ہیں میں نے کہا تین سوتی چادریں تھیں۔ جس میں قمیض و دستار نہ تھی۔ یہ بات سُن کر میرے باپ نے اپنے بستر کی چادر کی طرف دیکھا جو مرض کے دنوں میں اُن کے استعمال میں تھی اور اس میں زعفران یا سُرخ مٹی کا رنگ تھا۔ آپ نے چادر کو دیکھتے ہوئے فرمایا مجھے اس میں غسل دینا اور دو چادریں مزید ملا لینا۔ آپ کو کفن پہنانے کے بعد اس چارپائی پر لٹا دیا گیا۔ جس پر رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استراحت فرمایا کرتے تھے۔ یہ چارپائی صاج کی لکڑی کی تھی اور کھجور کے پتوں کے بان کی بنی ہوئی تھی۔ یہ چارپائی مبارک اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کی میراث میں فروخت ہوئی۔ جسے معاویہ کے موالی میں سے ایک شخص نے چار ہزار درہم میں خریدا "فَجَعَلَهٗ لِلنَّاسِ" اور لوگوں کے لیے تبرک مقرر کیا۔

(الریاض النضرۃ جلد ا ص ۲۵۸)

نمازِ جنازہ

ابُو محمدؒ سے روایت ہے کہ وہ مدینہ منوّرہ میں تھے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت ابُو بکر صدیقؓ کی نمازِ جنازہ منبر کے پاس مسجد نبوی میں پڑھائی اور اُن پر چار تکبیریں کہیں

تدفین

حضرت سعید بن مسیبؒ سے روایت ہے کہ جب پوچھا گیا۔ کہ حضرت

Marfat.com

ابو بکر کی نماز جنازہ کہاں پڑھائی گئی تو کہا کہ حضورؐ کی قبر اطہر اور آپ کے منبر شریف کے درمیان۔ اور پھر پوچھا گیا۔ آپ پر کتنی تکبیریں کہی گئیں؟ کیا چار اور انہیں رسُول کریم کی قبر کے پہلو میں دفن کیا گیا اور اُن کی لحد کو آپ کی لحد مبارک سے مِلا دیا گیا۔ انہیں حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت طلحہ، اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم نے قبر میں اتارا اور رسُول اللہ کے ساتھ حضرت عائشہ کے گھر میں دفن کیا گیا۔ (الریاض النضرۃ جلد ا ص ۲۵۸)

سببِ موت

"اَلدُّرُّ الثَّمِیْنَۃُ فِیْ اَخْبَارِ الْمَدِیْنَۃِ" کے حوالے سے علامہ محب طبری نے ابنِ شہاب سے روایت کی کہ حضرت ابو بکر کے پاس حلوے کا ہدیہ آیا تو اُسے آپ نے حضرت حارث بن کلدہ کے ساتھ مِل کر کھانا شروع کر دیا۔ حارث نے کہا اے خلیفۂ رسُول، کھانے سے ہاتھ اُٹھا لیں اسی میں ایک سال کے بعد اثر کرنے والا زہر ملا ہوا ہے۔ لہٰذا میں اور آپ ایک ہی دن فوت ہوں گے۔ آپ نے کھانے سے ہاتھ اُٹھا لیا تو وہ دونوں مسلسل بیمار رہنے لگے۔ یہاں تک کہ ایک سال پورا ہونے پر دونوں حضرات ایک ہی دِن اللہ کو پیارے ہوئے۔

(الریاض النضرۃ جلد ا ص ۲۵۸)

وصیّت

انتقال سے پہلے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیّت فرمائی تھی کہ میرے تابوت کو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور کے

Marfat.com

سامنے لاکر رکھ دینا اور السّلام علیک یارسُول اللہ کہہ کر عرض کرنا، حضور! ابو بکر آپ کے آستانۂ پاک پر حاضر ہُوا ہے۔ اگر اجازت ہوئی تو دروازہ کھل جائے گا۔ اور مجھے اندر لے جانا۔ وگرنہ جنّت البقیع میں دفن کر دینا۔ جب حضرت ابو بکرؓ کی وصیت پر عمل کیا گیا اور ابھی وہ کلمات پایۂ اختتام کو نہ پہنچے تھے کہ دروازہ خود بخود کُھل گیا۔ (شواہد النّبوّۃ)

آپ کی ازواج و اولاد

سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چار بیویاں تھیں۔

① قُتَیلہ، یہ بنی عامر بن لوی کے قبیلہ سے تھی۔

② اُمِّ رومان بنتِ حارث، بنی فراس بن غنم بن کنانہ کے قبیلہ سے تھیں۔

③ اسماء بنتِ عمیس، یہ حضرت علیؓ کے بڑے بھائی حضرت جعفر بن ابی طالب کی بیوی تھیں۔ حضرت جعفرؓ کی شہادت کے بعد حضرت ابو بکرؓ سے نکاح کر لیا۔

④ اُمِّ حبیب بنتِ خارجہ بن زید۔

صاحبزادے

آپؓ کے تین صاحبزادے تھے۔

① عبداللہ۔ ان کی والدہ کا نام قُتَیلہ تھا۔

② عبدالرحمٰن، کنیت ابُو عبداللہ تھی۔ ان کی والدہ کا نام اُمِّ رومان تھا۔

③ محمّد، ان کی والدہ کا نام اسماء بنتِ عمیس تھا۔

○

Marfat.com

صاحبزادیاں

- سب سے بڑی صاحبزادی کا نام حضرت اسماء بنتِ ابی بکرؓ تھا۔
- دوسری صاحبزادی کا نام پاک عائشہ صدیقہ اُمّ المؤمنینؓ تھا۔
- تیسری صاحبزادی کا نام اُمِّ کلثوم تھا۔ جو سب سے چھوٹی تھیں۔

سلام

سایۂ مُصطفٰے، مایۂ اصفیاء
عزّ و نازِ خلافت پہ لاکھوں سلام

یعنی اس افضلُ الخلق بعد الرّسُل
ثانی اثنین، ہجرت پہ لاکھوں سلام

(فاضلِ بریلویؒ)

Marfat.com

خلیفۂ دوم
امیر المؤمنین سیّدنا
حضرت عُمر ابنِ خطاب
فاروقِ اعظم
رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

پیر فاروقِ اعظم حبیبِ نبیؐ — جس کا تھراتے ہیں نام سُن عمر کے شقی
اُن کے انصاف کی دھوم عالم میں ہے — اُن کی شانِ عدالت کی کیا بات ہے

خضرؔ

سرتاپا بسالت، مینارِ استقامت، ماہِ فلکِ عدالت، آسمانِ جلالت، صاحبِ فراست، پیکرِ شرافت، تصویرِ اخوت، تفسیرِ محبّت، حسنِ خلافت، شہریارِ جہان سطوت، تابشِ چہرۂ دیں، امیر المومنین، خلیفۂ رسالتِ مآب، ابُوحفص عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، وہ مردِ جلیل ہیں، جن کے اسلام لانے پر رسُولِ خدا کو راحت ملی مسلمانوں کو آزادی میسّر آئی۔ اور مشرکین مکّہ کی کمر ٹوٹ گئی۔ دُنیائے اسلام میں ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ چھپ کر عبادت کرنے والے سایۂ دیوارِ کعبہ میں مصروف عبادت نظر آنے لگے۔ ہر مسلمان کے چہرے پر مسرت و شادمانی کی تمازت پھیل گئی۔ اور عرشِ بریں کے فرشتوں نے خوشیوں کے نعرے بلند کیے۔ جبریل نے بارگاہِ رسالت میں مبارک باد پیش کی۔ اسلامی عزّت و وقار اور شان و شوکت میں ترقی ہوئی۔ ہر لب پر مسکراہٹ اور ہر دل میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ فاروقِ اعظم

Marfat.com

وہ رجلِ عظیم ہیں جن کا نام سُن کر بڑے بڑے سلاطین کے دل دہل جاتے ہیں اور جن کے تصور سے نامور پہلوانوں کے جسموں میں جھرجھری اور تھرتھراہٹ پیدا ہو جاتی ہے بادشاہوں کے ایوانوں میں زلزلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور طاغوتی طاقتیں کانپ اُٹھتیں۔

یہ وہ باکمال اور پُر جلال ہستی ہے جس کے سائے سے شیطانِ رجیم دُور بھاگتا ہے اور جس کے چہرے کے رُعب کی ضیاء سے ظلمتیں چھٹ جاتی ہیں۔ ؎

قیصر و کسریٰ کے ایوانوں میں آیا زلزلہ
حضرتِ فاروق کا رعبِ بسالت دیکھ کر

حضر

نام و نسب

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا نام نامی اسمِ گرامی عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت عمرؓ کا نسب کعب بن لوی پر ملتا ہے۔
آپ کی کنیت اُبو حفص، لقب فارُوق تھا۔

کنیت

علامہ شبلنجی رحمۃ اللہ علیہ نے نورالابصار میں ابن اسحاق کے حوالے سے لکھا ہے کہ رسُول صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن حضرت عمر کی کنیت اُبو حفص رکھی۔

وَكَنَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَبِيْ حَفْصٍ وَهُوَ الْاَسَدُ۔ (نورالابصار صفحہ ۵۹)

Marfat.com

حَفْص : حفص عربی میں شیر کے بچے کو کہتے ہیں۔

فارُوق

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ کو فاروق کیوں کہا جاتا ہے :

آپ نے فرمایا جن دنوں سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم دارِ ارقم میں تشریف فرما تھے۔ میں وہاں اسلام قبول کرنے کی غرض سے حاضر ہوا۔ اور دروازے پر دستک دی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دروازے پر تشریف لائے۔ میں نے آپ کے رُوبرُو کلمۂ شہادت پڑھ کر اسلام قبول کیا تو اس خوشی میں صحابہ کرامؓ جو وہاں موجود تھے نے اس زور سے نعرۂ تکبیر بلند کیا، جسے مکہ والوں نے بھی سُنا اس کے بعد میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ! کیا ہم حق پر نہیں ؟ حضورؐ نے فرمایا بے شک ہم حق پر ہیں۔ میں نے عرض کیا جب ہم حق پر ہیں۔ تو پھر خاموش کیوں رہیں چنانچہ ہم دو صفیں بنا کر کعبہ شریف پہنچے۔ ایک صف حضرت حمزہ عمِ رسُول کی اور دوسری میری تھی۔ ہمیں دیکھ کر قریش نے غم و غصہ کا اظہار کیا۔ اس دن رسولِ کریم نے مجھے فارُوق کا لقب عنایت فرمایا۔ کیونکہ اسلام کا اعلانیہ اظہار اور حق و باطل میں نمایاں فرق اسی دن قائم کیا گیا۔ (تاریخ اسلام)

دعائے محمدؐ، عطائے خدا ہے — صحابہ کا سردار فاروقِ اعظم
جلالت کا پیکر، ہے خود دار غازی — علی پاک کا یار فاروق اعظم

ابن سعد نے ایوب بن مُوسیٰ سے روایت کیا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَ قَلْبِہٖ وَھُوَالْفَارُوْقُ فَرَّقَ اللّٰہُ بِہٖ بَیْنَ

Marfat.com

الْحَقّ وَالْبَاطِلِ۔ (صواعق محرقہ ۹۸)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے عمر کے قلب و زبان پر حق جاری کر دیا اور وہ فاروق ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے حق و باطل کے درمیان فرق کر دیا ہے۔ ؎

ہے قیصر کو کس نے رُلایا؟ عمرؓ نے ہے کسریٰ کو کس نے بھگایا؟ عمرؓ نے
ہے باطل کو کس نے مٹایا؟ عمرؓ نے ہے اللہ کی تلوار فاروقِ اعظمؓ

اس مجاہد عالی وقار کی شان و شوکت کو کون بیان کر سکتا ہے۔

جس کو خود خیر الانام علیہ السلام فاروق کا لقب عطا فرمائیں اور جس کے اسلام لانے پر کفار مکہ یہ کہنے پر مجبور ہو جائیں کہ مسلمانوں نے ہم سے بدلہ لے لیا ہے۔

اس تابشِ دینِ حق کی ہر ادا کو سلام جس کا نام سن کر بڑے بڑے فرعونوں کے سر چکرا جائیں۔ اس شمشیرِ دین، توقیرِ اسلام اور تنویرِ صداقت کی عظمتوں کو سلام جس کی ہیبت سے طواغیتِ زمانہ کے پسینے چھوٹ جائیں۔ ؎

تو نے آکر حق کو باطل سے نمایاں کر دیا کفر کی تاریکیوں کو چاک داماں کر دیا
بُت ہُوئے بے آبرو گونجی صدا توحید کی
تو نے پھر محراب کعبہ کو درخشاں کر دیا

عمرؓ آغوشِ اسلام میں

کتبِ سیر میں ہے کہ ایک روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قتل کے ارادہ سے گھر سے نکلے۔ بازار میں آئے، بدن پہ ہتھیار سجا رکھے تھے۔ چہرے پر غصے کے آثار نمودار تھے۔ آنکھیں سُرخ اور قہر آلود تھیں۔ سراپا غضب نظر آ رہے تھے کہ رستے میں نعیم بن عبداللہ سے ملاقات

Marfat.com

ہوگئی۔ انہوں نے پوچھا عمرؓ خیر تو ہے؟ اتنے غصّے میں کیوں ہو؟ کہاں کا ارادہ ہے جواب میں آپ نے کہا آج میں محمد بن عبداللہ کا سر اڑانے اور اس کے دین کا جھگڑا چکانے جا رہا ہوں۔ حضرت نعیم نے اس ارادے سے باز رہنے کا مشورہ دیا تو حضرت عمرؓ نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تم نے بھی اپنا آبائی دین چھوڑ کر دینِ محمدی اختیار کر لیا ہے۔ انہوں نے کہا۔ تمہاری بہن (فاطمہ) اور بہنوئی (سعید بن زید) بھی اپنا آبائی مذہب ترک کر کے دینِ اسلام سے وابستہ ہو چکے ہیں۔ یہ خبر سُن کر عمر اور زیادہ غضب ناک ہو گئے۔ الٹے پاؤں اپنی بہن کے گھر پہنچے۔ گھر میں آپ کی بہن اور بہنوئی کے علاوہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ یہ تینوں دھیمی آواز میں سُورۃ طٰہٰ کی تلاوت کر رہے تھے۔

حضرت عمرؓ کے پاؤں کی آہٹ پا کر حضرت خباب اس مکان کے ایک کونے میں چھُپ گئے۔ حضرت عمرؓ نے گھر میں داخل ہوتے ہی سوال کیا۔ کہ یہ تم آہستہ آہستہ کیا پڑھ رہے تھے؟ اور سُنا ہے کہ تم لوگوں نے اپنا آبائی مذہب چھوڑ دیا ہے دوسری طرف سے جواب ملا۔ ہاں ہم نے باطل کو چھوڑ کر حق کا دامن تھام لیا ہے یہ جملہ سُنتے ہی عُمرؓ نے اپنے بہنوئی اور بہن کو اتنا مارا کہ ان کے زخموں سے خون بہہ نکلا۔ عمر مارتے مارتے تھک گئے تو کہنے لگے اے میری بہن اور بہنوئی کان کھول کے سُن لو کہ تمہیں دینِ محمد چھوڑنا پڑے گا۔ وگرنہ اپنی تلوار سے تم دونوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔ حضرت عمرؓ کی یہ بات سن کر۔ ؎

بہن بولی عمرؓ ہم کو اگر تو مار بھی ڈالے　　شکنجوں میں کسے یا بوٹیاں کتّوں سے نچوا لے
مگر ہم اپنے دینِ حق سے ہرگز پھر نہیں سکتے
بلندی معرفت کی مل گئی ہے گر نہیں سکتے

ہمشیرہ کی جرأت و استقامت اور بے خوف لہجۂ گفتار دیکھ کر عمرؓ کی

Marfat.com

آنکھیں کھل گئیں۔ بہن اور بہنوئی کی جانب غور سے دیکھا کہ ؎

دہن سے نامِ حق آنکھوں سے آنسو مُنہ سے خون جاری
عمر کے دل پہ اس نقشے سے عبرت ہو گئی طاری

(حفیظ جالندھری)

حضرت عمر پر ایک عالم کیف طاری ہو گیا ندامت سے گردن جھک گئی۔ تھوڑی دیر بعد جب سر اُٹھایا تو پیشانی پر پسینے کے قطرے اور آنکھیں اشک بار تھیں۔ بھرائی ہوئی آواز میں بولے بہن وہ کتاب جو تم پڑھ رہی تھیں۔ ذرا مجھے بھی دکھانا۔ آپ کی ہمشیرہ نے جواب دیا۔ اس کتاب کے اوراق کو چھونے کے لیے پاک صاف ہونا شرط ہے۔ لہٰذا آپ غسل کریں۔ پھر اس کو ہاتھ لگانا

آپ نے بہن کے کہنے پر عمل کرنے کے بعد اوراق قرآن کو لیا اور پڑھنا شروع کیا۔ ابھی چند ہی آیات تلاوت کی تھیں کہ پکار اُٹھے۔

اے ہمشیرہ مجھے بھی دربارِ رسالت میں لے چلو تاکہ میں بھی ایمان و یقین کی دولتِ لازوال سے بہرہ یاب ہو سکوں۔

یہ سُن کر حضرت خباب رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے اور کہنے لگے اَے عمرؓ مبارک و بشارت ہو۔ مجھے اُمید ہے کہ تم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دُعا کا جواب ہو جو آپ نے جمعرات کی شب کو کی تھی۔ حضور نے اس شب کو اللہ کی جناب میں عرض کی۔

اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ خَطَّابٍ
اَوْ بِعَمْرِو بْنِ ھِشَامٍ۔

اے اللہ تو عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام کے ذریعے سے اسلام کو عزّت و سربلندی اور قوّت و غلبہ عطا فرما۔ ؎

Marfat.com

نبیؐ نے اپنے خدا سے عُمر کو مانگ لیا
پھر اہلِ خلد کو تحفہ! دیا بنا کے دیا

غرض حضرت خباب رضی اللہ عنہ جناب عمرؓ کو ساتھ لیے حضرت ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر گئے۔ جہاں سرکار علیہ السّلام تشریف فرما تھے آپ بارگاہِ نبوّت میں حاضر ہُوئے۔ کلمۂ شہادت پڑھا اور آغوشِ اسلام میں چلے گئے۔ یہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کے اثرات تھے کہ ایک بہن کی استقامت نے بھائی کو دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر فاروق اعظم بننے کی سعادت کا موقع فراہم کیا ؎

بہن کی استقامت نے عمر کو روشنی بخشی
نگاہِ مصطفٰے نے بندگی کو زندگی بخشی

Marfat.com

عمرؓ بن خطّاب

از روئے

کتابُ اللّٰہ

عدالت کے جہاں میں ہے مسلّم تیری سلطانی — نبیؐ نے بخش دی تجھ کو رسالت کی فراوانی
تیری شوکت کے، سطوت کے ترانے ہیں زبانوں پر — گواہ ہیں تیری عظمت کی کئی آیاتِ قرآنی

خضرؔ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق کافی تعداد میں قرآنی آیات نازل ہوئیں۔ ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ قرآن میں ایسی باتیں بھی ہیں۔ جو عمرؓ کی رائے کے مطابق ہیں۔

حضرت ابن عمرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ جب کسی چیز کے بارے میں لوگ گفتگو کریں اور حضرت عمرؓ بھی اپنی رائے کا اظہار کریں تو قرآن حضرت عمرؓ کی رائے کے مطابق ہوتا ہے۔

امام سیوطی نے بیس موافقات کا ذکر کیا ہے۔

آیت نمبر ① ——— جب عمرؓ اسلام لائے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

(پ۱۰۔ انفال آیت ۶۴)

Marfat.com

ترجمہ: اے نبی کافی ہے آپ کو اللہ تعالیٰ اور جو آپ کے فرماں
بردار ہیں۔ مومنوں سے۔

طبرانی وغیرہ نے ابن عباس، ابنِ منذر، ابنِ جُبیر اور ابُوالشیخ نے ابن مسیّب سے روایت کی ہے کہ۔

"اَنَّهَا نَزَلَتْ يَوْمَ اَسْلَمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ"

(رُوح المعانی)

ترجمہ: جس دن عمر بن خطاب ایمان لائے اس دن یہ آیت پاک نازل ہوئی۔

آیت نمبر ②

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ۔ (پارہ ۲ سورۃ بقرہ آیت نمبر ۱۸۷)

ترجمہ: حلال کر دیا گیا تمہارے لیے رمضان کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا۔"

ابتداء میں ماہِ رمضان کی راتوں میں بھی اپنی عورتوں سے قربت ممنوع تھی ایک رات حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے ہُوئے اور اپنے آپ کو ملامت کرتے ہُوئے دربارِ رسالت میں حاضر ہُوئے اور عرض کیا یا رسُول اللہ میں اللہ تعالیٰ اور آپ سے معذرت خواہ ہوں کہ میں عشاء کی نماز کی ادائیگی کے بعد گھر گیا۔ تو میں نے بڑی عمدہ خوشبو پائی اور میرے نفس نے مجھے (اپنی زوجہ) کو قربت پر آمادہ کر دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ نے فرمایا: اے عمر تجھے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔ اتنی دیر میں متعدد افراد نے بھی یہی عرض کیا۔

Marfat.com

"فَنَزَلَتْ فِیْ عُمَرَ وَاَصْحَابِہٖ (تفسیر خازن)

"پس یہ آیت پاک عمرِ فاروق اور ان کے ساتھیوں کے حق نازل ہوئی۔"

معلوم ہوا کہ بعض اوقات بزرگوں کی چھوٹی سی لغزش آنے والوں کے لیے عطا و نجات کا ذریعہ ہوتی ہے۔

آیت نمبر ③ ——— فرشتوں کا دشمن

مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّلّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَرُسُلِہٖ وَجِبْرِیْلَ وَمِیْکٰلَ فَاِنَّ اللّٰہَ عَدُوٌّ لِّلْکٰفِرِیْنَ ۝

(پارہ ۱ سورۃ بقرہ آیت ۹۸)

اور جو کوئی دشمن ہوا اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل و میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے (ان) کافروں کا۔

امام جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب تاریخ الخلفاء میں اور علامہ آلوسی بغدادی اپنی معرکۃ الآراء تفسیر روح المعانی میں رقم طراز ہیں کہ ایک یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا۔ جبریل ہمارا دشمن ہے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا۔

مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّلّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَرُسُلِہٖ وَجِبْرِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ فَاِنَّ اللّٰہَ عَدُوٌّ لِّلْکٰفِرِیْنَ ۝

اور بالکل ان ہی الفاظ میں آیت نازل ہوئی۔

کئی بار ان کی باتیں بن گئیں آیاتِ قرآنی
مسلّم تھی فراست حضرت فاروق اعظم کی

○

Marfat.com

آیت نمبر ④ ——— مقامِ ابراہیم

وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِیْمَ مُصَلًّی۔

(پ ۱ سورۃ بقرہ آیت ۱۲۵)

ترجمہ: بنالو ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو جائے نماز۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں تین باتوں میں اپنے رب کے موافق ہوا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم،

"لَوِ اتَّخَذْتَ مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِیْمَ مُصَلًّی"

کاش میں مقامِ ابراہیم کو جائے نماز بناؤں۔

فَنَزَلَتْ "وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِیْمَ مُصَلًّی"

(تفسیر خازن، تفسیر درمنثور)

خیال رہے کہ مقامِ ابراہیم وہ پتھر ہے، جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبہ معظمہ کی تعمیر کرتے رہے۔

"اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوبوں کی ہر ادا اور ان سے تعلق رکھنے والی ہر چیز بڑی پیاری ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ بے جان حقیر پتھر جسے حضرت خلیل علیہ السلام کے پاؤں سے چھو جانے کا شرف حاصل ہوا۔ وہ قدرت کی نگاہ میں اتنا عزیز اور ذی شان ہے کہ اُمّت مصطفوی کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اسے اپنی جائے نماز بنائے

(ضیاء القرآن)

Marfat.com

آیت نمبر ⑤

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰہِ وَ
الرَّسُوْلَ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ
الْاٰخِرِ ط (پارہ ۵، سورۃ نساء آیت ۵۹)

ترجمہ: پھر اگر جھگڑنے لگو تم کسی چیز میں تو لوٹا دو اسے اللہ اور اس کے
رسول کی طرف اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ اور قیامت پر۔

سورۃ نساء کی آیت نمبر انسٹھ اور ساٹھ کی شانِ نزول کے متعلق علماء تفسیر
وحدیث نے یہ واقعہ ذکر کیا ہے کہ ایک منافق اور ایک یہودی کے درمیان جھگڑا تھا
یہودی نے منافق کو کہا کہ ہم اس جھگڑے کا فیصلہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کروا
لیں"۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ آپ رشوت وغیرہ کی آلائشوں سے پاک ہیں" اور منافق
نے کہا کہ ہم کعب بن اشرف یہودی عالم سے فیصلہ کروائیں گے۔ تاکہ رشوت وغیرہ
سے کام چل سکے۔ پس ان دونوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم مان لیا۔ پس حضور
نے یہودی کے حق میں فیصلہ کر دیا اور منافق راضی نہ ہوا اور کہا ہم حضرت عمر کے پاس
یہ فیصلہ لے جائیں گے۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے
تو یہودی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حق میں فیصلہ کیا ہے۔
اور یہ ان کے فیصلے پر راضی نہیں۔ حضرت عمرؓ نے منافق سے فرمایا۔ کیا ایسا ہی
ہے؟ اس نے کہا ہاں! حضرت عمرؓ نے فرمایا میرے آنے تک یہیں ٹھہرو۔ پس
حضرت عمرؓ گھر میں داخل ہوئے اور اپنی تلوار نکال لائے، آتے ہی منافق کی گردن
اڑا دی اور فرمایا۔

ھٰکَذَا اَقْضِیْ لِمَنْ لَمْ یَرْضَ بِقَضَاءِ اللّٰہِ

Marfat.com

وَرَسُوْلِہٖ ۔"

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے پر راضی نہ ہو۔ میں اس کا فیصلہ یوں کرتا ہوں۔

(نفسی ، خازن ، رُوح المعانی ، ضیا القرآن)

اس منافق کا نام بشر تھا جس نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور یہودی کو مجبور کر کے حضرت عمر کے پاس لایا۔ حضرت عمرؓ نے اس کو قتل کر کے اپنے اس عمل سے یہ امر واضح کر دیا کہ کفر و نفاق اور منافقت و شیطنت کا بہترین علاج یہی ہے۔

خیال رہے کہ منافقین کی علامت یہ ہے کہ آقا علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی عظمتوں کا تو انکار کرتے ہیں۔ مگر اپنے باطل نظریات کو چھپانے کے لیے حضورؐ کے غلاموں کے حوالے سے بات بنانے کی ناکام کوشش ضرور کرتے ہیں۔

آیت نمبر ⑥ ——— قصّہِ افک

سیّدہ عائشہ صدیقہ اُمّ المؤمنین سلام اللہ علیہا کی عفّت و پاکیزگی پر منافقین نے جو بہتان تراشی کی تو اس کے بارے میں حضور علیہ السّلام نے صحابہؓ سے مشورہ فرمایا تو حضرت عمرِ فاروق نے عرض کیا " مَنْ زَوَّجَکَھَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ۔ یارسُول اللہؐ! حضرت عائشہؓ کو آپ کی زوجیّت میں کس نے دیا ہے حضورؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا:

اَ فَتَظُنُّ اَنَّ رَبَّکَ دَلَّسَ عَلَیْکَ فِیْھَا۔ کیا آپؐ خیال فرماتے ہیں کہ آپ کے رب نے یہ معاملہ آپ سے مخفی رکھا ہوگا ہے۔ ہرگز نہیں۔

Marfat.com

سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ۔

(پارہ ۱۸ سُورہ نور آیت ۱۶)

اے اللہ! تو پاک ہے۔ یہ بہت بڑا بہتان ہے۔

(صواعق محرقہ صفحہ ۱۰)

یہ وہ الفاظ ہیں جو حضرت عمرؓ کی زبان پر جاری ہوئے اور یہ الفاظ بعینہٖ سُورۂ نور کی ایک آیت کی صورت اختیار کر گئے۔

قصّۂ افک، عُمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ

جب منافقوں نے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ پر بہتان تراشی کی تو مدینۃ الرّسول کی گلیوں میں اداسی چھا گئی۔ صحابہ کبار کے دل اضطراب کی لپیٹ میں آ گئے۔ افواہوں کے نوک دار کانٹوں نے محبّت و عقیدت کے پھولوں کی پتیوں کو زخمی کر دیا۔ منافقین کی لمبی لمبی زبانیں آگ اُگل رہی تھیں ــ دشمنانِ اسلام نے آسمان سر پر اُٹھا لیا۔ یہود و نصاریٰ کے پروپیگنڈا نے جلتی پر تیل کا کام کیا ــ ایسے حالات میں شاہِ مدینہ سرورِ عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پریشان ہونا ایک طبعی امر تھا۔ جب یہ بہتان، طوفان کی صُورت اختیار کر گیا۔ تو پھر چہرۂ پُرانوار پر اضطرابی کیفیّت دیکھ کر حضورؐ کے جاں نثار آگے بڑھے اور حضورؐ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں نہایت ادب سے معروضات پیش کیں۔ جنہیں امام ابوالبرکات نفسی نے اپنی تفسیر میں نقل فرمایا ہے ــ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پریشانی کو دیکھتے ہُوئے سب سے پہلے حضرت سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے سرکارؐ کی خدمت میں عرض کی۔ یارسول اللہ!

اَنَا قَاطِعٌ بِکِذْبِ الْمُنَافِقِیْنَ ــ منافقوں نے

Marfat.com

جو امّ المؤمنین پر بہتان باندھا ہے۔ میں اس جھوٹ کو مسترد کرتا ہوں۔

—— لِاَنَّ اللّٰہَ عَصَمَكَ مِنْ وَّقُوْعِ الذُّبَابِ عَلٰی جِلْدِكَ

—— کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے جسم اطہر پر مکھی کو بیٹھنے سے منع فرمادیا ہے —— لِاَنَّہٗ یَقَعُ عَلَی النَّجَاسَاتِ فَیَتَلَطَّخُ بِھَا ——

— کیونکہ وہ نجاست پر بیٹھتی ہے، جس سے گندگی مل جاتی ہے۔ ——

فَلَمَّا عَصَمَكَ اللّٰہُ مِنْ ذٰلِكَ الْقَذَرِ مِنَ الْقَذَرِ

—— پھر خدا آپ کو اس گندگی سے محفوظ رکھتا ہے۔ ——

فَكَیْفَ لَا یَعْصِمُكَ عَنْ صُحْبَةِ مَنْ تَكُوْنُ مُتَلَطِّخَةً بِمِثْلِ ھٰذِہِ الْفَاحِشَةِ؟ ——

پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ آپ کو ایسی عورت کی صحبت سے محفوظ نہ فرمائے جو آلودہ ہو اس قسم کی بُرائی کے ساتھ۔

حضرت عمر کا اندازِ بیاں ملاحظہ فرمائیں کہ انہوں نے کتنے نفیس پیرایہ میں حسین ترین استدلال پیش کیا۔ جس سے حضورؐ کا چہرہ چمک اُٹھا —— آپ کے بعد سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے حضور کی عظمت اور اُم المومنین کی پاکیزگی کو ان الفاظ میں بیان کیا۔

اے اللہ پاک کے پاک رسُول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

"اِنَّ اللّٰہَ مَا اَوْقَعَ ظِلَّكَ عَلَی الْاَرْضِ —— بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کے سایہ کو زمین پر نہیں پڑنے دیا —— لِئَلَّا یَضَعَ اِنْسَانٌ قَدَمَہٗ عَلٰی ذَالِكَ الظِّلِّ —— تاکہ کسی انسان کا قدم آپ کے سایہ پر نہ آسکے —— فَلَمَّا لَمْ یُمَكِّنْ اَحَدًا مِّنْ وَّضْعِ الْقَدَمِ عَلٰی ظِلِّكَ ۔ جب اللہ نے کسی کو یہ قدرت

Marfat.com

نہیں دی کہ وہ اپنا قدم آپ کے سایہ پر رکھے ۔ کَیْفَ یُمَکِّنُ اَحَدًا مِنْ تَلْوِیْثِ عِرْضِ زَوْجَتِكَ ـــــ تو وہ کسی کو کیسے قدرت وہمّت دے گا کہ آپ کی زوجۂ محترمہ کی عزّت کو ملوث کرے۔

حضرت عثمانِ غنی کا استدلال اور طرزِ بیان تشفی کی نرم و نازک اور پاکیزہ حریر میں لپٹا ہوا ہے جس میں سیّدِ عالم کی لطافتوں کا تذکرہ بھی ہے۔ اُمّ المومنین کی پاک دامنی کا ذکر بھی ہے۔

اَب ذرا مولائے کائنات، بابِ شہرِ علوم، حضرت سیّدنا مرشدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا بیان و کلام بھی دیکھیں جو اپنے اندر حقائق کا ایک پورا جہاں بسائے ہوئے ہیں۔ کیونکہ یہ اس سیدالعرب کا کلام ہے جو متکلمین کا امام ہے۔

جنابِ علیؓ حضور کی بارگاہِ عالی وقار میں عرض کرتے ہیں ـــ اے شاہِ عالم "ایک بار آپ کی نعل مبارک کے ساتھ آلائش لگ گئی تھی۔

اِنَّ جِبْرِیْلَ اَخْبَرَكَ اَنَّ عَلٰی نَعْلَیْكَ قَذَرًا وَّ اَمَرَكَ بِاِخْرَاجِ النَّعْلِ عَنْ رِجْلِكَ بِسَبَبِ مَا الْتَصَقَ بِهٖ مِنَ الْقَذَرِ ـــــ حضرت جبریل نے آکر بتایا اور اس نعل کو پاؤں سے الگ کرنے کی عرض کی۔ کیونکہ اس کے ساتھ آلائش لگی ہوئی تھی ـــ فَکَیْفَ لَا یَاْمُرُكَ بِاِخْرَاجِهَا بِتَقْدِیْرِ اَنْ تَکُوْنَ مُتَلَطِّخَةً بِشَیْءٍ مِّنَ الْفَوَاحِشِ؟ ـــ اس وجہ سے کہ وہ کسی ایسی ویسی بُرائی میں ملوث ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی ایسی ویسی بات ہوتی تو خدا بزرگ و برتر اس امر کو کس طرح برداشت فرماتے

(تفسیر مدارک التنزیل وحقائق التاویل جلد ۲ ص ۴۹۴ مطبوعہ دارالکتاب العربیہ لبنان) (تفسیر نفسی علیٰ ہامش الخازن جلد ۳ ص ۳۴۳)

Marfat.com

مندرجہ بالا تفسیر جو سُورۂ نور (پارۂ ۱۸) کی آیت نمبر ۱۲ کے آخری الفاظ (ھٰذَا اِفْكٌ مُّبِيْنٌ)[1] کے ضمن علامہ نفسی نے بیان فرمائی ہے۔ جہاں اس میں جناب عمرِ فاروق، جناب عثمانِ غنی اور مولا علی رضی اللہ عنہم کے صداقت کی خوشبو میں دُھلے ہُوئے الفاظ میں محبّت وعقیدت کے جذبات کی ترجمانی ہوتی ہے۔ وہاں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے بے مثل معجزات وکمالات اور اوصافِ حمیدہ کا بھی پتہ چلتا ہے۔ جو لوگ سرکار کے صحابہ پر طعن کرتے ہیں وہ ان حقیقتوں کی روشنی کو اپنے دلوں میں بسالیں۔ اور جو لوگ حضُور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے مثل تصوّر کرتے ہیں۔ وہ بھی مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں اپنے بے حقیقت نظریات پر نظرِ ثانی فرمائیں۔ کوئی نبی، کوئی مُرسل رسُول اکرم کی مثل نہیں۔ کسی پیغمبر کے اصحاب حضور کے اصحاب کی مثل نہیں یہ وہ حقیقت ہے جس سے انکار کا کسی صاحبِ ایمان کے تخیلات میں یارا نہیں۔

سرکارؐ کو اپنی مثل کہنے والے ذرا غور کریں کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے جسمِ اطہر پر نجاستوں کی دُنیا میں بسیرا کرنے والی مکھی نہیں بیٹھ سکتی۔ جب کہ معاندین مکھیوں کے بھُرمٹ میں زندگیاں بسر فرما رہے ہیں۔ خدا نے اپنے حبیب کا سایہ زمین پر نہیں پڑنے دیا کہ کہیں کسی انسان کا قدم حبیب کے سایہ پر نہ آ جائے۔ آقائے قدسیاں کے پاؤں کی نعلین کے ساتھ مچھّر کے پر کے برابر بکری کی مینگنی کا فضلہ لگ جائے تو سدرہ سے جبرائیل نازل ہو کر دست بستہ عرض کریں کہ حضور اپنے پاک طیب اور ریشم سے زیادہ نرم و نازک پاؤں سے نعل اتار دیں کہ اس میں تھوڑی سی آلائش لگ گئی ہے

---

[1] اِفْك جھوٹی بات کو کہتے۔

Marfat.com

جو جبریل اور ربّ جلیل کو گوارا نہیں۔ نبوّت کی طبیعت کی نفاست پر یہ امر بھی گراں ہے کہ نعلین کے تلوے میں ایسی چیز لگ جائے جو الائشوں کے قبیل سے تعلق رکھتی ہو۔ ادھر کمالاتِ نبوت کے منکرین کی طرف دیکھیں جو قعرِ مذلت میں ڈبکیاں لگا رہے ہیں۔

فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ

از روئے

حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

عمر ہے محبّت کا ماہِ حسین بھی
فدائے جمال شہِ مرسلین بھی
امیرِ امیراں، امامِ زمانہ
ہے سطوت کا مینار فاروقِ اعظم رضؓ

خضر

حدیث نمبر ①

حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَوْ كَانَ نَبِيٌّ بَعْدِي لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ۔ (جامع ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

"اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا۔"

Marfat.com

یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ نبوّت و رسالت سرورِ عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ختم ہے۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔
سرکار علیہ السّلام نے واضح اور غیر مبہم انداز میں فرما دیا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمرِ فاروق ہوتا۔

نبوّت کا ہُوا در بند جب آئے نبیؐ سرور
نبی آسکتا گر کوئی تو پھر آتے عمرؓ رہبر

حدیث نمبر ②

جناب عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ پہلی امتوں میں محدّث ہوا کرتے تھے۔

فَاِنْ یَّکُ فِیْ اُمَّتِیْ اَحَدٌ فَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّاب۔

اب اگر میری اُمّت میں کوئی محدّث ہے تو عمر بن خطّاب ہے۔

(ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۱)

صواعقِ محرقہ میں ہے کہ صحابہ کرامؓ نے عرض کی یا رسول اللہ محدّث کسے کہتے ہیں تو آپ نے فرمایا "تَتَکَلَّمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ عَلٰی لِسَانِہٖ" کہ اس کی زبان پر فرشتے بولتے ہیں۔ (صواعقِ محرقہ ص۹۷)

نورالابصار فی مناقب آلِ بیت النبیّ المختار میں ہے کہ:

مُحَدِّثْ (بکسر دال بصیغۂ اسم فاعل) حدیث کے راوی کو کہتے ہیں اور
مُحَدَّثْ (بفتح دال بصیغۂ اسم مفعول) اسے کہتے ہیں جسے الہام ہو اور وہ صاحب کشف و مکاشفہ ہو۔

(نورالابصار ص۶۱)

Marfat.com

تو محدّث تو مفسّر تو مجاہد تو فقیہہ
تو نے ملّت کی ہر اک مشکل کو آساں کر دیا

حدیث نمبر ③ ——— دُعائے رسُولؐ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسُولِ کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا۔

"اَللّٰھُمَّ اَعِزِّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّاب خَاصَّۃً۔" (سنن ابن ماجہ شریف)

"اے اللہ! اسلام کو عمر بن خطاب کے ساتھ خاص طور پر عزّت عطا فرما۔

خدا سے مصطفیٰؐ نے ان کو مانگا
نبی کا مُدّعا فاروقِ اعظم

حدیث نمبر ④ ——— شیطان عُمر سے ڈرتا ہے

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسُولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اِنَّ الشَّیْطَانَ یَفْرَقُ مِنْ عُمَرَ۔

(صواعق محرقہ ص۹۷)

"اُس میں کوئی شک نہیں کہ شیطان عُمر سے ڈرتا ہے"

حدیث نمبر ⑤

حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

Marfat.com

نے فرمایا۔

اِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلٰی شَیَاطِیْنِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ قَدْ فَرُّوْا مِنْ عُمَرَ۔ (جامع ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

ترجمہ: میں جن و انس کے شیطانوں کو عمرؓ سے بھاگتے دیکھ رہا ہوں۔

حدیث نمبر ⑥

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَخَافُ مِنْكَ یَا عُمَرُ۔"

(ترمذی شریف جلد ۲ ص ۲۱۰)

ترجمہ: اے عمرؓ! بے شک تم سے شیطان خوف کھاتا ہے:

عمرؓ کے نام سے سائے سے ہر شیطان ڈرتا ہے
خدا والوں سے ہر بے دین و بے ایمان ڈرتا ہے

حدیث نمبر ⑦

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ شاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا فِی السَّمَآءِ مَلَكٌ اِلَّا وَهُوَ یُوَقِّرُ عُمَرَ وَمَا فِی الْاَرْضِ شَیْطَانٌ اِلَّا وَهُوَ یَفْرَقُ مِنْ عُمَرَ۔ (صواعق محرقہ ص ۹۷)

آسمانوں میں کوئی ایسا فرشتہ نہیں جو عمرؓ کی توقیر (عزت) نہ کرتا ہو اور زمین میں کوئی ایسا شیطان نہیں ہے جو عمرؓ سے ڈرتا نہ ہو۔"

Marfat.com

اس سے یہ امر ظاہر ہوا۔ کہ۔ ؎

فرشتے کرتے ہیں توقیر و عزّتِ فاروقؓ　　الاپتے ہیں وہ نغمہ شوکتِ فاروقؓ

ہے خوف طاری شیاطینِ ارض پر اُن کا
نہیں وہ جانتے بدبخت، عظمتِ فاروقؓ

حدیث نمبر ⑧

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا۔

"وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا لَقِیَکَ الشَّیْطَانُ سَالِکًا فَجًّا قَطُّ اِلَّا سَلَکَ فَجًّا غَیْرَ فَجِّکَ۔

(بخاری و مسلم شریف)

ترجمہ: قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ کہ شیطان اس راستے پر کبھی نہیں چلے گا جس پر تو چل رہا ہے۔ بلکہ دوسرا رستہ اختیار کرے گا۔

حدیث نمبر ⑨

طبرانی نے حضرت سدلیسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے۔ کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

"اِنَّ الشَّیْطَانَ لَمْ یَلْقَ عُمَرَ مُنْذُ اَسْلَمَ اِلَّا خَرَّ لِوَجْھِہٖ۔"　　(صواعق محرقہ صفحہ ۹۷)

ترجمہ: بے شک عمر کے اسلام لانے کے بعد شیطان انہیں جہاں بھی

Marfat.com

ملا منہ کے بل گرا۔

مذکورہ بالا احادیث سے یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ ناری ہوں یا خاکی جنّات میں سے ہوں یا انساں میں سے۔ دونوں قسم کے شیاطین حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ڈرتے اور دُور بھاگتے ہیں۔ آپ کے رعب و جلال کا خوف ہر وقت ان پر طاری رہتا ہے اور شیطان اس رستے پر ہرگز نہیں چلتا جس پر حضرت عمر چل رہے ہوں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عمر جس رستے پر ہے وہ حق ہے کہ اس کی آخر رسول علیہ السلام نے گواہی دی۔

حدیث نمبر ⑩ ——— زبانِ عمرؓ

حضرت ابُوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ یَقُوْلُ بِہٖ

(سنن ابن ماجہ شریف صفحہ ۱۱ مطبوعہ سعید کمپنی کراچی)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے عُمر کی زبان پر حق جاری فرما دیا ہے جو کچھ وہ کہتے حق ہی کہتے ہیں۔

حدیث نمبر ⑪ ——— فرشتوں نے خوشی منائی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے تو جبریل امین علیہ السلام نازل ہُوئے اور کہا:

یَا مُحَمَّدُ لَقَدِ اسْتَبْشَرَ اَھْلُ السَّمَآءِ بِاِسْلَامِ عُمَرَ۔ (ابن ماجہ شریف)

Marfat.com

ترجمہ: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آسمان والوں نے عمر کے اسلام لانے کی خوشی منائی ہے ؎

اس کے ایماں سے لَقَدِ اسْتَبْشَرَ اَهْلُ السَّمَآءِ
یوسف گم گشتہ آئے جیسے سوئے کارواں

عبدالعزیز خالد

حدیث نمبر ⑫ ——— سونے کا محل

حضرت جابر، معاذ، انس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے جنّت میں سونے کا ایک محل دیکھا تو میں نے پوچھا یہ کس کا ہے۔

فَقِيْلَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ۔

(ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

ترجمہ: تو کہا گیا کہ یہ عمر بن خطاب کا ہے۔

حدیث نمبر ⑬ ——— چراغِ اہلِ جنّت

حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب خلیفہ مقرر ہوئے تو آپ کے پاس کچھ مال حاضر کیا گیا تاکہ اسے تقسیم کریں آپ نے امام حسن، امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مال کی تقسیم کی ابتداء کی تو آپ کے صاحبزادہ عبداللہ رضی اللہ عنہ متوجہ ہوئے اور عرض کی کہ ابا جان میں زیادہ حق دار ہوں۔ آپ مجھے عطیہ میں مقدم رکھیں۔ کیونکہ میں خلیفہ کا بیٹا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اے عبداللہ!

هَاتِ لَكَ اَبًا كَاَبِيْهِمَا اَوْ جَدًّا كَجَدِّهِمَا۔

Marfat.com

تم ان کے باپ جیسا اپنا باپ اوران کے نانا جیسا اپنا نانا
لاؤ۔"

حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے والد حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اس گفتگو کا ذکر کیا تو حضرت علی رضؓ نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ جاؤ امیر المومنین کو یہ خوشخبری دو کہ میں نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ جبرئیل نے کہا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

"اِنَّ عُمَرَ سِرَاجُ اَھْلِ الْجَنَّۃِ"

عمر اہلِ جنّت کے چراغ ہیں

دونوں صاحبزادے آئے اور امیر المومنین کو یہ خبر دی تو آپ کو بہت خوشی ہوئی اور فرمایا تم جو بیان کر رہے ہو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لکھوا لاؤ۔ دونوں صاحبزادے آئے اور اپنے والد سے لکھوا لیا۔ جب امیر المومنین فاروقِ اعظم کی وفات کا وقت قریب ہوا تو آپ نے اپنے صاحبزادے عبداللہ سے فرمایا:

اِذَا مِتُّ فَادْفِنُوْا مَعِیَ خَطَّ الْاِمَامِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔

ترجمہ: جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے ساتھ امام علی رضی اللہ عنہ کا خط دفن کر دینا۔

فَعَلَ ذٰلِکَ ۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

(نور الابصار صفحہ ۶۵، مطبوعہ مصر ۱۳۸۴ھ)

حدیث نمبر (۱۴) ——— حضورؐ عمرؓ کے ساتھ ہیں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

Marfat.com

"عُمَرَ مَعِیْ وَ اَنَا مَعَ عُمَرَ وَالْحَقُّ مَعَ عُمَرَ

(نورالابصار صفحہ ۶۱)

عمرؓ میرے ساتھ ہے اور میں عمرؓ کے ساتھ ہوں۔ عمرؓ جہاں بھی ہو حق اس کے ساتھ ہے۔

حدیث نمبر ⑮

علامہ سید مومن شبلنجی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے دیلمی اور مسندِ فردوس کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"رِضَا الرَّبِّ رِضَا عُمَرَ" (نورالابصار صفحہ ۶۱)

عمرؓ کی رضا میں رب کی رضا ہے۔

حدیث نمبر ⑯

علامہ ابنِ حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے "الصَّوَاعِقُ الْمُحْرِقَۃ" میں طبرانی کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت ابی بن کعب نے بیان کیا ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا:

"قَالَ لِیْ جِبْرِیْلُ لِیَبْكِ الْاِسْلَامُ عَلٰی مَوْتِ عُمَرَ" (صواعق محرقہ ۹۷)

ترجمہ: جبریل نے مجھے کہا اسلام کو عمر کی موت پر رونا چاہیئے۔

حدیث نمبر ⑰ ——— مفتاح الاسلام

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرۂ مبارک کی طرف دیکھ کر تبسم فرما رہے تھے اور آپ نے فرمایا اے عمر بن خطاب کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہارے چہرہ کو دیکھ کر کیوں خوش ہوا ہوں۔ عرض کیا "اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ" اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں"۔ آپ نے فرمایا کہ بیشک اللہ تبارک تعالیٰ نے عرفہ کی رات تمہاری طرف شفقت و رحمت کی نظر فرمائی۔ وَجَعَلَكَ مِفْتَاحَ الْاِسْلَامِ اور اللہ تعالیٰ نے تجھے اسلام کی کنجی بنا دیا۔

(شہادتِ نواسہ سید الابرار صفحہ ۲۵۰ بحوالہ دار قطنی)

حدیث نمبر ⑱ ——— عمرؓ کی غیرتِ ایمانی

حضرت امام الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز عتبہ بن ربیعہ، ابوجہل بن ہشام، عباس بن عبد المطلب (عمِّ رسولؐ) ابی بن خلف، اُمیّہ بن خلف، وغیرہ کو اسلام کی دعوت فرما رہے تھے۔ اس درمیان میں حضرت عبد اللہ بن اُمِّ مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو نابینا تھے) حاضر ہوئے اور اس نے بار بار بلند آواز سے" ندا کر کے عرض کیا "یَارَسُوْلَ اللّٰہِ عَلِّمْنِیْ مِمَّا عَلَّمَكَ اللّٰہُ اے اللہ کے رسول جو اللہ نے آپ کو سکھایا ہے۔ اس میں سے مجھے بھی سکھائیے۔ ابن اُمِّ مکتومؓ نے یہ نہ سمجھا کہ حضورؐ دوسروں سے گفتگو فرما رہے ہیں (اس لیے کہ آپ نابینا تھے) اس سے قطع کلام ہوگا۔ یہ بات حضور علیہ السلام کو گراں گزری اور آثارِ ناگواری چہرۂ اقدس پر نمایاں ہوئے۔ جس پر سورۂ عبس کی آیات نازل ہوئیں۔

"عَبَسَ وَتَوَلّٰی ۝ اَنْ جَآءَہُ الْاَعْمٰی ۝ وَمَا یُدْرِیْكَ لَعَلَّہٗ یَزَّكّٰی۔

Marfat.com

ترجمہ: تیوری چڑھائی اور مُنہ پھیر لیا (اس وجہ سے کہ) آپ کے پاس ایک نابینا حاضر ہوا اور آپ کیا جانیں شاید وہ پاکیزہ تر ہو جاتا۔ یہاں پر نابینا فرمانے میں عبداللہ بن اُمِّ مکتوم رضی اللہ عنہ کی معذوری کی طرف اشارہ ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان از صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ)

خیال رہے کہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام سے تھوڑے سے رنگِ جلال و عتاب میں گفتگو فرمائی۔

ضیاء القرآن میں تعارف سُورۃ عَبَس کے ضمن میں رُوح البیان کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت عمرِ فاروق کو پتہ چلا کہ ایک امام (مسجد) ہمیشہ نماز میں اسی سُورت (عبس) کی قراءت کرتا ہے۔ تو آپ نے ایک آدمی بھیجا جس نے اس کا سر قلم کر دیا۔ چونکہ وہ حضورؐ کے مرتبہ عالی کی تنقیص کے ارادے سے اس کی قراءت کیا کرتا تھا۔ تاکہ مقتدیوں کے دل میں بھی حضورؐ کی عظمت کم ہو جائے اس لیے نگاہِ فاروق میں وہ مرتد تھا اور مرتد واجب القتل ہوا کرتا ہے۔

(ضیاء القرآن)

اس سے معلوم ہوا کہ حضورؐ کی تنقیص کے ارادے سے قرآنِ حکیم کی تلاوت بھی ایک خاص قسم کے جرم کی حیثیت اختیار کر جاتی ہے اور یہ اہلِ نفاق کا پرانا طریقہ ہے۔

ان لوگوں کو اس بات پر بار بار غور کرنا چاہیئے جو اپنی تمام علمی صلاحیتیں اس پر صرف کر رہے ہیں۔ کہ سرورِ عالم بھی عام انسان کی مانند تھے۔

ان کی تنقیص کرو آقا بھی مانو ان کو
یوں نہ ہم دوش کرو کفر کو اسلام کے ساتھ

(صائم چشتی)

Marfat.com

حدیث نمبر ⑲ — حسین کو مقدم رکھا

علامہ محمد عبدالسلام رضوی نے اپنی کتاب شہادتِ نواسۂ سیدالابرار میں اصولِ کافی کے صفحہ نمبر ۲۹۲ کے حوالے سے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ایران کو فتح کیا اور اسلام کا علم بلند کیا تو مالِ غنیمت میں ایران کے بادشاہ یزدگرد کی بیٹی شہر بانو حضرت عمرؓ کے پاس آئی تو سیدنا عمرِ فاروقؓ نے سیدنا حسین علیہ السلام کو مقدم سمجھا اور یہ شہزادی سیدنا حسین علیہ السلام کے پاس نکاح کے موقع پر اس حال میں آئیں کہ شاہانہ پوشاک جس پر ہیرے اور جواہرات جڑے ہوئے تھے اور سونے چاندی کے زیورات سے آراستہ تھی اور اس طرح سیدنا حسین علیہ السلام کے ساتھ نکاح کر کے آپ کے حوالے کر دیا۔

جنابہ شہزادی شہر بانو رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطنِ اطہر سے سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے اور آپ سے نسل حسینی جاری ہوئی۔

ایک مرتبہ سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر گود میں سیدنا حسین علیہ السلام کو لے کر کہا:

"هَلْ اَنْبَتَ الشَّعْرَ عَلٰى رُؤُسِنَا اِلَّا اَبُوْكَ

ہمارے سروں پر بال کس نے اگائے ہیں۔ تمہارے ہی نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

یعنی یہ سب عزت و عظمت اور ثروت مرتبت سرورِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طفیل ہے۔

(شہادتِ نواسہ سیدالابرار صفحہ ۲۷۲)

Marfat.com

حدیث نمبر ⑳ ——— اسلام کا سچّا ہمدرد

سیّدی شیخ الاسلام والمسلمین سیالوی قدس سرّہُ العزیز نے اپنی کتاب مذہب شیعہ کے صفحہ نمبر ۳۳ پر اہلِ تشیع کی معتبر ترین کتاب تاریخ التواریخ جلد ۵ کتاب نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۴۴ کے حوالے سے سیّدنا عمر فاروق کے بارے میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل فرمایا کہ :

اللہ تعالیٰ رحمتیں فرمائے ابا حفص عمر (رضی اللہ عنہ) پر، خدا کی قسم وہ اسلام کے سچے ہمدرد تھے، یتیموں کے آسرا تھے، احسان کے اعلیٰ مرتبہ پر متمکن تھے، ایمان کا مرکز تھے ضعیفوں کی جائے پناہ تھے، متقی اور پرہیز گاری کے ملجا و ماوٰی تھے اللہ تعالیٰ کے حقوق کی حفاظت فرمائی جس میں تکلیفوں اور مصیبتوں پر صبر کرنے والے تھے، یہاں تک کہ دین روشن کیا، ملکوں کو فتح کیا، اور اللہ کے بندوں کو خوف سے بچا کر امن میں رکھا۔ اَعْقَبَ اللّٰہُ مَنْ یُّنَقِّصُہُ اللَّعْنَۃَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ جو شخص بھی ان کی شان کو گھٹائے وہ قیامت تک اللہ کی لعنت کا مستحق ہے۔ ؎

وِلا کی ہے تو شان، جانِ وفا بھی تو فردوس والوں کا روشن دیا بھی
تیرے سارے دُشمن ہیں لاریب ارذل
ہے سب کا بِل نار فاروقِ اعظم رضؓ

حدیث نمبر ㉑ ——— عمرؓ کا اعمال نامہ اور علیؓ

حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحقیقی کتاب "مذہبِ شیعہ" کے صفحہ نمبر ۳۱ پر اہلِ تشیع کی مشہور اور معتبر ترین کتاب "اَلشَّافِی لِعِلْم

Marfat.com

الھدیٰ" جلد ۲ صفحہ ۴۲۸ (مطبوعہ نجفِ اشرف) کے حوالے سے تحریر فرمایا ہے۔ کہ سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ جب امیر المومنین رضی اللہ عنہ کو بعد از شہادت غسل دے کر کفن پنایا گیا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور فرمایا:

"صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ مَا عَلَی الْاَرْضِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَلْقَی اللّٰہَ بِصَحِیْفَۃِ ھٰذَا الْمُسْتَجِیْ بَیْنَ اَظْھُرِکُمْ"

ترجمہ: اس پر اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ (رحمتیں اور برکتیں ہوں تمام روئے زمین پر میرے نزدیک کوئی چیز اس سے زیادہ پسندیدہ نہیں۔ کہ میں اللہ سے ملوں اور میرا نامۂ اعمال بھی اس کفن پوش کے اعمال نامہ کی طرح ہو جو اس وقت تمہارے سامنے موجود ہے:

حدیث نمبر (۲۲) ـــــ حضورؐ نے عمرؓ کو سینے سے لگایا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ دو جہاں منبر پر چڑھے تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور بعد میں فرمایا میں تمہیں اپنے صحابہؓ سے اختلاف کرتے دیکھتا ہوں ـــ اَمَا عَلِمْتُمْ اِنَّ حُبِّیْ وَحُبَّ اَھْلِ بَیْتِیْ وَحُبَّ اَصْحَابِیْ فَرَضَہُ اللّٰہ تعالیٰ عَلٰی اُمَّتِیْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ ـــ کیا تم نہیں جانتے ہو، کہ میری اور میرے اہلِ بیتؑ کی اور میرے اصحاب کی محبت اللہ تعالیٰ نے میری امت پر قیامت تک فرض کر دی ہے ـــ پھر آپ نے جناب ابو بکر صدیق کی وفاؤں کو بیان

Marfat.com

کرنے کے بعد فرمایا۔ عمر ابنِ خطّاب کہاں ہیں ؟ حضرت عمرؓ نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یارسول اللہ میں یہاں ہوں سرکار نے فرمایا ـــ اُدْنُ مِنِّیْ فَدَنَا مِنْهُ فَضَمَّهٗ اِلٰی صَدْرِهٖ، وَقَبَّلَ بَیْنَ عَیْنَیْهِ ـــ میرے قریب آجاؤ، وہ قریب ہُوئے ـ تو آپ نے انہیں سینے سے لگا کر اُن کی پیشانی کو چُوما حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے دیکھا حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے رخساروں پر آنسو بہہ رہے تھے ـــ پھر آپ نے اُن کا ہاتھ پکڑا اور بلند آواز سے فرمایا ـــ اے مسلمانوں کی جماعت یہ عمر ابن خطّاب ہے ـ هٰذَا شَیْخُ الْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنصار، هٰذَا الَّذِیْ اَمَرَنِیَ اللّٰهُ اَنْ اَتَّخِذَهٗ ظَهِیْرًا وَّمُشِیْرًا ـــ یہ مہاجرین اور انصار کا شیخ و بزرگ ہے، اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اسے اپنا مددگار اور مشیر بناؤں ـ هٰذَا الَّذِیْ اَنْزَلَ اللّٰهُ الْحَقَّ عَلٰی قَلْبِهٖ وَلِسَانِهٖ وَیَدِهٖ ـــ یہ وہ شخص ہے جس کے دل، زبان اور ہاتھ پر اللہ رب العزّت نے حق اتارا ہے ـ هٰذَا الَّذِیْ تَرَكَ حَقَّهٗ وَمَالَهٗ مِنْ صِدِّیْقٍ ـــ اس شخص نے اپنا حق اور اپنا مال چھوڑ دیا دوست کی وجہ سے ـ هٰذَا الَّذِیْ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَاِنْ كَانَ مُرًّا ـــ یہ سچ کہتا ہے۔ اگرچہ کڑوا ہو ـــ یہ شخص اللہ تعالیٰ کے معاملے میں ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتا ـــ هٰذَا الَّذِیْ یَفْرَقُ الشَّیْطَانُ مِنْ شَخْصِهٖ، هُوَ سِرَاجُ اَهْلِ الْجَنَّةِ ـــ یہ وہ شخص ہے جس کے رُعب و دبدبہ سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ یہ جنّت والوں کا چراغ ہے ـــ فَعَلٰی مُبْغِضِهٖ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَلَعْنَةُ اللّٰاعِنِیْنَ ـــ پس اس سے بغض رکھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی اور لعنت کرنے والوں کی

Marfat.com

لعنت ہے وَاللّٰہُ مِنْہُ بَرِیْءٌ وَاَنَا مِنْہُ بَرِیْءٌ اور اللہ تعالیٰ اس سے بری ہے اور میں اُس سے بری ہوں۔

(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرہ (ابُوجعفر احمد محب طبری) جلد ا ص ۴۹ مطبوعہ دارالکتاب علمیۃ بیروت، لبنان)

اوپر درج حدیث مبارکہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شان و عظمت اور رعب و بسالت کا تذکرہ، مصطفٰے کریم کی زبانِ اقدس سے نکلتے ہُوئے الفاظ اپنے اندر ایک خاص تمکنت رکھتے ہیں۔ اور ہر مُسلمان کو اس پر غور کرنا چاہیئے عمر رضؓ کون عمر رضؓ۔؟ ہے

باغبانِ باغِ اسلام و یقین — پاسبانِ اُمتِ سلطانِ دیں
سطوتِ اسلام، زورِ مومناں، — طالب و مطلوبِ شاہِ مُرسلاں
کُفر کا سر جس نے نیچا کر دیا — خادموں کو جس نے کرّ و فر کر دیا
وہ جواں ہمت، جری، جانباز ہے
وہ رسُولؐ اللہ کا شہباز ہے

حدیث نمبر (۲۳) لمبا کُرتا

حضرت ابُوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ لوگوں کو میرے سامنے لایا جا رہا ہے، یہ سب لوگ کرتے پہنے ہُوئے تھے۔ جن میں بعض کے کُرتے اتنے تھے جو سینے تک پہنچے تھے اور بعض کے اس کے نیچے تک تک تھے اور پھر میرے سامنے عمُر بن خطّاب رضی اللہ عنہ کو لایا گیا — وَعَلَیْہِ قَمِیْصٌ یَّجُرُّہٗ — جو اتنا لمبا کرتا پہنے ہُوئے تھے کہ زمین پر گھسٹتے

Marfat.com

ہُوئے چلتے تھے ــــ لوگوں نے عرض کیا یا رسُول اللہ۔ اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟ ــــ قَالَ الدِّیْنُ ــــ حضورؐ نے فرمایا (اس سے مراد) دین ہے۔ (بخاری، مُسلم، بحوالہ ارشاداتِ رسُولِ اکرمؐ ص ۵۹۸)

حضرت عمرؓ کی رگ رگ میں دینِ اسلام اور پیغمبرِ خیر الانام کی محبت کے انوار پھیرے ہُوئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ عدل و انصاف کے آسمان پر مہتاب کی مانند چمکتے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ وہ رجلِ عظیم ہے۔ ؎

عدل کا جس نے کیا اونچا عَلَم ــــ جس نے کاٹی گردنِ جور و ستم

حدیث نمبر (۲۴) ــــ خیر النّاس

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے جنابِ صدیق کو کہا۔۔ یَا خَیْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ــ اے خدا کے رسُول کے بعد سب لوگوں سے بہتر ــــ جب حضرت عمرؓ نے جنابِ صدیق کو ان الفاظ سے پکارا تو خلیفۃ الرّسول نے فرمایا، کہ تم میرے بارے میں یہ کہہ رہے ہو، تو سن لو کہ میں نے بھی سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہُوئے سنا ہے ــ مَا طَلَعَتْ شَمْسٌ عَلٰی رَجُلٍ خَیْرٍ مِّنْ عُمَرَ ــــ کہ سُورج طلُوع نہیں ہُوا کسی ایسے شخص پر جو عُمر سے بہتر ہو۔

(الریاض النضرہ جلد ۱ ص ۲۸۷)

حدیث نمبر (۲۵)

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا عُمَرُ مَعِیْ وَ اَنَا

Marfat.com

مَعَ عُمَرَ والْحَقُّ بَعْدِیْ مَعَ عُمَرَ حَیْثُ کَانَ

عمر میرے ساتھ ہے اور میں عمر کے ساتھ ہوں اور میرے بعد حق عمر کے ساتھ ہوگا۔ وہ جہاں بھی ہو۔ ایک اور روایت میں آتا ہے ــــ اُدْنُ مِنِّیْ وَاَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْكَ وَالْحَقُّ بَعْدِیْ مَعَكَ ــــ "اے عمرؓ میرے قریب ہو تو مجھ سے ہے اور مَیں تجھ سے ہوں (یعنی تو میرا ہے مَیں تیرا ہوں) اور حق میرے بعد تیرے ساتھ ہوگا۔

(الریاض النضرہ جلد ا ص ۲۸۷)

مذکورہ احادیث کی روشنی میں یہ کہنا درست ہوگا کہ عُمرؓ کی عُمرؓ کا وہ حِصّہ جو اسلام کے دامن میں آنے کے بعد کا ہے وہ بے مثل و بے مثال ہے۔ آپ کے اسلام قبول کرنے سے پہلے صرف ۳۹ افراد نے اسلام کا نوری دامن تھاما تھا۔ آپ کے آنے سے پورے چالیس ہو گئے، دنیائے طریقت میں چالیس کا عدد اپنے اندر ایک خاص انقلابی صورت رکھتا ہے اور یہ وہ کیفیّت ہے جسے ہر کوئی سمجھنے سے قاصر ہے ــــ شاہِ مدینہؐ نے کتنے پیار بھرے انداز میں فرمایا اے عمرؓ! تو میرا ہے، مَیں تیرا ہُوں۔ اس لیے بھی مکّہ معظمہ کے ایک ٹوٹے ہوئے حجرہ میں "جو رشکِ عرشِ بریں بھی تھا۔ میں رات کے وقت دعا کے لیے ہاتھ اُٹھے، جن کو اللہ نے اپنے ہاتھ فرمایا ــــ اے اللہ، اے خدائے لَمْ یَزَلْ، اے مالکِ ذوالمنن اسلام کو عمر سے عزّت و قوّت عطا فرما ــــ اِدھر محبوبِ دوعالم نے دُعا مانگی، اُدھر عمرؓ آغوشِ اسلام میں آ گئے۔

جب نبی کو مِل گیا حق سے عُمرؓ
دُشمنِ حق ہو گئے زیر و زبر

عُمرؓ کے آنے سے اسلام میں قوت پیدا ہوئی۔ سرکارؐ کا چہرہ خوشی سے

Marfat.com

چمک اُٹھا۔ مکّہ کے مُسلمانوں کے چہروں پہ نکھار آگیا۔ عرش پر فرشتوں نے خوشیاں منائیں۔ یتیموں، بے کسوں، مفلسوں کے دلوں کو تسلّی و تشفی اور جرأت و استقامت ملی، اسی لیے عرب کی سرزمین عمرؓ کے لیے آج تک نغمہ سرا ہے۔ کہ ؎

تاجِ فرقِ عادلاں، نازِ رسول — منکرِ شانِ عمر، مردِ جہُول
حافظِ نادار گان و بے کساں — رُعبِ حق، اُمّید گاہِ مفلساں
آسمانِ عدل کا ماہِ منیر
خضرؑ کا آقا، امیروں کا امیر

اپنے تو اپنے ہیں، بے گانوں نے بھی آپ کے عدل و انصاف کی تصدیق کی ہے متعصب ترین مستشرقینِ یورپ نے اور تاریخی موشگافیوں سے اسلام پر حملہ آور ہونے والے کسی اندرونی بخار میں مبتلا مؤرخین بھی جناب عمر کے عدل کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے۔ ؎

زمانے میں عدل مشہور جس کا — تھا قرآن و سُنّت ہی دستور اس کا
بڑی محنتوں سے سجایا جہاں میں
عدالت کا گلزار فاروقِ اعظمؓ

(خضرؑ)

Marfat.com

کراماتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

لہر میں آئیں تو کر دیں خشک دریا کو رواں
قہر میں آئیں تو کر لیں سلب نورِ آفتاب

○

کرامت

اللہ رب العزت کے برگزیدہ بندوں کی کرامات کا نام آجائے یا اُن کا تذکرہ کیا جائے تو بعض لوگوں کے ماتھے پر بل پڑ جاتے ہیں اور دماغ کی رگیں پھٹنے کے قریب ہو جاتی ہیں۔ چودھویں صدی کے دوسرے عشرہ میں اسلام دُشمن قوتوں کی سازشوں سے جنم لینے والے بعض افراد نے چھوٹے چھوٹے گروہ تشکیل دے کر اور بڑے پرکشش ناموں کے ساتھ میدان میں اتارا۔ جن کے زہریلے پروپیگنڈہ سے اہلِ اسلام کو تشویش میں مبتلا کر دیا۔ اُن ابلیس کے حاشیہ نشینوں اور بعض سادہ لوح مسلمانوں نے یہ تصور کر لیا کہ اسلام میں کراماتِ اولیاء کی کوئی حیثیت نہیں۔ مجھے ابھی تک یاد ہے کہ میرے ایک خاندانی بزرگ کے پاس بیٹھے ہوئے اُن کے ایک دوست نے دورانِ گفتگو فرمایا کہ ہم تو عقل و شعور سے بعید کرامات کے چکر میں پھنسے ہوئے تھے۔ شکر ہے فلاں مفکر کی فکرِ جدید نے اس اُلجھن اور جھنجھٹ سے آزاد اور بے نیاز کر دیا۔

بھلے مانسو! اللہ تعالیٰ کی قدرتوں، انبیاء معجزات، اور ختم نبوت پر

Marfat.com

ایمان رکھنے والے اگر کراماتِ اولیاء کو اُلجھنوں سے تعبیر کریں گے تو قرآنی اسلوب کا انکار کریں گے اور اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔

رُوحانی امور کے خلاف لکھنے میں شدّت اختیار کرنے والے فاضل کا نام ابنِ تیمیہ ہے ــــ مولانا بدر عالم صاحب جو "ندوۃ المصنفین دہلی کے رفیق بھی رہے ہیں نے "ترجمانُ السنّۃ" میں لکھا ہے ــــ قَالَ الْحَافِظُ ابْنُ تَیْمِیَۃَ وَمِنَ الْکَرَامَاتِ مَا اَظْھَرَھَا اَصْحَابُھَا کَاِظْھَارِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِیْ اَلْمَشْیُ عَلَی الْمَآءِ

حافظ ابنِ تیمیہ نے لکھا ہے کہ جو کرامتیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے ظاہر فرمائیں وہ ایک سے ایک بڑی ہیں۔ مثلاً حضرت علاء بن حضرمی لشکر سمیت پانی کے اُوپر، اُوپر گھوڑوں کا دریا عبور کر جانا لکھتے ہیں بعض امتیوں کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ نے مردوں کو زندہ فرما دیا، اُن میں آدمیوں کے واقعات بھی ہیں کچھ جانوروں کے زندہ ہونے کے واقعات بھی ہیں ــــ اور مسلمان صالحین لشکرِ کثیر لے کر سمندروں کے پار نکل گئے ہیں ــــ اور بعض وہ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے آگ کو گل وگلزار بنا دیا ہے اس قسم کے واقعات بہت ہیں۔

(ترجمان السُّنّۃ جلد ۴ ص ۳۳۳ / ۳۳۴ مطبوعہ سعید کمپنی کراچی)

خیال رہے کہ مولانا بدر عالم صاحب کے حوالے سے حافظ ابنِ تیمیہ کا حوالہ دینے کا مطلب یہ ہے کہ مذہبی امور میں شدّتوں کی انتہا کو چھونے والے "کَرَامَاتُ الْاَوْلِیَآءِ حَقٌّ"، پر ایمان رکھنے پر مجبور ہیں اور اس حقیقت کو جھٹلانے کا یارا نہیں رکھتے تو اُن کے پیروکار کیوں تذبذب کا شکار ہیں ــــ صداقتوں کے خلاف گلے پھاڑ پھاڑ کر تقریریں کرنے والے واعظین

Marfat.com

کی خدمت میں صرف اتنا التماس کرتے ہیں کہ ملک و ملّت کی بہتری اسی میں ہے کہ آپ لوگ سادہ لوح مُسلمانوں کے اذہان کو گندہ اور پراگندہ نہ کریں، محبت کا درس دیں۔ نفرت کے تیر نہ برسائیں۔

مکتوبِ عُمرؓ بنام نیل

حضرت عمروؓ بن عاص رضی اللہ عنہ نے جب مصر فتح کیا تو مصر والوں نے آکر کہا کہ دریائے نیل ہر سال ایک نوجوان کنواری لڑکی چاہتا ہے۔ جس کو ہم اس میں پھینک دیتے ہیں ورنہ وہ جاری ہونے سے رُک جاتا ہے، اور ملحقہ علاقوں کو خراب کر دیتا ہے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین فاروق رضؓ حق و باطل کو اس کی خبر دی۔ فاروقِ اعظم نے ان کو یہ خط لکھا کہ اسلام پہلی رسومات ختم کرتا ہے اور دریائے نیل کو ایک خط لکھا اور ان سے یہ فرمایا کہ یہ مکتوب، دریائے نیل میں پھینک دیا جائے۔ حضرت عمرو بن عاص نے خط دیکھا تو اس کا مضمون یہ تھا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

"مِنْ عَبْدِ اللّٰہِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِلٰی نِیْلِ مِصْرَ،
(اَمَّا بَعْدُ) فَاِنْ کُنْتَ تَجْرِیْ مِنْ قِبَلِکَ فَلَا
تَجْرِ وَاِنْ کَانَ اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَھَّارُ ھُوَ
الَّذِیْ یُجْرِیْکَ فَنَسْئَلُ اللّٰہَ الْوَاحِدَ
الْقَھَّارَ اَنْ یُّجْرِیَکَ"

اے نیل! اگر اس سے پہلے تو اپنی مرضی سے بہتا تھا تو بے شک نہ چل اور اگر اللہ تعالیٰ واحد و قہار تجھے بہاتا تھا تو میں اللہ تعالیٰ

Marfat.com

واحد قہار سے سوال کرتا ہوں کہ وہ تجھے جاری کر دے۔

حضرت عمرو بن عاص والیٔ مصر نے وہ خط یوم صلیب سے ایک دن قبل دریائے نیل میں پھینک دیا۔ جب یوم صلیب کی صبح ہوئی تو رات ہی رات اللہ نے نیل کو سولہ گز جاری کر دیا اور اس سال مصر والوں سے یہ برائی ختم ہوگئی۔

(نور الابصار صفحہ ۶۲)

طوفانوں کے سر خم تیرے احکام کے آگے
ہے یاد زمانے کو ابھی نیل کا قصّہ

(حکیم سرور)

یَاسَارِیَۃُ اَلْجَبَلَ

عمرو بن حارث سے روایت ہے کہ جمعہ کے روز سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اچانک انہوں نے خطبہ ترک کر دیا اور دو یا تین مرتبہ بلند آواز سے "یَاسَارِیَۃُ اَلْجَبَلَ" اے ساریہ پہاڑ کا خیال کر۔ فرمایا، پھر خطبہ شروع کر دیا۔ بعض صحابہ کرام نے کہا امیر المؤمنین کو جنون ہو گیا ہے کہ خطبہ چھوڑ کر "یَاسَارِیَۃُ اَلْجَبَلَ"

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جو حضرت امیر المؤمنین سے بے تکلف تھے امیر المؤمنین کے پاس آئے اور کہا اے امیر المومنین آپ لوگوں کو باتیں کرنے کا موقع دے رہے ہیں کہ خطبہ کی حالت میں "یَاسَارِیَۃُ اَلْجَبَلَ" اونچی آواز سے فرمایا۔ یہ کیا معاملہ ہے۔ آپ نے فرمایا:

وَاللّٰہِ مَا مَلَکْتُ ذٰلِکَ حِیْنَ رَاَیْتُ سَارِیَۃَ وَاَصْحَابَہٗ یُقَاتِلُوْنَ عِنْدَ جَبَلٍ یُؤْتَوْنَ

Marfat.com

مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْھِمْ وَمِنْ خَلْفِھِمْ فَلَمْ اَمْلِکْ اَنْ قُلْتُ یَاسَارِیَۃُ اَلْجَبَلَ لِیَلْحَقُوْا بِالْجَبَلِ۔

ترجمہ: خدا کی قسم جب میں نے ساریہ اور اس کے لشکر کو پہاڑ کے پاس لڑتے ہوئے دیکھا کہ ان کے آگے پیچھے دشمن جمع ہو رہے ہیں تو میں نے بے اختیار ہو کر "اے ساریہ پہاڑ کا خیال کر" کہا تاکہ مسلمانوں کا لشکر پہاڑ کی طرف متوجہ ہو۔

چنانچہ کچھ دن گزرے کہ سالارِ لشکرِ اسلام ساریہ کا خاصہ پیغام لے کر آیا۔ کہ جمعہ کے دن دشمن سے سامنا ہوا صبح سے ہم نے لڑائی شروع کی۔ حتیٰ کہ جمعہ کا وقت ہو گیا۔ اچانک ہم نے بلند آواز سنی "یَاسَارِیَۃُ اَلْجَبَلَ" دو تین مرتبہ سنائی دیا۔ ہم پہاڑ کی طرف متوجہ ہوئے اور دشمن پر غلبہ حاصل کر لیا اور ان کو اللہ نے شکست دی۔

علامہ شبلنجی مذکورہ بالا روایت "ریاض النضرۃ" کے حوالے سے نقل فرمانے کے بعد لکھتے ہیں کہ بعض نے ذکر کیا ہے کہ نہاوند کے پہاڑ میں غار سے ساریہ جناب عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سنی۔

"اِلَی الْاٰنَ یُعَظِّمُوْنَ ذٰلِکَ الْغَارَ وَیَتَبَرَّکُوْنَ بِہٖ"

اب تک اس غار کی تعظیم کی جاتی ہے اور اسے متبرک سمجھا جاتا ہے۔

(نور الابصار صفحہ ۶۲)

اس بات پر غور کرنے سے جو نتائج اخذ ہوتے ہیں وہ کسی قسم کی تاویل کے محتاج نہیں وہ غیر مبہم اور بالکل واضح ہیں۔

Marfat.com

غور فرمائیں کہ مدینۃ الرسول میں مسجد نبوی کے منبر پر حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں اور نہاوند کے میدان میں لڑی جانے والی جنگ کا مشاہدہ بھی فرما رہے ہیں، لشکرِ اسلام کے سپہ سالار کو خطرے سے خبردار بھی کر رہے ہیں اور آپ کی آواز بھی وہاں سنی جا رہی ہے۔

ان تمام امور سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ بندگانِ خدا کے سامنے کائنات ہیچ اور زمین اپنی تمام تر وسعتیں سمیٹ لیتی ہے اور ان کی نگاہ کے سامنے سمندر، پہاڑ، جنگلات اور دوریاں حائل نہیں ہوتیں۔

تعصب کی عینک تھوڑی دیر کے لیے اتار کر اگر وہ لوگ بھی اس بات پر غور کرنے کی زحمت گوارا فرمائیں جو یہ کہتے نہیں تھکتے کہ اللہ کے آخری رسول کو تو دیوار کے پیچھے تک کا علم نہیں۔ (معاذ اللہ)

صاحبِ قبر سے گفتگو

یحییٰ بن ایوب خزاعی بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرتِ فاروقِ اعظم رضؓ نے ایک نوجوان کی قبر پر جا کر یہ آیت تلاوت فرمائی:

"وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۝"

(سورۂ رحمٰن آیت ۴۶)

جو شخص اپنے ربّ کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرے اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔"

اس نوجوان نے اپنی قبر سے جواب دیا۔ اے عمر فاروق رضؓ!

"قَدْ اَعْطَانِيْهِمَا رَبِّيْ فِي الْجَنَّةِ مَرَّتَيْنِ۔"

(کرامات صحابہ ص ۳۰)

Marfat.com

مجھے تو میرے ربّ نے ایسے باغ دو مرتبہ عنایت فرمائے ہیں۔

خیال رہے کہ جن لوگوں نے زندگی بھر بزرگوں کے مَراقِد کی بے حُرمتی صرف اس بنا پر کی کہ اللہ تعالےٰ کے برگزیدہ بندے مٹی میں مل کر ملیا میٹ اور نیست و نابُود ہو گئے ہیں اور ان کی برزخی زندگی کے انکار میں جنون کی حد تک تعصّب کا مظاہرہ کرتے ہیں وہ اس روایت (جس کو مولانا اشرف علی تھانوی نے قرۃ العینین اور حافظ الحدیث ابن عساکر کے حوالے سے اپنی کتاب کراماتِ صحابہ میں بھی نقل کیا ہے۔ پر نہایت ہی ٹھنڈے دل سے بار بار غور کریں۔ جس سے ان پر اصحاب رسُول کے عقائد و نظریات بالکل واضح ہو جائیں گے۔

گھر جل گیا

مولانا عبدالرب دہلوی نے دلائل النبوّۃ اور شرح السّنّۃ کے حوالے سے حضرت نافع کی روایت جو انہوں نے ابن عمر سے بیان کی، وہ اس طرح ہے کہ حضرت امیر المومنین عمر کے پاس ایک شخص آیا۔ آپ نے اُس سے دریافت فرمایا کہ تیرا نام کیا ہے؟ اُس نے کہا انگارا۔ آپ نے فرمایا تیرے باپ کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا شُعلہ۔ فرمایا کس بستی کا رہنے والا ہے؟ اس نے جواب دیا سوزش کا۔ فرمایا تو کس قوم کا فرد ہے؟ اُس نے کہا جلن کا۔ حضرت عمر نے فرمایا اپنے گھر جاؤ وہ جل گیا ہے۔ جب وہ شخص اپنے گھر پہنچا تو اُسے جلا ہوا پایا۔ (فردوس آسیہ ص ۹۴)

اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں سے استہزاء کے انداز میں بُرے الفاظ کے ساتھ پیش آنا اور گفتگو کرنا ہر طرح کے نقصان کا باعث ہے۔

Marfat.com

امیر المؤمنین کا لقب

جب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا وصال ہوا تو جناب ابوبکر صدیق خلیفہ بنائے گئے تو انہیں خلیفۃ الرسُول کہا جاتا تھا ۔۔ حضرت ابوبکر کے بعد جناب عمرؓ بنائے گئے تو انہیں خلیفۂ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہا گیا مُسلمانوں نے کہا عُمرؓ کے بعد جو شخص آئے گا، اُسے بھی خلیفۂ رسُول علیہ السّلام کہا جائے گا تو تو یہ سلسلہ طویل ہو جائے گا۔ لہٰذا تم لوگ کسی ایسے نام پر اتفاق کر لو جس سے تم اپنے خلیفہ کو پکارو، اور جس نام سے بعد کے خلفاء بھی پکارے جائیں۔

فَقَالَ بَعْضُ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: نَحْنُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَعُمَرُ اَمِیْرُنَا فَدُعِیَ عُمَرُ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ فَھُوَ اَوَّلُ مَنْ سُمِّیَ بِذَالِکَ۔

(طبقات ابن سعد جلد ۳ ص ۲۸۱ مطبوعہ دار صادر لبنان)

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعض اصحاب نے کہا کہ ہم مؤمن ہیں اور عُمر ہمارے امیر ہیں۔ لہٰذا حضرت عمرؓ، امیر المومنین پکارے گئے ۔۔ وہ پہلے شخص ہیں جو امیر المومنین کے نام سے پکارے گئے۔

اوّلیاتِ عُمر

حضرت عمر وہ پہلے شخص ہیں۔ جنہوں نے ربیع الاوّل ۱۶ھ میں تاریخ مقرر کی۔ انہوں نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی مکے سے مدینے کی طرف

Marfat.com

ہجرت کو آغاز سنہ ھ قرار دیا ۔ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قرآن کو مصاحف میں جمع کیا۔ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے رمضان کی نمازِ تراویح کا طریقہ ڈالا، لوگوں کو اس پر جمع فرمایا اور شہروں میں اس کے متعلق فرمان جاری کیے یہ واقعہ سنہ ۱۴ھ کا ہے، انہوں نے مدینہ میں دو قاری مقرر کیے؛

وَقَارِئًا يُصَلِّيْ بِالرِّجَالِ وَقَارِئًا يُصَلِّيْ بِالنِّسَاءِ

ایک قاری جو مردوں کو نمازِ تراویح پڑھائے اور دوسرا جو عورتوں کو نمازِ تراویح پڑھائے ۔ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے شراب پینے پر اسی تازیانے مارے اور لوگوں پر تہمت لگانے والوں اور اُن کی نیکی میں شک کرنے والوں پر سختی کی ۔ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے لوگوں کی نگرانی و حفاظت کے لیے مدینہ منوّرہ میں اپنے حلقے میں رات کے وقت گشت کیا ۔ اور دُرّہ لیا اور اس سے لوگوں کی تادیب کی ۔ اُن کا دُرّہ تلوار سے زیادہ ہیبت ناک تھا۔

(طبقاتِ ابن سعد ایضاً)

آپ کی خلافت میں

فردوسِ آسیہ میں مدارج النبوّۃ کے حوالے سے لکھا ہے کہ آپ کے دورِ خلافت میں ایک ہزار چھتیس ۔ شہر فتح ہوئے ۔ اور چار ہزار مسجدیں تعمیر ہوئیں ۔ اور ایک ہزار نو سو منبر رکھے گئے ۔ اور کُفّار کے چار ہزار عبادت خانے منہدم کیے گئے۔

Marfat.com

متفرّقات

جب آپؐ نے صحابہ کرام کے وظائف مقرر کیے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے محبُوب غلام زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند اسامہ بن زید کی تنخواہ اپنے بیٹے عبداللہ سے زیادہ مقرر کی۔ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عذر کیا۔ آپؓ نے فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُسامہ رضی اللہ عنہ کو تجھ سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔

✿

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کے روز خطبہ دے رہے تھے تو میں نے شمار کیا کہ ان کے تہبند پر بارہ ۱۲ پیوند لگے ہُوئے تھے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے زمانۂ خلافت میں دیکھا کہ حضرت عمرؓ کے کُرتہ کے مونڈھے پر تہ بر تہ پیوند لگے ہُوئے تھے۔

✿

فتح شام کے بعد قیصر رُوم سے دوستانہ مراسم ہو گئے تھے اور خط و کتابت رہتی تھی۔ ایک دفعہ اُمِّ کلثومؓ (آپ کی زوجہ) نے قیصر کی حرم کے پاس تحفہ کے طور پر عطر کی چند شیشیاں بھیجیں اس نے جواباً شیشوں کو جواہرات سے بھر بھیجا۔ حضرت عمر کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا گو عطر تمہارا تھا۔ قاصد جو لے کر گیا وہ سرکاری تھا اور اس کے مصارف بیت المال سے ادا کیے گئے تھے۔ چنانچہ جواہرات لے کر بیت المال میں داخل کر دیئے اور ان کو کچھ

Marfat.com

معاوضہ دے دیا۔

✿

ایک دفعہ فاروقِ حق و باطل بیمار ہو گئے۔ اطبّار نے شہد تجویز کیا۔ بیت المال میں شہد موجود تھا۔ لیکن قلب متقی بغیر مسلمانوں کی اجازت کے لینے پر راضی نہ تھا چنانچہ اسی حالت میں مسجد میں تشریف لائے اور مسلمانوں کو جمع کر کے اجازت طلب کی اجازت ملنے پر شہد استعمال فرمایا:

✿

بازار میں ایک فربہ اونٹ فروخت ہوتے دیکھا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ اونٹ آپ کے صاحبزادے عبداللہ کا ہے۔ ان سے پوچھا یہ اُونٹ کیسا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اس کو خرید کر سرکاری چراگاہ میں بھیج دیا تھا اور اب کچھ موٹا تازہ ہو گیا ہے تو بیچنا چاہتا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ چونکہ یہ سرکاری چراگاہ میں فربہ ہوا ہے اس لیے تم صرف رأس المال (اصل قیمت) کے مستحق ہو اور بقیہ قیمت لے کر بیت المال میں داخل کر دی۔

✿

ایک دفعہ رات کو گشت کر رہے تھے کہ ایک بدّو کے خیمہ سے رونے کی آواز آئی۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ بدّو کی عورت دردِ زہ میں مبتلا ہے آپ گھر آئے اور اپنی زوجہ اُمّ کلثوم کو ساتھ لے کر بدّو کے خیمہ میں گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ کی زوجہ نے کہا امیر المومنین اپنے دوست کو بچّہ کی مبارک باد دیجیے۔ بدّو امیر المؤمنین کا سُن کر چونک پڑا۔ آپ نے فرمایا فکر نہ کر۔ کل میرے پاس آنا بچے کی تنخواہ مقرر کر دوں گا۔

(ماخوذ از خلفائے راشدین)

Marfat.com

شہادتِ فاروقِ اعظمؓ

ابو رافع سے روایت ہے کہ ابُو لَؤ لَؤ (جس کا نام فیروز تھا اور کنیت ابُو لُؤلُؤ تھی) جو مغیرہ بن شعبہ کا غلام تھا اور چکیاں بنایا کرتا تھا۔ اس سے مغیرہ بن شعبہ چار درہم روزانہ لیتے تھے۔ ابُو لُؤ لُؤ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملا اور کہا اے امیر المومنین مغیرہ نے میرے ذمہ خراج زیادہ مقرر کر رکھا ہے آپ ان سے بات کریں کہ خراج میں کمی کر دیں۔ حضرت فاروقؓ نے فرمایا اللہ سے ڈر اور اپنے مالک کی فرماں برداری کر۔ وہ غصہ سے بھر گیا اور کہنے لگا کہ میرے سوا تمام لوگوں کا آپ انصاف کرتے ہیں۔ اور آپ کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ اس نے دو دھاری خنجر بنایا اور اسے زہر کی پان دی۔

امیر المومنین ۲۳ھ میں ذوالحجہ کی ۳ ۲ تاریخ بروز بدھ صبح کی نماز پڑھانے تشریف لائے اور لوگوں کی صفوں کو درست کرنا شروع کیا تو ابو لؤ لؤ بھی لوگوں میں داخل ہو گیا اور اس کے ہاتھ میں وہی دو دھاری خنجر تھا اور اس کا قبضہ درمیان میں تھا اس نے امیر المومنین کو تین ضربیں ماریں ایک روایت میں چھ ضربیں مذکور ہیں ان میں سے ایک ضرب آپ کی ناف کے نیچے لگی اسی ضرب سے آپ شہید ہوئے اور آپ کے ساتھ کلیب بن نضر لیثی کو بھی اس نے شہید کیا امیر المومنین نے جب خنجر کی شدت محسوس فرمائی تو زمین پر گر پڑے اور فرمایا کیا یہاں عبدالرحمٰن بن عوف ہیں۔ لوگوں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا وہ آگے آئیں اور لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے نماز پڑھائی اور آپ زمین پر پڑے رہے۔ پھر آپ کو آپ کے مکان میں لے جایا گیا۔ آپ نے اپنے صاحبزادے عبداللہ سے کہا۔ بعض نے کہا کہ عبداللہ بن عباسؓ سے کہا کہ جاؤ دیکھو کس نے مجھے زخمی کیا ہے۔ انہوں نے

Marfat.com

عرض کیا یا امیر المومنین، ابُولؤلؤ نے جو مغیرہ بن شعبہ کا غلام ہے۔ آپ نے فرمایا:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَجْعَلْ قَتْلِیْ اِلَّا عَلٰی یَدِ رَجُلٍ لَمْ یَسْجُدِ اللّٰہَ سَجْدَۃً وَاحِدَۃً۔

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے میرا قتل ایسے شخص کے ہاتھ میں رکھا۔ جس نے اللہ تعالیٰ کو ایک سجدہ بھی نہیں کیا۔

آپ نے فرمایا: اے عبداللہؓ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور ان سے پُوچھو کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت دیتی ہیں؟

ابُولؤلؤ ملعون نے گرفتار ہونے کے بعد اسی خنجر سے خودکشی کر لی۔ آپ ۲۳ ذی الحجہ کو زخمی ہوئے اور تین دن کے بعد ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ کو یہ درخشندہ آفتاب غروب ہو گیا۔

بعض نے کہا آپ نے پیر کے دن شہادت پائی اور ۶۳ سال کی عمر پائی، بعض نے کہا کہ ۶۵ سال۔ آپ کا عہد خلافت دس سال چھ ماہ سے ایک دن کم ہے۔ (نور الابصار صفحہ ۶۷)

آپ کی ازواج

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیویوں کی تعداد نو تھی۔

۱۔ حضرت زینب بنت عثمان بن مظعون
۲۔ حضرت ام کلثوم
۳۔ عاتکہ بنتِ زید
۴۔ اُمِّ حکیم بنتِ حارث
۵۔ فقیہہ
۶۔ لہیہ
۷۔ اُمِّ ولد
۸۔ ملیکہ بنتِ جرول خزاعی

Marfat.com

۹۔ قریبہ بنتِ ابی اُمیّہ۔

قریبہ بنت ابی امیّہ المخزومی اور ملیکہ بنتِ جرول الخزاعی کو حضرت عمر نے اسلام نہ لانے کی بنا پر طلاق دے دی تھی۔

آپ کی اولاد

حضرتِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد میں نو۹ صاحبزادے ۴ صاحبزادیاں ہیں۔

صاحبزادے

۱۔ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۔ عبدالرحمٰن الاکبر رضی اللہ عنہ
۳۔ زید الاکبر رضی اللہ عنہ
۴۔ عاصم رضی اللہ عنہ
۵۔ عیاض رضی اللہ عنہ
۶۔ زید الاصغر رضی اللہ عنہ
۷۔ عبیداللہ رضی اللہ عنہ
۸۔ عبدالرحمٰن اوسط جن کی کنیت ابو شحمہ ہے جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حد ماری اور وہ حد کے دوران ہی فوت ہوئے۔
۹۔ عبدالرحمٰن الاصغر جن کو مُجبّر کہا جاتا ہے

صاحبزادیاں

۱۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا (ام المومنین)
۲۔ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔
۳۔ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
۴۔ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سلام

وہ عمر جس کے اعداء پہ شدید اُسقر — اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام
فارقِ حق و باطل امام الھُدیٰ
تیغِ مسلولِ شدّت پہ لاکھوں سلام

(امام رضا بریلویؒ)

Marfat.com

خلیفۂ سوم

امیر المؤمنین

سیّدنا

عثمان ذوالنّورین

رضی اللہ عنہ

کیسا رتبہ ہے ذیشان عثمان کا — ہے وہ محبوب محبوبِ رحمان کا
جس کی دولت تھی راہِ خدا کے لیے — اس سراپا سخاوت کی کیا بات ہے

خضرؔ

مخزنِ جود و سخا، پیکرِ حلم و حیا، صاحبِ تسلیم و رضا، زاہد بے ریا، اہلِ حیا کا پیشوا، پیشوائے اغنیاء، تاجدارِ اتقیاء، دامادِ مصطفٰے، محبوبِ ربّ لَم یزل، عاشقِ حسنِ ازل، کوکبِ فلکِ محبّت، شناورِ بحرِ شرافت، شہسوارِ میدانِ شرافت، واقفِ رمزِ حقیقت، آبروئے دینِ متین، ناموسِ اسلام، کامل الحیاء والایمان، جامع القرآن، امام مظلوم عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ عظیم شخصیت ہیں کہ حضور علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کو ان کا ہاتھ قرار دیا۔ یہ وہ عثمانؓ ہیں جنہوں نے اپنے مال و دولت اپنے آقا کے اشارۂ ابرو پہ بار بار اللہ کے رستے میں لٹایا۔ قدرت نے آپ کو شریفانہ جذبات عطا فرمائے تھے۔ آپ اخلاقِ کریمانہ اور عاداتِ حسنہ کی دولتِ لازوال سے بہرہ یاب تھے۔ آپ سادگی اور تواضع کا ایک بہترین نمونہ تھے۔ مشاغلِ جاہلیّت سے سخت متنفّر تھے۔ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق کی تحریک پر اسلام قبول کیا

Marfat.com

اور اسلام قبول کرنے کے بعد ایسے ایسے مصائب و شدائد برداشت کیے جن کی مثال ملنا مشکل ترین ہے، بئر رومہ یہودی سے خرید کر مسلمانوں کے لیے آپ نے ہی وقف فرمایا، حسنین کریمین نے آپ ہی کے دروازے پر کھڑے ہو کر پہرا دیا، ارضِ بقیع (جنۃ البقیع) کو خرید کر آپ نے ہی مسلمانوں کے لیے وقف فرمایا:

ہر مشکل وقت میں آپ نے اسلام اور اہلِ اسلام پر بے دریغ خرچ کیا ۔

آنکہ ہم زلفِ علی، شیدائے دیں، مہرِ مبیں
مولائے ما بندۂ یزداں عثمانِ غنی رضؓ

(حضر)

نام و نسب

سیدنا امیر المومنین خلیفۂ سوم کا نامِ نامی اسمِ گرامی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف۔

حضور علیہ السلام اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نسب عبد مناف پر جا کر مل جاتا ہے۔ آپ کی والدہ کا نام اروٰی بنتِ کریز تھا۔ آپ کی نانی جان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقی پھوپھی ام حکیم بیضاء بنتِ خواجہ عبد المطلب ہے۔

(نور الابصار ص ۷۰)

کنیّت

حضرت عثمان کی کنیّت ابو عبد اللہ ہے۔

لقب

ذو النورین اور غنی ہے۔

Marfat.com

ذوالنّورین

آپ کو ذوالنورین اس لیے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے آخری رسُول صلی اللہ علیہ وسلّم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں۔

سِدھا پچھ کے رستہ کسے خضرؑ کولوں فتوے لانہ پیا عثمان اُتے
ذوالنّورین عثمان نوں لقب ملیا کنی شان جناب عثمان دی اے

(خضرؑ)

غنی

آپ صاحبِ دولت و ثروت تھے اور اپنا مال غربا و مساکین پر بے شمار خرچ کرتے تھے۔ اہلِ بیت رسُول پر اور جنگی تیاریوں میں خاص طور پر بہت زیادہ خرچ کیا کرتے۔

ولادت

آپ کی ولادت واقعہ فیل سے چھ سال بعد ہوئی۔ آپ کا بچپن نہایت پاکیزگی میں گزرا۔ حالانکہ زمانۂ جاہلیّت میں ہر سو حرام چیزوں کا دور دورہ تھا۔

قبول اسلام

کتب تواریخ و سیّر میں ہے کہ حضرت سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کے نہایت اعلیٰ قسم کے دوستانہ تعلقات تھے۔ جب حضرت ابوبکر صدیق نے اسلام قبول فرمایا تو حضرت ابوبکر نے سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ آپ بھی اسلام قبول کرلیں۔ چنانچہ آپ نے اسی وقت سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہوکر اسلام قبول فرمایا اس وقت آپ کی عمر ۳۹ سال تھی اور بعض نے ۳۴ سال لکھا ہے۔

ہجرتِ عثمان

سیّدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو ہجرتیں فرمائیں ایک حبشہ کی طرف اور دوسری مدینۃ الرسُول کی طرف۔ آپ میں عظیم قائدانہ صلاحیتیں موجود تھیں۔ آپ عشرہ مبشرہ میں شمار ہیں۔

پیکرِ استقامت

حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کے چچا حکم بن ابی العاص نے پکڑ کر باندھ دیا اور کہا: "اے آباؤ اجداد کا دین چھوڑ کر دینِ محمدی اختیار کرنے والے میرے بھتیجے عثمان، جب تک تم دینِ رسُول چھوڑ نہ دو گے۔ مَیں تمہیں ہرگز نہ چھوڑوں گا۔ آپ کے چچا حکم نے ظلم و تشدد کا ہر حربہ آزما کر دیکھ لیا۔ لیکن میرے آقا عثمان کے پائے استقامت میں ایک لمحہ کے لیے بھی لغزش نہ آئی۔

آپ نے اپنے چچا کو دو ٹوک الفاظ میں فرمادیا چچا! جان تو جاسکتی ہے ایمان نہیں جاسکتا۔

Marfat.com

عثمانِ ذوالنّورین رضؓ

از رُوئے

قرآنِ مجید

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جا بجا اپنے برگزیدہ بندوں کا مختلف انداز میں تذکرہ فرمایا ہے۔ سرکار مدینہ علیہ السّلام کے اصحاب کے بارے میں بے شمار آیاتِ قرآنی نازل ہوئیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے متعلق بھی متعدد آیات قرآن مجید میں موجود ہیں اور آپ کو جامع قرآن ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔

آیت نمبر ① ــــ جیشِ عسرہ اور عثمانؓ

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ
سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ
يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

(پارہ ۳، سورۃ بقرہ آیت ۲۶۱)

ترجمہ: مثال ان لوگوں کی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں ایسی ہے جیسے ایک دانہ جو اُگاتا ہے۔ سات بالیں ہر بال میں سو دانہ ہو اور اللہ بڑھا دیتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے۔ اور اللہ وسیع بخشش والا جاننے والا ہے۔

جیشِ عُسرہ (غزوہ تبوک) کی تیاری کے موقع پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے

Marfat.com

آلاتِ حرب وضرب اور دیگر ضروریاتِ سفر کے لیے لوگوں کو مال ومتاع اکٹھا کرنے کا حکم فرمایا تو صحابہؓ نے اس میں بڑھ چڑھ کے حصّہ لیا۔ عارف باللہ علامہ قاضی ثناءُ اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے بغوی اور کلبی کے حوالے سے نقل فرمایا ہے، کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے چار ہزار درہم پیشِ خدمت کیے اور عرض کی کہ میرے پاس کُل آٹھ ہزار درہم تھے۔ چار ہزار میں اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لیے چھوڑ آیا ہوں اور چار ہزار اپنے ربّ کی بارگاہ میں پیش کر دیئے ہیں۔

حضورؐ نے فرمایا،

"بَارَكَ اللّٰهُ فِيْمَا اَمْسَكْتَ وَفِيْمَا اَعْطَيْتَ"

جو تم گھر میں چھوڑ آئے ہو وہ اور جو تم نے پیش کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں میں برکت ڈالے۔

وَعُثْمَانَ جَهَّزَ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ بِاَلْفِ بَعِيْرٍ بِاَقْتَابِهَا وَاَحْلَاسِهَا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ۔

اور عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے غزوۂ تبوک میں ایک ہزار اونٹ مع ساز وسامان دے کر مسلمانوں کو تیار کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک ہزار دینار غزوۂ تبوک کی تیاری کے سلسلے میں لے کر حاضرِ خدمت ہوئے اور انہیں آقا علیہ السلام کی جھولی میں ڈال دیا۔

پھر میں (عبدالرحمٰن بن سمرہ) نے دیکھا کہ سرکار ان میں اپنا دستِ مبارک

Marfat.com

ڈالتے ہیں اور انہیں الٹ پلٹ کر کے دیکھتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں:

مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ۔

(تفسیر مظہری)

آج کے بعد عثمان کا کوئی عمل اس کے لیے باعثِ ضرر نہیں ہو سکتا۔

آیت نمبر ⑤ ——— اللہ کی گواہی

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۝

ترجمہ: اہلِ ایمان میں ایسے جواں مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دکھایا وعدہ جو انہوں نے اللہ سے کیا تھا ان جواں مردوں میں سے کچھ تو اپنی نذر پوری کر چکے اور بعض (اس وقت کا) انتظار کر رہے ہیں۔ (جنگی خطرات کے باوجود) ان کے رویہ میں ذرا تبدیلی نہیں ہوئی۔

یہ آیتِ مبارکہ حضرت عثمانِ غنی، حضرت طلحہ، جناب سعید بن زید، حضرت حمزہ اور حضرت مصعب بن عمیر وغیرہم رضی اللہ عنہم کے حق میں نازل ہوئی۔ ان حضرات نے نذر مانی تھی کہ جب وہ رسولِ کریم کے ساتھ جہاد کا موقع پائیں گے تو ثابت قدم رہیں۔ یہاں تک کہ شہید ہو جائیں۔ ان کی نسبت اس آیت میں ارشاد ہوا کہ انہوں نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا۔

(خزائن العرفان)

○

Marfat.com

آیت نمبر ③ ـــــــ شب زندہ دار

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَیَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ۔

(پارہ ۲۳ سورۃ زمر آیت ۹)

ترجمہ: بھلا جو شخص عبادت میں بسر کرتا ہے۔ رات کی گھڑیاں کبھی سجدہ کرتے ہوئے کبھی کھڑے ہوئے ڈرتا ہے آخرت سے اور امید رکھتا ہے اپنے رب کی رحمت کی۔

بقولِ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما یہ آیت حضرت عثمان ذوالنورین کے حق میں نازل ہوئی۔ (خزائن)

آپ نمازِ تہجد کے بہت پابند تھے اور اس وقت آپ اپنے کسی خادم کو بیدار نہ فرماتے تھے اور تمام کام اپنے دستِ مبارک سے سرانجام دیتے تھے۔

(نورالعرفان)

آیت نمبر ④ ـ ایک درخت کے عوض پورا باغ

سَیَذَّکَّرُ مَنْ یَّخْشٰی ۝ وَیَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَی ۝
الَّذِیْ یَصْلَی النَّارَ الْکُبْرٰی ۝

(پارہ ۳۰ سورۃ الاعلیٰ)

ترجمہ: سمجھ جائے گا جس کے دل میں (خدا کا) خوف ہوگا اور دُور رہے گا بدبخت جو بڑی آگ میں داخل ہوگا۔

صاحب نورالعرفان رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر رُوح البیان کے حوالے سے

Marfat.com

لکھا ہے کہ یہ آیت مقدسہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مدح اور ایک منافق کی مذمت میں نازل ہوئی۔

واقعہ یہ تھا کہ ایک انصاری نے اپنے پڑوسی کی شکایت بارگاہِ نبوی میں پیش کی کہ وہ میرا پڑوسی ہے اس کے (صحن میں اُگے) درخت کی ایک شاخ میرے گھر میں ہے۔ اگر اس شاخ کا پھل میرے گھر میں گر جاتا ہے۔ تو وہ بہت سختی سے اُٹھا لیتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس (منافق) کو بلا کر فرمایا کہ تو یہ درخت میرے ہاتھ فروخت کر دے اس کے عوض تجھے جنّت میں درخت دیا جائے گا۔ اس (منافق) نے انکار کر دیا۔ تو حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے ایک پورے باغ کے عوض وہ درخت خرید کر اس انصاری کو دے دیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر نور العرفان)

آیت نمبر ⑤

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًی لَّھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ (پارہ ۳ سورہ بقرہ آیت ۲۶۲)

ترجمہ: "وہ لوگ جو اللہ کے رستے میں مال خرچ کرتے ہیں، پھر خرچ کر کے احسان جتلانے اور ایذا دینے والے نہیں ہوتے، ان کا اجر اُن کے رب کے ہاں ہے، اور انہیں نہ کچھ خوف ہے اور نہ غم۔"

مطلب یہ ہے کہ احسان جتلانا یعنی کچھ عطا کرنے کے بعد یہ نہ کہے کہ میں نے تیرے ساتھ فلاں وقت میں تجھ پر احسان کیا لہٰذا میرا تجھ پہ حق واجب

Marfat.com

ایسا نہ کرنے والوں کے بارے میں آیت ہے۔ (وَلَا اَذًی) " اور نہ ہی اُسے اذیت دے یعنی احسان کی وجہ سے اُس پر فخر و ناز نہ کرے اور نہ 'سے یاد دلائے تاکہ اُسے ان اُمور سے تکلیف نہ ہو۔ اور نہ اس معاملے میں اُسے ستائے۔

شانِ نزول

مندرجہ بالا آیتِ مقدسہ کی شانِ نزول، رُوح البیان، خزائن العرفان میں اس طرح ہے کہ یہ آیت اس سے پہلی آیت جو پیچھے گزر چکی ہے۔ حضرت عثمان اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی۔

اس آیت میں ان دونوں کے حال کی ترجمانی کی گئی ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا اور دل میں خیال تک نہ تھا کہ وہ کسی کو احسان جتلانے یا کسی کو ذہنی اذیت پہنچانے کی غرض سے خرچ کر رہے ہیں۔ صاحبِ رُوح البیان نے امام حسین علیہ السلام کا واقعہ بھی اسی آیت کے ضمن میں بیان فرمایا ہے:

آیت نمبر ⑥

اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤی اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ۔ (پارہ ۱۷، سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۱)

ترجمہ: بلاشبہ وہ لوگ جن کے لیے مقدر ہو چکی ہے۔ ہماری طرف سے بھلائی، تو وہی اس جہنّم سے دُور رکھے جائیں گے۔

حُسْنٰی: سے ہر قسم کی خوبی و سعادتِ ازلی اور اطاعت کی توفیق مراد ہے۔

Marfat.com

شانِ نزول

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا مولا علی کرّم اللہ وجہہ نے منبر پر یہ آیت تلاوت کی اور فرمایا کہ میں (علی) ابوبکر، عمر، عثمان طلحہ، زبیر، سعد، سعید، عبدالرحمٰن اور ابوعبیدہ بن جراح اُن خوش نصیبوں میں سے ہیں۔ جن کو یہ مژدۂ جانفزا اور عظیم خوش خبری سنائی جا رہی ہے۔

○ جناب محمد بن حاطب کہتے ہیں کہ مَیں نے مولا علی سے سُنا ہے کہ یہ آیت عثمان کے بارے میں نازل ہوئی۔

آیت نمبر ⑧

هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ هُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

(پارہ ۱۴ سورۂ نحل آیت ۷۶)

ترجمہ: "کیا برابر ہو سکتا ہے یہ (نکمّا) اور وہ شخص جو حکم دیتا ہے انصاف کے ساتھ اور وہ سیدھے راستے پر گامزن ہے۔"

یہ مثال مؤمن کی ہے۔ معنی یہ ہے کہ کافر ناکارہ گونگے غلام کی طرح ہے وہ کسی صورت بھی مُسلمان کی مثل نہیں ہو سکتا، جو انصاف کا حکم کرتا ہے اور خود صراطِ مستقیم پر قائم ہے۔ جو شخص سلیم الطبع اور سمجھ دار ہو، سلیس انداز میں گفتگو کا ملکہ بھی رکھتا ہو — اور — ہر کام سلیقے سے کرنے کا ہُنر بھی جانتا ہو — عدل جو نظامِ حق کی رُوح کی طرح ہے کا حکم بھی دے اور تعلیم بھی۔ وہ کسی نکمّے، ناکارہ بے وقوف کی طرح ہرگز نہیں ہو سکتا —

Marfat.com

سببِ نزول

① حضرت عطا نے اس آیت مبارکہ کا سبب نزول بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ (اَبْکَمُ۔ گونگا) (جو اسی آیت کے پہلے حصّہ میں ہے)۔ سے مراد ابی بن خلف ہے ۔۔۔ اور۔ (یَامُرُ بِالْعَدْلِ) سے مراد حضرت حمزہ اور حضرت عثمان بن عفّان اور حضرت عثمان بن مظعون ہیں۔

② یہ کہ یہ آیت حضرت عثمان اور آپ کے ایک کافر غلام جس کا نام اسید بن ابوالعیص تھا کے متعلق نازل ہوئی اُسید کو اسلام سے سخت نفرت تھی وہ خود بھی کافر تھا اور دوسروں کو بھی اسلام سے، ہر بھلائی اور حسنِ سلوک سے اور خیر و خیرات سے روکتا تھا۔ (مظہری)

آیت نمبر ⑧ ۔۔۔ جو بوقتِ شہادت زبان پر جاری تھی

حضرت ہارون بن یحییٰ سے روایت ہے ۔۔۔ ان عثمان جعل یقولُ: حین ضرب والدّماءُ تسیل علی لحیتہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔[1]

۔۔۔ جب بوقت ضرب خون ریش مبارک پر بہہ رہا تھا تو آپ کی زبان پر۔ لَا اِلٰہَ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ آیتِ کریمہ شریف کا ورد جاری تھا ۔۔۔ اور ساتھ ہی یہ دُعا بھی لبوں پر جاری

---

[1] سورۂ انبیاء۔ آیت ۸۷۔ ترجمہ۔ کوئی معبود نہیں سوائے تیرے پاکی ہے تجھ کو بے شک مجھ سے بے جا ہوا۔

Marfat.com

بھی ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَعْدِیْکَ وَاَسْتَعِیْنُکَ عَلٰی جَمِیْعِ اُمُوْرِیْ وَاَسْأَلُکَ الصَّبْرَ عَلٰی بَلِیَّتِیْ۔

(نور الابصار)

حضرتِ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ

از رُوئے

حدیثِ رسُول صلی اللہ علیہ وسلم

مردِ کامل صاحبِ عرفان عثمانِ غنی رضؓ
ہیں جہانِ عشق کے سلطان عثمانِ غنی رضؓ

حدیث نمبر ① ——— جنّت میں رفیق

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لِکُلِّ نَبِیٍّ رَفِیْقٌ فِی الْجَنَّۃِ وَرَفِیْقِیْ فِیْھَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ۔" (سنن ابن ماجہ ص۱۱۔ جامع ترمذی ج۲ ص۲۱۰)

ترجمہ: ہر نبی کے لیے جنّت میں ایک رفیق ہوگا اور میرا رفیق عثمان ہے۔

نگاہِ نبوّت کی بلندیوں پر ذرا غور فرمائیں کہ آنے والے حالات کو کیسے

Marfat.com

حسین انداز سے بیان فرمایا جا رہا ہے اور عثمان کی بلندیٔ شان کا بھی اندازہ لگائیں اور منکرین کی پستیوں کا بھی عثمان کا مقام دیکھیں۔

جانشینِ او علیؑ زوجِ بتولؑ
مُنکرِ او صافِ او شخصِ جہول!

حدیث نمبر ② ——— شہیدِ مظلوم

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنے کا ذکر فرمایا:

"فَقَالَ يُقْتَلُ هٰذَا فِيْهَا مَظْلُوْمًا لِعُثْمَانَ۔"

(ترمذی شریف جلد ثانی صفحہ ۲۱۲)

ترجمہ: پس آپ نے حضرت عثمان کے متعلق فرمایا اس میں یہ مظلوم شہید ہوگا۔

مذکورہ بالا حدیثِ طیبہ سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیّدِ عالم علیہ السلام کو یہ علم یقینی طور پر عنایت فرمایا ہے کہ کسے، کب، کہاں اور کیسے موت آئے گی اور اس کا انجام کیا ہوگا۔ ان لوگوں کو ان حقائق پر غور کرنا چاہیئے جو شیطان کے دیئے ہوئے اس فریب میں مبتلا ہیں کہ نبی کو اپنے انجام کی خبر تک نہیں۔ (معاذ اللہ)

اور وہ کون ہے؟ جو سیّدنا عثمان کی مظلومیّت پر آنسو نہیں بہاتا۔ ؎

آج تک نوحہ کناں ہیں آپؓ کے آلام پر — اُحد و مروہ و صفا، فاران عثمان

ان کا پاکیزہ لہو اوراقِ قرآں پر گرا
راہِ حق میں ہو گئے قربان عثمانِ غنیؓ

Marfat.com

حدیث نمبر ③ ـــــ مخالفِ عثمان کی نمازِ جنازہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں ایک جنازہ لایا گیا، کہ آپ اس پر نماز پڑھیں مگر آپ نے اس پر نماز نہیں پڑھی (آپ کی خدمت میں) عرض کیا گیا یا رسُول اللہ! ہم نے آپ کو کسی کی نمازِ جنازہ چھوڑتے نہیں دیکھا۔

قَالَ اِنَّہٗ کَانَ یَبْغِضُ عُثْمَانَ فَاَبْغَضَہُ اللّٰہُ۔

(ترمذی شریف جلد ۲ ص ۲۱۲)

ترجمہ: آپ نے فرمایا یہ عثمان سے بغض رکھتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے بغض رکھا۔

اس حدیثِ مقدسہ سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السّلام اپنے صحابہ کے مخالفین سے باخبر ہیں۔ نیز حضرت عثمان ذوالنّورین رضی اللہ عنہ سے حضور کی محبّت کا یہ عالم ہے کہ ان کے مخالف کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی اور آپ کے ارشاد سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عثمان سے بغض رکھنا رحمتِ خداوندی سے محرومی کا باعث اور اس کی ناراضگی کا موجب ہے۔

بیعتِ رضوان

سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلم بغرض عمرہ مدینہ طیبہ سے مکّہ معظمہ کی جانب روانہ ہوئے۔ حدیبیہ کے مقام پر پہنچ کر آپ صلّی اللہ علیہ وسلم ٹھہر گئے اور حضرت عثمان کو مکہ والوں سے گفت و شنید کے لیے روانہ فرمایا۔ حضرت عثمانِ غنی نے قریشِ مکّہ کو سرکار کا یہ پیغام سنایا کہ ہم جنگ کرنے

Marfat.com

نہیں عمرہ اور زیارتِ بیت اللہ شریف کی غرض سے آئے ہیں۔ کفّارِ مکّہ نے حضرت عثمان سے کہا کہ ہم اس سال تو تمہارے نبی کو مکّہ نہیں آنے دیں گے ہاں البتہ تم طوافِ کعبہ کر سکتے ہو۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا اے قریشِ مکّہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ عثمان اپنے رسولؐ کے بغیر طوافِ کعبہ کرے۔ ادھر حدیبیہ کے مقام پر صحابہ کرام میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ عثمان کتنے خوش نصیب ہوں گے جو طوافِ کعبہ کی سعادت سے بہرہ یاب ہو گئے ہوں گے۔ اس پر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے میرے صحابہ میں جانتا ہوں کہ عثمان میرے بغیر طوافِ کعبہ نہیں کریں گے۔ حضرت عثمان کے واپس آنے میں جب دیر ہو گئی تو مسلمانوں میں سخت تردد ہوا اور یہ افواہ پھیل گئی کہ ان کو شہید کر دیا گیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اپنے غلاموں کے جوش و جذبہ کو دیکھ کر عثمان کے انتقام کے لیے صحابہ کرام سے (جو تعداد میں چودہ سو تھے) ایک درخت کے نیچے بیعت لی جو بیعتِ رضوان کے نام سے مشہور ہے۔

حدیث نمبر ④ — دستِ خود را دستِ اُو گفتہ رسولؐ

جامع ترمذی جلد ثانی صفحہ ۲۱۲ پر ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اپنے دائیں ہاتھ کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے فرمایا:

"هٰذِهٖ يَدُ عُثْمَانَ وَضَرَبَ بِهَا عَلٰى يَدِهٖ وَ قَالَ هٰذِهٖ لِعُثْمَانَ۔"

یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور اس ہاتھ کو اپنے دوسرے ہاتھ پر مارا اور فرمایا یہ عثمان کے لیے ہے۔

(جامع ترمذی جلد ثانی صفحہ ۲۱۲)

Marfat.com

نَاطِقٌ فِی وَصْفِہٖ وَحْیُ النَّبِیّ
دستِ خود را دستِ او گفت رسُولؐ

(خضر)

حدیث نمبر ⑤ ——— قمیض خلافت

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یَا عُثْمَانُ اِنْ وَّلَّاکَ اللّٰہُ ھٰذَا الْاَمْرَ یَوْمًا،
اے عثمان اللہ تعالیٰ اگر تجھے ایک روز یہ کام (خلافت) سپرد فرمائے گا۔
فَاَرَادَکَ الْمُنَافِقُوْنَ اَنْ تَخْلَعَ قَمِیْصَکَ الَّذِیْ قَمَّصَکَ اللّٰہُ فَلَا تَخْلَعْہُ (یَقُوْلُ ذَالِکَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ)

(سنن ابن ماجہ شریف صفحہ ۱۱)

ترجمہ: منافق یہ کوشش کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے جو قمیص پہنایا ہے وہ تیرے بدن سے اتار لیں تو تم اسے ہرگز نہ اتارنا (آپ نے یہ تین مرتبہ فرمایا۔

حدیث نمبر ⑥ ——— حضور عثمان سے راضی ہیں

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کو رات کے پہلے وقت سے لے کر

Marfat.com

فجر کے طلوع ہونے تک یہ فرماتے ہوئے دیکھا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ رَضِیْتُ عَنْ عُثْمَانَ فَارْضَ عَنْہُ

(نورالابصار صفحہ ۷۰)

اے اللہ! میں عثمان سے راضی ہوں۔ تو بھی عثمان سے راضی ہو"

حدیث نمبر ⑦ ——— کَامِلُ الْحَیَآء

علامہ شبلنجی رحمۃ اللہ علیہ نے طبرانی کے حوالے سے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اَشَدُّ اُمَّتِیْ حَیَآءً عُثْمَانَ بْنُ عَفَّانَ۔"

نورالابصار صفحہ ۷۱)

"میری ساری امت سے زیادہ حیادار عثمان بن عفان ہے۔

کان اُلفت، شوکتِ اسلام، تصویرِ حیا
گوہرِ دین، صاحبِ ایقان عثمانِ غنیؓ

(خضر)

حدیث نمبر ⑧

ابونعیم کے حوالے سے نورالابصار میں ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"عُثْمَانُ اَحْیٰی اُمَّتِیْ وَاَکْرَمُھَا۔" (نورالابصار ص۱)

"میری اُمت میں عثمان سب سے زیادہ حیادار اور باعزت ہے۔"

Marfat.com

حدیث نمبر ⑨

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اَلَا اَسْتَحْیِیْ مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحْیِیْ مِنْہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ۔" (صواعق محرقہ صفحہ ۱۰۸ بحوالہ شیخین)

ترجمہ: تو کیا اس شخص سے حیا نہ کروں (عثمان ذوالنورین) جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔"

اِبْنُ عَفَّانَ تَوَارٰی بِالْحَیَاءِ
حکمتِ اُو دین را اصل اصُول
(خضرؔ)

حدیث نمبر ⑩ ـــــ دنیا و آخرت میں وسعت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عُثْمَانُ بْنُ عُفَّانَ وَلِیِّیْ فِی الدُّنْیَا وَوَلِیِّیْ فِی الْاٰخِرَۃِ

(صواعق محرقہ صفحہ ۱۰۹)

عثمان بن عفان دُنیا و آخرت میں میرا دوست ہے۔

حدیث نمبر ⑪ ـــــ دامادِ رسولؐ

طبرانی نے امِّ عیاش سے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

نے ارشاد فرمایا:

"مَا زَوَّجْتُ عُثْمَانَ بِاُمِّ كَلْثُوْمٍ اِلَّا بِوَحْيٍ فِي السَّمَاءِ۔" (صواعق محرقہ صفحہ ۱۰۸)

میں نے عثمان کے ساتھ (اپنی صاحبزادی) امّ کلثوم کی شادی آسمانی وحی کے مطابق کی۔

حدیث نمبر ⑫

ابو محبوب عقبہ بن علقمہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ کہتے ہوئے سُنا آپ فرما رہے تھے۔

"لَوْ اَنَّ لِيْ اَرْبَعِيْنَ بِنْتًا لَزَوَّجْتُ عُثْمَانَ وَاحِدَةً بَعْدَ وَاحِدَةٍ حَتّٰى لَا تَبْقٰى مِنْهُنَّ وَاحِدَةٌ۔"

(نور الابصار ص ۷۳)

ترجمہ: اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتیں تو یکے بعد دیگرے میں سب کا نکاح عثمان سے کر دیتا یہاں تک کہ ان میں سے ایک بھی باقی نہ رہتی۔

○

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں سیّدہ رقیہ سلام اللہ علیہا سیّدہ اُمِّ کلثوم سلام اللہ علیہا یکے بعد دیگرے حضرت عثمانِ غنی کے نکاح میں آئیں جس پر حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا: ؎

نور کی سرکار سے پایا دوشالا نور کا
ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

Marfat.com

حدیث نمبر (۱۳) ——— رسول کریم کی گواہی

حضرت مرّہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا۔ جب آپ نے فتنوں کا ذکر فرمایا اور انہیں بہت قریب بتایا۔ ایک شخص چادر پوش (گھونگٹ نکالے یا سر کو کپڑے سے ڈھانپے ہُوئے گزرا تو آپ نے فرمایا: "هٰذَا يَوْمَئِذٍ عَلَى الْهُدٰى" کہ یہ شخص اس دن ہدایت پر ہوگا۔ حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) کہ میں اس شخص کی طرف اُٹھا تو وہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کا چہرہ حضور علیہ السلام کے سامنے کیا اور عرض کیا کہ یہ ہے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں "یہی ہے"۔

(ترمذی شریف صفحہ ۲۱۱ جلد ثانی مطبوعہ سعید کمپنی کراچی۔ ابن ماجہ شریف صفحہ ۱۱ سعید کمپنی کراچی، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۵۴ مطبوعہ دہلی)

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام عثمان کی صداقت کی گواہی دے رہے ہیں مستقبل قریب میں رونما ہونے والے فتائن کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ اُن فتنوں میں عثمان ہدایت پر ہوں گے یہی وجہ ہے کہ ایمان والے حضرت عثمانِ غنی کو پیکرِ صبر و رضا کے نام سے پکارتے ہیں: ؎

تابشِ انوارِ حق اور پیکرِ صبر و رضا — سرورِ کونینؐ کی برہان عثمانِ غنیؓ
واقفِ رمزِ حقیقت محرمِ اسرارِ دیں — مذہب و ایماں کی ہیں جان عثمانِ غنیؓ
نازشِ محبُوبِ خالق، فخرِ اصحابِ رسولؐ
زینتِ دیں، کاتبِ قرآن عثمانِ غنیؓ

(خضرؔ)

Marfat.com

حدیث نمبر ⑭ ——— ذوالنّورین کی شفاعت سے

صواعق محرقہ میں ہے کہ حافظ الحدیث ابنِ عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَیَدْخُلَنَّ بِشَفَاعَةِ عُثْمَانَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا کُلُّھُمْ قَدِاسْتَوْجَبُوا النَّارَ۔ اَلْجَنَّةَ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝

(صواعق محرقہ صفحہ ۱۰۸ مطبوعہ مکتبہ مجیدیہ ملتان)

ترجمہ: کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی شفاعت سے ستر ہزار ایسے آدمی جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے۔ جن پر دوزخ کی آگ واجب ہو چکی ہے۔

حدیث نمبر ⑮ ——— قطرۂ خون

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"تُقْتَلُ وَاَنْتَ مَظْلُوْمٌ وَتَسْقُطُ قَطْرَةٌ مِنْ دَمِكَ عَلٰی فَسَیَکْفِیْکَھُمُ اللّٰہُ"

"اے عثمان تم ظلماً قتل کیے جاؤ گے اور تمہارے خون کا قطرہ قرآن کی اس آیت فَسَیَکْفِیْکَھُمُ اللّٰہُ پر گرے گا۔

(نور الابصار فی مناقب آلِ بیت النبی المختار صفحہ ۱۰۰ مطبوعہ مصر)

ان کا پاکیزہ لہو اور اقِ قرآں پر گرا
راہ حق میں ہو گئے قربان عثمانِ غنی (خضر)

Marfat.com

حدیث نمبر ⑯

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

یَا عُثْمَانُ اِنَّکَ سَتُبْلٰی بَعْدِیْ فَلَا تُقَاتِلَنَّ۔

(نورالابصار صفحہ ۱۷)

اے عثمان تم عنقریب میرے بعد مصیبت میں مبتلا ہو گے پس تم تلوار نہ اُٹھانا۔

حدیث نمبر ⑰

نیز فرمایا:

یَوْمَ یَمُوْتُ عُثْمَانُ یُصَلِّیْ عَلَیْہِ مَلٰٓئِکَۃُ السَّمَآءِ

(نورالابصار صفحہ ۱۷)

جب عثمان کو موت آئے گی تو آسمان کے فرشتے ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔"

مذکورہ بالا احادیث میں حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ آئندہ پیش آنے والے حالات و واقعات کا تذکرہ فرمایا گیا ہے۔ حضرت عثمان ذوالنورین کی صداقت و ہدایت کی گواہی۔ آپ کی شفاعت سے ستر ہزار گناہگاروں کی بخشش کا اعلان۔ آپ کی مظلومیت کو بیان کرنے کے بعد یہ فرمانا کہ تیرے خون کا قطرہ فَسَیَکْفِیْکَھُمُ اللّٰہُ ۚ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ (تو کافی ہوگا آپ کو ان کے مقابلے میں اللہ اور وہ سب کچھ سننے والا سب

Marfat.com

کچھ جاننے والا ہے) پر گرے گا۔

سیّدنا عثمانِ غنی کو آلام و مصائب سے قبل از وقت آگاہ کرنا اور آسمانی فرشتوں کا آپ کی نماز جنازہ میں شرکت وغیرہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ نبی کا اپنے امتیوں کے احوال پر نظر رکھنا نبوّت کا ایک احسن ترین خاصہ ہے۔

اور جو لوگ نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو ان تمام امور سے بے خبر کہتے ہیں (معاذ اللہ) ان کا اپنے اس نظریہ پر نظر ثانی کرنا اس لیے بھی ضروری ہے کہ اس قسم کے افکار و نظریات سے کفّار و مشرکین کے عقائد و خرافات کی تائید ہوتی ہے۔

حدیث نمبر ⑱ ——— شبیہہ ابراہیمؑ

حضرت مسلم بن یسار سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان کی طرف دیکھا اور فرمایا:

شَبِيْهٌ بِاِبْرَاهِيْمَ (عَلَيْهِ السَّلَام) وَاِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ لَتَسْتَحْيِ مِنْهُ ۔

کہ حضرت عثمان حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں اور یقیناً فرشتے اُن کی حیا کرتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ جناب عثمان کے حسن و جمال میں ابراہیم علیہ السلام کے انوار جلوہ گر ہیں ۔ اور زمین و آسمان کے فرشتے اُن سے حیا کرتے ہیں ـــ وہ لوگ کس قدر بد نصیب ہیں جو دامادِ رسولؐ کی بارگاہِ عظمت میں حیا سوز حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں ـــ

Marfat.com

حدیث نمبر ⑲ ——— شفاعتِ عثمان

حضرت ابوامامہ باہلی سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

يَدْخُلُ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِیْ الْجَنَّةَ مِثْلُ اَحَدِ الْحَیَّیْنَ رَبِیْعَةَ وَمُضَرَ۔

(الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۴۰)

یعنی میری اُمّت میں سے ایک شخص کی شفاعت سے قبیلہ ربیعہ اور مضر کی مثل لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ اصحابِ رسول کا کہنا ہے کہ اس سے مراد حضرت عثمانؓ بن عفان ہیں

حدیث نمبر ⑳

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

یَشْفَعُ عُثْمَانُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فِیْ مِثْلِ رَبِیْعَةَ وَ مُضَرَ۔ (الریاض النضرۃ جلد ۲ ص ۴۰)

حضرت عثمان قیامت کے دن ربیعہ اور مضر کے قبائل کے مثل لوگوں کی شفاعت کریں گے۔

ان مندرجہ دونوں حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ ربیعہ اور مُضَر کے قبائل جن کے افراد کی تعداد بے شمار ہے۔ ان دونوں قبیلوں کے افراد کی جتنی تعداد ہے اتنے ہی لوگوں کی حضرت عثمان شفاعت کریں گے اور اُن کی شفاعت

Marfat.com

سے اتنے ہی لوگ جنّت میں داخل ہونگے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان غنی بہت بلند شان کے مالک ہیں اور اللہ کے نزدیک ان کا بہت مقام ہے کہ اُن کی سفارش پر گناہ گاروں کی بخشش ہوگی۔ خیال رہے کہ جس کے غلاموں کا یہ حال ہے، اُس آقا و مخدوم کی شفاعت کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔

حدیث نمبر (۲۱) جنّتی عثمان

مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہ سے حضرت عثمان کے بارے میں پوچھا گیا:

فَقَالَ ذَاكَ خَتَنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اِبْنَتَيْهِ ضَمِنَ لَهٗ بَيْتًا فِى الْجَنَّةِ۔

مولا علی نے فرمایا کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو صاحبزادیوں کے شوہر ہونے کی حیثیت سے عثمان حضورؐ کے داماد ہیں اور حضور علیہ السلام نے ضمانت دی ہے کہ اُن کا گھر جنت میں ہے۔ ؎

کوئی مانے یا نہ مانے پر تیری جاگیر ہے
قصرِ جنّت، گلشن رضوان عثمانِ غنیؓ

حدیث نمبر (۲۲)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اَلنَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔ مَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَنَزَلَ حَتّٰى قَالَ عُثْمَانُ فِى الْجَنَّةِ۔

(الریاض النضرۃ جلد ۲ ص ۳۵)

Marfat.com

کہ نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی منبر پر جلوہ افروز ہو کر اترتے تو آپ نے فرمایا عثمان جنتی ہے ؛

حدیث نمبر (۲۳)

عبداللہ بن ظالم سے روایت ہے کہ ایک آدمی سعید بن زید کی طرف آیا تو اُن سے کہنے لگا کہ مجھے عثمان سے جتنا بغض ہے اتنا کسی اور سے نہیں ۔ تو جناب سعید نے فرمایا ۔ تو نے یہ بہت بُری بات کی ہے : ۔ أَبَغَضْتَ رَجُلاً مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ ۔

(الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۳۵)

کیا تو ایسے شخص کے ساتھ بغض رکھتا ہے جو اہلِ جنّت میں سے ہے

سیرتِ اُو مظہرِ خلقِ نبیؐ
کَانَ مَصْدُوْقًا بِاَوْ ضَاعِ جَزُوْلٍ

حدیث نمبر (۲۴) ——— عثمان کی چھینک ایمان کی دلیل

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے ۔ فرماتے ہیں کہ شاہِ مدینہ، سلطانِ دو عالم، نبیٔ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضری کے دوران میں جناب عثمان کو مسلسل تین مرتبہ چھینک آئی ۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ۔ یَا عُثْمَانُ اَلَا اُبَشِّرُكَ ۔ اے عثمان کیا میں تمہیں ایک خوشخبری نہ دوں ؟ حضرت عثمان نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسُول اللہ فرمائیے : حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ فَهٰذَا جِبْرِيْلُ يُخْبِرُنِيْ عَنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

Marfat.com

اَنَّ مَنْ عَطَسَ ثَلَاثَ عَطَسَاتٍ مُتَوَالِيَاتٍ، كَانَ الْاِيْمَانُ ثَابِتًا فِيْ قَلْبِهٖ۔

(الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۳۹)

پس یہ جبریل علیہ السلام ہیں، مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دے رہے ہیں کہ یہ جو مسلسل تین مرتبہ چھینک مار رہا ہے۔ اس کے دل میں ایمان ثابت ہے

حدیث نمبر (۲۵)

حضور منبر پر جلوہ گر تھے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد جناب ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق کو بلا کر محبت بھرے انداز میں اُن کا ذکر فرمایا۔ انس کہتے ہیں: پھر حضورؐ نے فرمایا، عثمان بن عفان کہاں؟ جناب عثمان اُٹھے اور عرض کیا۔ میں یہاں ہوں یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا میرے قریب آؤ، حضرت عثمان آپ کے قریب ہوئے۔ آپ نے سینے سے لگا کر اُن کی پیشانی کو چوما، اور ہم نے دیکھا کہ آپؐ کے آنسو رخساروں پر بہہ رہے ہیں ۔ اور آپ نے اُن کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا ۔ اے مسلمانوں کی جماعت! ۔ هٰذَا شَيْخُ الْمُهَاجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ، هٰذَا الَّذِيْ اَمَرَنِيَ اللّٰهُ اَنْ اَتَّخِذَهٗ سَنَدًا وَّ خَتَنَ اِبْنَتَيَّ ـــ یہ مہاجرین و انصار کا شیخ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اسے اپنی سند اور دو بیٹیوں پر داماد بناؤں ـــ وَلَوْ كَانَتْ عِنْدِيْ ثَالِثَةٌ لَزَوَّجْتُهَا اِيَّاهُ ـــ اگر میرے پاس تیسری بیٹی ہوتی ہے تو اس کے نکاح میں دے دیتا ۔ هٰذَا الَّذِيْ اسْتَحْيَتْ مِنْهُ مَلَائِكَةُ السَّمَآءِ ـــ یہ وہ شخص ہے جس سے فرشتے آسمان پر حیا کرتے ہیں ـــ فَعَلٰى مُبْغِضِهٖ لَعْنَةُ اللّٰهِ

Marfat.com

وَلَعْنَةُ اللّٰعِنِیْنَ ۔ اوراس سے بغض رکھنے والے پر اللہ کی اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔

(ریاض نضرہ جلد اوّل ص ۴۹)

تمام احادیث پر غور کرنا چاہیئے۔ ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے، تاکہ ایمان روشنی برقرار رہے اور مصطفےٰ کریم کے اصحاب خصوصًا خلفائے راشدین کی عقیدت و محبت گلشن ارادت میں سدا بہاریں رہیں ۔ سیدنا عثمانِ غنی رضؓ پر کئی نام نہاد مفکرین نے سینۂ قرطاس پر قلم چلاکر اپنا نامۂ اعمال سیاہ کیا ہے۔ اسلام کے لیے حضرت عثمان کی خدمات کا شمار کرنا دشوار ہے۔ خلیفۂ سوم نے حضورؐ کے اشارۂ ابرُو پر اپنا مال و متاع قربان کیا۔ وطن چھوڑا دو مرتبہ ہجرت کی، قرآن کو جمع کیا۔ جامع قرآن کا لقب پایا۔ ؎

شہسوار عرفان دیاں منزلاں دا
منزل منزل قرآن دی جوڑدا رہیا
ہر اک منزل تے تاہیوں فرشتیاں نے
تھمّی ہوئی رکاب عثمان دی اے
اَگ دوزخ دی ابدالاباد تیکر
رہسی ساڑدی اُوس مردُود تائیں
رنگ خون اندر گردن پاک دتی
جہڑے خانہ خراب عثمان دی اے
سدھا پچھ رستہ کنے خضرؑ کولوں
فتوے لا نہ پیا عثمانؓ اُتے
ذوالنورین عثمان نوں کہن نوری
کِنّی شان جناب عثمان دی اے

Marfat.com

سخاوتِ ذوالنّورین

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار درہم سے رومہ کا کنواں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا۔

حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے زمانے میں قحط پڑا تو لوگ سخت پریشان ہوئے حضرت ابوبکر کے پاس آکر کہنے لگے اے خلیفۂ رسُولِ خدا بارش ہو نہیں رہی اور قحط سالی سے لوگ ہلاک ہو رہے ہیں۔ اب کیا کریں؟ آپؓ نے فرمایا جاؤ صبر کرو میں اللہ سے امید کرتا ہوں کہ لَا تُمْسُوا حَتّٰی یُفَرِّجَ اللّٰہُ عَنْکُمْ شام سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ تم سے یہ مصیبت دُور فرما دے گا۔

شام ہوئی تو خبر آئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قافلہ غلّہ لے کر صبح تک مدینہ منوّرہ پہنچنے والا ہے۔ جب قافلہ پاک مدینہ پہنچا تو لوگ اسے دیکھنے گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک ہزار اونٹ، گندم، تیل اور خشک انگور سے لدے ہُوئے حضرت عثمان کے دروازے پر بیٹھے ہیں۔ جب تجارت کا سارا مال گوداموں میں رکھ دیا گیا تو تاجر بھی آگئے۔ حضرت عثمان نے ان سے کہا آپ لوگ کیا چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا ہم ایک پر دو درہم نفع دیں گے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے اس سے زیادہ نفع ملتا ہے۔ انہوں نے کہا آپ ایک درہم کے مال پر چار درہم نفع لے لیں۔ آپ نے فرمایا مجھے اس سے بھی زیادہ نفع ملتا ہے انہوں نے کہا پانچ درہم لے لیں۔ فرمایا مجھے اس سے بھی زیادہ نفع دیا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا اے ابو عمر۔ مدینہ میں ہمارے سوا کوئی تاجر باقی نہیں ہے جو آپ

Marfat.com

کو اس سے زیادہ نفع دے اور نہ ہی کوئی تاجر ہم سے پہلے آپ کے پاس آیا ہے۔ آپ نے فرمایا:

"اِنَّ اللّٰہَ اَعْطَانِیْ بِکُلِّ دِرْھَمٍ عَشَرَۃً عِنْدَکُمْ زِیَادَۃً۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک درہم کے عوض دس درہم منافع دیا ہے۔"

کیا آپ اس سے زیادہ نفع دے سکتے ہیں؟ تاجروں نے کہا۔ ہم اتنا زیادہ نفع دینے کے ہرگز متحمل نہیں ہیں۔ حضرت عثمان نے فرمایا۔ میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ:

اِنِّیْ جَعَلْتُ مَا حَمَلَتْ ھٰذِہِ الْعِیْرُ صَدَقَۃً لِلّٰہِ عَلَی الْمَسَاکِیْنَ وَ فُقَرَآءِ الْمُسْلِمِیْنَ۔

(نورالابصار ص۷۳)

میں نے ایک ہزار اونٹ پر لدا ہوا سارا تجارتی مال اللہ کے لیے مسلمان فقراء و مساکین میں صدقہ کر دیا ہے۔

؎ جان کر ایمائے شاہِ دوسرا
دین کی راہوں یہ دولت دی لٹا

○

منقبت اُس کی کروں کیسے بیاں
جو ہے احسانات کا اک آسماں

Marfat.com

کراماتِ ذوالنورین رضی اللہ عنہ

مردِ کامل صاحبِ عرفان عثمانِ غنیؓ
ہیں جہانِ عشق کے سلطان عثمانِ غنیؓ (خضرؔ)

مولانا اشرف علی تھانوی صاحب اپنی کتاب کراماتِ صحابہ مطبوعہ کراچی اشاعت اگست ۱۹۷۳ء صفحہ نمبر ۳۴ پر بحوالہ عُقیلی لکھتے ہیں کہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام مجن کہتے ہیں کہ ایک دن میں آپ (عثمانِ غنی) کے ساتھ آپ کی ایک زمین پر گیا۔ جہاں ایک عورت جو کسی تکلیف کا شکار تھی آپ کے پاس آکر عرض کی اے امیرالمومنین مجھ سے بدکاری کی غلطی ہوگئی ہے۔ اس پر آپ نے مجھے حکم دیا کہ اس عورت کو نکال دو۔ چنانچہ میں نے اسے بھگا دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس عورت نے پھر آکر کہا کہ میں نے بدکاری کی ہے۔ چنانچہ سرکار کے فرمانے پر کہ اے مجن اسے باہر نکال دو میں نے اسے دور بھگا دیا اور تیسری مرتبہ اس عورت نے پھر آکر کہا اے خلیفۂ وقت میں نے بلاشک و شبہ بدکاری کی ہے اور میرے تین مرتبہ اقرار پر حدِ زنا جاری فرمائی جائے۔

اس پر میرے آقا حضرت عثمان نے ارشاد فرمایا: او ناواقف مجن اس عورت پر مصیبت آپڑی ہے اور مصیبت و تکلیف ہمیشہ شر و فساد کا سبب ہوتی ہے۔ تم جاؤ اور اس کو اپنے ساتھ لے جا کر اس کو پیٹ بھر روٹی اور تن بھر کپڑا دو۔ اس دیوانی کو میں نے اپنے ساتھ لیا اور اس کے ساتھ وہی برتاؤ کیا جو میرے آقا نے فرمایا تھا۔ یعنی میں نے آرام سے رکھا۔ تھوڑے دنوں بعد جب اس کے

Marfat.com

ہوش وحواس ٹھکانے لگے اور وہ مطمئن ہوگئی تب آپ نے فرمایا کہ اچھا اب کھجور آٹا، اور کشمش سے ایک گدھا بھر کر یعنی ایک گدھا جتنا وزن اُٹھا سکتا ہے اس کو جنگل کے باشندوں کے پاس لے جاؤ اور ان بادیہ نشینوں سے کہو کہ اس عورت کو اس کے کنبہ والوں اور اہل وعیال کے پاس پہنچا دیں۔ چنانچہ میں کھجوروں، کشمش اور آٹے سے بھرے ہُوئے گدھے کو لے کر اس کے ساتھ روانہ ہوا۔ میں نے رستہ چلتے چلتے کہا کہ اب بھی تم اس بات کا اقرار کرتی ہو وہ کہنے لگی نہیں ہرگز نہیں کیونکہ میں نے جو کچھ کہا تھا وہ تو صرف تکلیفوں اور مصیبتوں کے پہاڑ پھٹ پڑنے سے کہا تھا تاکہ حد لگا دی جائے اور مصیبتوں سے نجات پا جاؤں۔

(کراماتِ صحابہ ص ۲۴، ۲۵)

جو ہو پردوں میں پنہاں چشمِ بینا دیکھ لیتی ہے
زمانے کی طبیعت کا تقاضا دیکھ لیتی ہے (اقبال)

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ جب کبھی باغِ کوکب سے گزرتے تو فرماتے:

اِنَّہٗ سَیُدْفَنُ ھٰھُنَا رَجُلٌ صَالِحٌ

یہاں عنقریب ایک نیک مرد دفن کیا جائے گا۔

چنانچہ آپ وہاں خود دفن کیے گئے۔

حضرت امام مالک سے روایت ہے کہ حضرت عثمان خلیفہ سوم ذوالنورین شہید کی نعش مبارک آپ کے دروازے پر رکھی ہوئی تھی

وَاِنَّ رَأْسَہٗ لَیَقُوْلُ طُقْ طُقْ حَتّٰی صَارُوْا بِہٖ اِلٰی حَشِّ کَوْکَبٍ فَاخْتَفَرُوْا لَہٗ۔

(استیعاب)

Marfat.com

آپ کی زبان سے طُق طُق (دفن دفن) کی پے در پے آواز آرہی تھی۔ چنانچہ آپ کی نعش مبارک باغ کوکب پہنچائی گئی۔ جہاں آپ دفن کیے گئے۔ (کراماتِ صحابہ صفحہ ۳۳)

شہسوارِ عرصۂ تحقیق علامۂ زمان حضرت علامہ یوسف بنہانی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ سُبکی علیہ الرحمہ کے حوالے سے اپنی شہرۂ آفاق کتاب جامع کراماتِ اولیاء میں لکھا ہے کہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا جو صحرا میں ایک عورت کو ملا تھا اور اسے خوب غور سے دیکھا تھا۔ جناب عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کوئی آدمی اس کیفیت میں بھی میرے پاس آجاتا ہے کہ اس کی آنکھوں میں زنا کا اثر ہوتا ہے۔

وہ آدمی یہ سُن کر بولا کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد بھی وحی ہے؟ حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا کہ میں وحی کی وجہ سے نہیں بلکہ فراستِ مومنانہ کی حیثیت سے کہہ رہا ہوں۔ (جامع کراماتِ اولیاء، مترجم صفحہ ۴۳۰)

حضرت عثمان کی بددعا

مولانا عبدالرب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو قلابہ کے حوالے سے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے دوستوں کے ساتھ ملکِ شام میں تھا کہ میں نے ایک شخص کی آواز سنی جو واویلا کر رہا تھا اور ہائے آگ، ہائے آگ۔ ابو قلابہ فرماتے ہیں کہ میں اسی طرف گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی جس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کٹے ہوئے تھے۔ اور آنکھوں سے اندھا ہے اور اوندھے مُنہ پڑا ہوا ہے۔ میں نے اس سے اس کا حال پوچھا، تو اس نے کہا کہ میں اُن لوگوں میں سے ہوں جو محاصرے کے دوران حضرت عثمان کے گھر میں گھسے تھے۔ جب

Marfat.com

میں اُن کے قریب پہنچا تو اُن کی بیوی نے مجھے گھور کر دیکھتے ہُوئے جھڑک دیا۔ مَیں نے غُصّے میں آکر ان کی بیوی کو تھپڑ مارا۔ حضرت عثمان نے مجھے بد دعا دیتے ہوئے کہا۔ اللہ تعالیٰ تیرے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹے اور اندھا کر دے تجھے اور داخل کرے تجھے دوزخ میں ۔ اُن کے مُنہ سے الفاظ نکلنے کی دیر تھی کہ مجھے ایک بھاری زلزلے نے پکڑا اور میں وہاں سے بھاگ کر نکلا ۔ مجھے جس حالت میں دیکھ رہے ہو یہ حضرت عثمان کی بد دعا کا نتیجہ ہے اور مجھے یقین ہے کہ مَیں دوزخ میں ڈالا جاؤں گا ابو قلابہ کہتے ہیں کہ میں نے اُسے کہا کہ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دُور ہو گیا ہے اور تجھے ضرور عذابِ نار ہوگا۔[1]

سیاہ رو

علی بن زید بن جدعان سے روایت ہے کہتے کہ مجھے سعید بن مسیب نے فرمایا کہ اس شخص کے مُنہ کی طرف دیکھ جب میں نے دیکھا اُس کا مُنہ کالا تھا کہتے ہیں میں نے کہا "حَسبِیَ اللہ" یہ کیا ماجرا ہے؟ اسے کیا ہُوا؟ تو آپ نے ابن مسیّب نے فرمایا، یہ شخص حضرت عثمان اور مولا علی کو گالیاں دیتا تھا۔ مَیں نے اسے منع کیا لیکن یہ باز نہ آیا۔ فرماتے ہیں پھر میں نے یہ دُعا کی اے خدا وندِ عالم اگر عثمان و علی کا تیرے یہاں کوئی مقام و مرتبہ ہے اور اس کا گالیاں دینا تجھے بُرا لگتا ہے تو اس کو نشانِ عبرت بنا پس اس کا منہ کالا ہو گیا۔[2]

○

---

[1] فردوس آسیہ ص ۱۴۲ بحوالہ ازالۃ الخلفاء۔

[2] ایضاً ص ۱۴۲

Marfat.com

جہجا غفاری کی گستاخی

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان خطبہ ارشاد فرما رہے تھے جہجا غفاری اُٹھا اور اُس نے حضرت عثمان کے ہاتھ سے عصا چھین لیا۔ وہ عصا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا اور اُس عصا کو گھٹنے پر رکھ کر توڑ دیا۔ ایک برس بھی نہ گزرا تھا کہ اس کے پاؤں میں ایک آبلہ پیدا ہوا جس سے وہ مر گیا[1]

دس احسان

ابو ثور فہمی سے روایت ہے کہ میں جناب عثمان کے پاس گیا جب وہ محاصرے میں تھے ۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے مجھ پر دس احسان ہیں کہ میں نے چوتھے درجہ میں اسلام قبول کیا ۔ رسول کریم نے اپنی بیٹی رقیہؓ سے میرا نکاح کر دیا۔ جب اُن کا انتقال ہوا تو اپنی دوسری بیٹی اُمِ کلثومؓ سے نکاح کر دیا ۔ میں نے کبھی نہیں گایا ۔ اور نہ میں نے کسی سے اُمید رکھی ۔ اور نہ میں نے کبھی اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگایا۔ جس دن سے بیعت کی رسُول اللہ کے ہاتھ پر ۔ اور جس دن سے ایمان لایا ہوں ہر جمعہ کو میں نے غلام آزاد کیا ہے اور جس جمعہ کو کوئی غلام میسر نہ آیا تو دوسرے جمعہ کو دو غلام آزاد کیے ۔ آج تک میں نے دو ہزار چار سو غلام آزاد کیے ہیں ۔ میں نے کبھی زنا نہیں کیا نہ زمانہ جاہلیت میں اور نہ زمانۂ اسلام میں ۔ اور نہ میں نے کبھی چوری کی ہے نہ زمانۂ جاہلیت میں اور نہ زمانۂ اسلام میں ۔ اور میں نے سرکار دنیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے قرآن مجید جمع کیا۔

(فردوس آسیہ ص ۱۴۳ بحوالہ تاریخ الخلفاء وصواعق)

---

[1] تاریخ الخلفاء فردوس آسیہ ص ۱۴۲۔

Marfat.com

اَجْمَعَ الْقُرْآنَ فِی اَوْرَاقِہٖ — وحیٔ حق درشانِ او کردہ نزول
جامع قرآن عثمان غنیؓ — دین کی برہان عثمانِ غنیؓ
اہلِ حق کی آن عثمانِ غنیؓ — حق کی ہے پہچان عثمان غنیؓ

لب پہ آیا خضرؔ کے بے ساختہ
ہے اُسی کا راستہ، آراستہ

شہادتِ ذُوالنّورین

آہ مظلوم و شہیدِ خنجرِ جور و جفا
اہلِ تسلیم و رضا کی آن عثمانِ غنیؓ (خضرؔ)

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارہ سالہ دورِ خلافت میں ابتدائی چھ سال نہایت امن و سکون، نظم و نسق اور فتوحات کی وسعت میں گزرے۔ آپ کے آخری زمانۂ خلافت میں جو فتنہ و فساد برپا ہوا علماء نے اس کی متعدد وجوہات بیان کی ہیں۔ لیکن یہ بات بلا خوفِ تردید کہی جاسکتی ہے کہ آپ کے آخری زمانہ میں فسادات کی آگ بھڑکانے میں یہودیّت نے نہایت گھناؤنا کردار ادا کیا۔ اہلِ اسلام کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے، عساکرِ اسلام کے مابین افتراق و انشقاق پیدا کرنے اور اہلِ حق کی قوّت کو پاش پاش کرنے کے لیے خفیہ ریشہ دوانیوں اور زیرِ زمین سازشوں نے گلشنِ اسلام میں آگ لگانے کی سرتوڑ کوشش کی جس سے فتنہ پردازوں کا دائرۂ عمل کوفہ و مصر تک وسیع ہوتا چلا گیا۔

انتشار و خلفشار کا مرکزی کردار یہودی النسل عبداللہ بن سبا دنیا کا مانا ہوا شاطر

Marfat.com

اور سازشی تھا۔ جس نے ہر جگہ سیدنا عثمان امیر المومنین کی کنبہ پروری اور ناانصافی کی من گھڑت داستانیں مشتہر کیں۔ اس ناہنجار نے صحابہ کرام کے فضل و کمال کے دامن کو سب سے پہلے داغدار کرنے کی ناپاک جسارت کی۔

سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے مصائب و آلام کا جس پامردی اور ثابت قدمی سے مقابلہ کیا اور شوریدہ بخت بلوائیوں کی شورش کے موقع پر چالیس دن تک جس بردباری، صبر و سکون اور ضبط و تحمل کا ثبوت دیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ ہزاروں معاونین، متوسلین، خدام "جو سرفروشی کے لیے تیار تھے" کو جنگ و جدل اور خون ریزی کی اجازت نہ دی اور اپنے اخلاق کریمانہ کا مظاہرہ اس شان سے کیا کہ جام شہادت تو نوش فرما لیا مگر فرمان رسول علیہ الصلوۃ والسلام پر آخری سانس تک عمل کیا۔

شہادت کا پس منظر

خلیفۂ سوم کی شہادت کے پس منظر کا خلاصہ یہ ہے کہ سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصر والوں کی مسلسل شکایات پر حاکم مصر عبداللہ بن ابی سرح کو معزول کر کے حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو مصر کا حاکم مقرر فرما دیا تو سات سو اشخاص پر مشتمل مصری قافلہ جو شکایات لے کر مدینہ منورہ آیا تھا۔ اس امر سے مطمئن ہو گیا۔ جب حضرت محمد بن ابی بکر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جن میں کچھ مہاجرین و انصار بھی تھے روانہ ہوئے تو رستے میں حضرت عثمان کے اس غلام کو پکڑ لیا جو ایک مکتوب حاکم مصر عبداللہ بن ابی سرح کے لیے لے جا رہا تھا۔ جس میں حضرت محمد بن ابی بکرؓ اور ان کے ساتھیوں کو قتل کر دینے کے بارے میں لکھا تھا۔ خط کو دیکھنے کے بعد محمد بن ابی بکر اور ان کے ساتھ جانے والے تمام ساتھی جن میں کچھ صحابہ کرام بھی تھے واپس

Marfat.com

مدینہ شریف لوٹ آئے اور اُس خط سے اہلِ مدینہ کو آگاہ کیا جس سے حالات نے ایک نئی صُورت اختیار کر لی۔ ان نازک ترین اور پُر خطر حالات کو دیکھتے ہُوئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت طلحہ و زبیر، جناب سعد و عمار اور دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلا کر ساتھ لیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے۔ اور حضرت عثمان سے کہا:

کیا یہ غلام آپ کا ہے؟ حضرت عثمان نے فرمایا ہاں یہ میرا غلام ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ کیا یہ اُونٹ آپ کا ہے؟ فرمایا جی ہاں یہ اونٹ میرا ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ یہ خط آپ نے لکھا ہے۔ حضرت عثمانؓ نے اللہ کی قسم اٹھا کر فرمایا نہ یہ خط میں نے لکھا ہے۔ نہ لکھنے کا حکم دیا ہے اور نہ مجھے اس کا علم ہے اور نہ ہی میں نے مصر کی طرف اس غلام کو بھیجا ہے۔

صحابہ کرامؓ نے پہچان لیا کہ یہ خط مروان کا لکھا ہوا ہے اور پھر ہجوم کی طرف سے مطالبہ کیا گیا کہ مروان کو ان کے حوالے کر دیا جائے۔ حضرت عثمان نے اس خوف سے کہ کہیں لوگ اس کو قتل نہ کر دیں مروان کو ان کے حوالے کرنے سے انکار فرمایا جس سے حالات مزید کشیدہ ہو گئے اور لوگوں نے آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیا اور آپ کا پانی بند کر دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے مکان کی چھت سے جھانک کر دیکھا۔ اور فرمایا تم میں علی ہیں؟ انہوں نے کہا نہیں۔ انہوں نے پوچھا تم میں سعد ہیں؟ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا:

اَلَا اَحَدٌ یَسْقِیْنَا مَاءً

کیا ہمیں پانی پلانے والا کوئی نہیں

(نور الابصار صفحہ ۷۴)

Marfat.com

حسنؓ و حسینؓ عثمانؓ کے دروازے پر

حضرت علامہ سیّد مومن شبلنجی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "نورالابصار فی مناقب آلِ بیت النبی المختار میں رقم طراز ہیں کہ جب حضرت علی کو اس کی خبر پہنچی تو آپ نے تین مشکیزے پانی سے بھرے بھیجے مشکیزے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ تک نہ پہنچ سکے اور اس کوشش میں بنی ہاشم اور بنی امیہ کے کئی آزاد کردہ غلام زخمی ہو گئے۔ پھر مولا علی کو یہ خبر پہنچی کہ بلوائی حضرت عثمان کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو آپ نے اپنے دونوں صاحبزادوں حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو فرمایا:

اِذْهَبَا بِسَيْفَيْكُمَا حَتّٰى تَقُوْمَا عَلٰى بَابِ عُثْمَانَ فَلَا تَدَعَا اَحَدًا يَصِلُ اِلَيْهِ۔ (نورالابصار صفحہ ۷۴)

تم دونوں اپنی تلواریں لے کر جاؤ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازے پر کھڑے ہو جاؤ اور کسی کو اس تک نہ پہنچنے دینا۔"

حضرت زبیر اور دیگر صحابہ نے بھی اپنے اپنے بیٹے وہاں بھیج دیئے۔

امام حسن زخمی ہوئے

جب بلوائیوں نے یہ دیکھا تو انہوں نے حضرت عثمانؓ کے دروازے پر تیر مارنے شروع کیے جس سے سیدنا امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما خون سے لت پت ہو گئے۔ ایک تیر مردان کو بھی لگا جو مکان کے اندر تھا یہی حال محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ کا تھا اور سیدنا علیؓ کے آزاد کردہ غلام قنبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی زخمی ہو گئے تو ان لوگوں کو خوف لاحق ہوا کہ اگر بنو ہاشم نے حضرت حسن کو زخمی حالت میں دیکھ لیا تو فتنہ

Marfat.com

زیادہ پھیل جائے گا۔ ان میں سے کچھ ایک انصاری کے مکان کی دیوار پھاند کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ جب کہ حضرت عثمان کے ساتھیوں میں سے کسی کو اس کا علم نہ ہو سکا۔ اس لیے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھی مکان کی چھت پر "یا دروازے پر" تھے اور آپ کے پاس آپ کی بیوی نائلہ تھیں۔

سب سے پہلے مکان میں محمد بن ابی بکر داخل ہوئے اور انہوں نے حضرت عثمان کی ریش مبارک پکڑ لی۔ جناب عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے ابنِ اخی تم اس داڑھی کو کھینچ رہے ہو۔ جو تمہارے باپ کے نزدیک معزز تھی اور اس حرکت سے تمہارا باپ کبھی خوش نہ ہوگا۔

محمد بن ابی بکر اسی وقت ریش مبارک چھوڑ کر باہر نکل گئے۔

ایک روایت میں ہے کہ محمد بن ابی بکر کے باہر چلے جانے کے بعد رومان بن سرجان نامی شخص نیلی آنکھوں والا جسے ایک مرتبہ حد بھی لگ چکی تھی، نے آپ کے ساتھ نہایت گستاخانہ لہجہ میں گفتگو کرنے کے بعد آپ کی کنپٹی پر تلوار مار کر شہید کر دیا۔

ایک روایت میں ہے کہ لیسار بن عیاض اسلمی اور سودان بن حمران نے اپنی تلواروں سے آپ کو شہید کیا اور آپ کے خون کے چھینٹے قرآن کی اس آیت "فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ" پر پڑے۔

ایک دوسری روایت ہے کہ عمرو بن حمق امیر المومنین کے سینے پر بیٹھ گیا اور تلوار سے آپ کو شہید کر دیا۔ عمیر بن صابی نے آپ کے پیٹ پر قدم رکھ کر آپ کی دو پسلیاں توڑ دیں۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک مصری شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے

Marfat.com

مکان میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی اس نے قسم اُٹھا کر کہا کہ میں عثمان کی ناک کاٹوں گا۔ حضرت عثمان کی اہلیہ حضرت نائلہ نے مصری کا مقابلہ کیا اور اس کی تلوار پکڑ لی جس سے خاتون کے ہاتھ کی "انگلیاں" کٹ گئیں۔

خاتون نے امیر المومنین کے غلام رباح سے کہا غلام میری مدد کرو اور اس کی خبر لو اور اسے باہر نکال دو۔ غلام کے ہاتھ میں جناب ذوالنورین کی تلوار تھی جس کے ایک ہی وار نے مصری کا قصہ تمام کر دیا۔

بعض نے اہلِ مصر سے اسود نجیبی اور بعض نے سودان بن رومان مرادی کو امیر المومنین کا قاتل کہا ہے

—— جب حضرت علی کو خبر پہنچی ——

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کو آپ کی شہادت کی خبر پہنچی تو آپ آئے اور اپنے دونوں شہزادوں سے پوچھا ۔ كَيْفَ قُتِلَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْتُمَا عَلَى الْبَابِ ،

ترجمہ : تم دونوں کی دروازے پر موجودگی کے باوجود امیر المومنین کیسے شہید ہو گئے۔

وَرَفَعَ يَدَهٗ فَلَطَمَ الْحَسَنَ وَضَرَبَ صَدْرَ الْحُسَيْنِ۔ (نورالابصار ص ۷۴)

ترجمہ: اور ہاتھ اُٹھا کر امام حسن کے طمانچہ مارا اور امام حسین کے سینے پر تھپڑ مارا۔

محمد بن طلحہؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ سے آپ سخت ناراض ہوئے، اور آپ شدید غصہ کی حالت میں باہر چلے گئے راستے میں حضرت طلحہ ملے اور کہا اے ابا الحسن کیا بات ہے آپ نے دونوں شہزادوں کو کیوں مارا ہے ؟ حضرت علی کے گمان

Marfat.com

میں حضرت طلحہ حضرت عثمان کے قتل میں مدد گار رہیں۔ اس لیے غصّہ سے فرمایا "راستہ چھوڑ دو تم پر ایسا ایسا ہو"۔ (یعنی ان سے سخت کلام فرمایا) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بدری صحابی جس کے جُرم پر کوئی دلیل قائم نہیں ہُوئی اسے بلاوجہ قتل کر دیا گیا ہے۔

حضرت طلحہ نے کہا لَوْ دَفَعَ مِرْوَانَ لَمْ یُقْتَلْ اگر وہ مروان کو لوگوں کے حوالے کر دیتے تو قتل نہ ہوتے۔

حضرت مولا علی نے فرمایا:

لَوْ اُخْرِجَ اِلَیْکُمْ مَرْوَانُ وَقُتِلَ قَبْلَ اَنْ تُثْبَتَ عَلَیْہِ حَکُوْمَۃٌ (نورالابصار ص ۴،)

اگر مروان کو تمہارے حوالے کو دیا جاتا تو کسی حجّت کے قائم ہُوئے بغیر اس کو قتل کر دیا جاتا۔

حضرت علیؓ یہ فرمانے کے بعد اپنے گھر لوٹ گئے۔

علامہ امام حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ صواعق محرقہ میں رقم طراز ہیں کہ جب مولا علیؓ غصّہ کی حالت میں گھر تشریف لے گئے تو لوگ بھاگتے ہُوئے آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے اپنا ہاتھ بڑھائیے ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں۔ ایک امیر کا ہونا بہت ضروری ہے۔ حضرت علیؓ نے جواباً ارشاد فرمایا۔ یہ آپ لوگوں کا کام نہیں یہ اہلِ بدر کا کام ہے۔ جس سے اہلِ بدر راضی ہوں گے وہ خلیفہ ہوگا۔ تمام اہلِ بدر نے حضرت کے پاس آکر کہا کہ ہم آپ کے سوا کسی کو خلافت کا حق دار نہیں سمجھتے ہاتھ بڑھائیے ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے آپ کی بیعت کر لی مروان اور اس کے بیٹے بھاگ گئے۔ حضرت مولا علی نے حضرت عثمان کی اہلیہ سے آکر دریافت کیا کہ حضرت عثمان کو کس نے قتل کیا ہے؟

Marfat.com

وہ کہنے لگیں کہ میں نہیں جانتی۔ دو آدمی آپ کے پاس آئے جنہیں میں نہیں پہچانتی۔ ان کے ساتھ محمد بن ابی بکر تھے۔

حضرت علی نے محمد بن ابی بکر کو بلا کر جو کچھ حضرت عثمان کی اہلیہ نے بتایا تھا اس کے متعلق پوچھا۔ محمد بن ابی بکر نے کہا:

"لَمْ تَكْذِبْ قَدْ وَاللّٰهِ دَخَلْتُ عَلَيْهِ وَاَنَا اُرِيْدُ قَتْلَهٗ فَذَكَرَنِيْ اَبِيْ فَقُمْتُ عَنْهُ وَاَنَا تَائِبٌ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَاللّٰهِ مَا قَتَلْتُهٗ وَلَا اَمْسَكْتُهٗ۔

(صواعق محرقہ مطبوعہ ملتان صفحہ ۱۱۸)

ترجمہ: کہ اس (زوجۂ عثمان) نے جھوٹ نہیں بولا۔ خدا کی قسم میں قتل کے ارادے سے داخل ہوا۔ لیکن جب آپ نے میرے سامنے میرے والدگرامی کا تذکرہ کیا تو میں ان کے پاس سے اُٹھ آیا اور میں نے "اپنے اس فعل سے اللہ کے حضور توبہ کی باخدا نہ میں نے آپ کو قتل کیا اور نہ میں نے (بوقت شہادت) آپ کو پکڑا۔

حضرت عثمان کی اہلیہ جنابہ نائلہ نے فرمایا:

صَدَقَ وَلٰكِنَّهٗ اَدْخَلَهُمَا۔

اس نے سچ کہا لیکن یہی ان کو لے کر آیا۔

حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں حضرت عثمان کے پاس ان کو سلام کہنے کے لیے ان کے گھر گیا۔ جب کہ وہ محصور تھے۔ انہوں نے مجھے کہا مرحبا اے میرے بھائی۔ میں نے کہا اے امیر المومنین اگر آپ کی جگہ میں قتل ہو جاؤں تو اس میں مجھے خوشی ہوگی۔ آپ نے فرمایا، میں نے آج رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خوخہ (روشندان) میں دیکھا۔ اور آپ نے اپنے ہاتھ سے مکان کے بالائی

Marfat.com

جانب خوخہ کی طرف کیا" اور فرمایا اے عثمان! لوگوں نے تمہارا محاصرہ کیا ہے میں نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا: لوگوں نے تجھے پیاسا رکھا ہے۔ میں نے عرض کیا جی ہاں! پھر آپ نے ڈول لٹکایا میں نے اس سے پانی پیا۔ اس کی ٹھنڈک اپنی چھاتی میں اب بھی محسوس کر رہا ہوں۔" آپ نے فرمایا:

اِنْ شِئْتَ اَفْطَرْتَ عِنْدَنَا وَاِنْ شِئْتَ نَصَرْتَ عَلَيْهِمْ فَاخْتَرْتُ الْفِطْرَ ۔ (نورالابصار صفحہ ۷۶)

اگر چاہو تو روزہ ہمارے ساتھ افطار کرو اور اگر چاہو تو میں تمہاری مدد کرتا ہوں۔

میں نے افطار کو اختیار کیا۔

علامہ ابن جوزی کے حوالے سے علامہ شبلنجی نے لکھا ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے (بوقت دفن) پاس موجود تھا۔ ان کے خون آلود کپڑوں میں ہی ان کو دفن کر دیا گیا عبداللہ بن احمد نے زیادات مسند احمد میں ذکر کیا اور اس میں مزید یہ ہے کہ آپ کو غسل بھی نہ دیا گیا۔ اور آپ کے جنازہ پر فرشتے آئے تھے۔

(نورالابصار صفحہ ۷۶)

سہل بن خنیس سے روایت ہے کہ وہ حضرت عثمان کی شہادت کے وقت موجود تھے۔ انہوں نے کہا۔ جب شام ہوئی تو میں نے کہا اگر تم نے صبح تک اپنے صاحب کو اسی طرح پڑا رہنے دیا تو وہ لوگ آپ کی ناک اور آپ کے کان کاٹ دیں گے۔ ہم آپ کو جنت البقیع میں لے جائیں تو اچھا ہوگا۔ ہم آدھی رات تک اس کوشش میں رہے۔ پھر آپ کو اٹھایا تو دیکھتے ہیں کہ ہمارے پیچھے لوگوں کا بہت بڑا ہجوم آرہا ہے۔ ہم نے ان سے خوف کیا اور قریب تھا کہ اِدھر اُدھر بھاگ

Marfat.com

جائیں اچانک ایک منادی نے بلند آواز سے کہا گھبراؤ نہیں ثابت قدم رہو ہم تمہارے ساتھ جنازہ پڑھنے آتے ہیں۔ ابن خنیس نے کہا کہ وہ فرشتے تھے۔

(نورالابصار صفحہ ۷۶)

آپ سترہ ذوالحجہ بروز جمعہ عصر کے وقت شہید ہوئے۔ آپ کا زمانۂ خلافت ایک دن کم بارہ سال ہے۔ چالیس دن تک محصور رہے۔ بعض نے تاریخ شہادت سات بعض نے آٹھ اور بعض نے اٹھارہ لکھی ہے۔

حضرت جبیر بن معطم نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ بعض نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھا ہے۔ آپ کو جنت البقیع کے کنارے حشّ کوکب میں دفن کیا گیا جب باغ کوکب میں آپ کی قبر مبارک کھودی جارہی تھی تو آپ کی صاحبزادی جس کا نام عائشہ تھا کے پاس چراغ تھا۔ جب امیر المومنین کو لحد میں اتارا جانے لگا تو وہ اس قدر زور سے روئیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بڑی مشکل سے انکو خاموش کرایا۔ ؎

آج تک نوحہ کناں ہیں آپ کے آلام پر
اُحد و مردہ وصفا فاران عثمانِ غنیؓ (خضر)

آپ کی ازواج

امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی کل آٹھ بیویاں تھیں جن کے نام یہ ہیں:

(۱) ام عمرو بنت جندب
(۲) فاطمہ بنت ولید مخزومیہ
(۳) سیدہ رقیہ بنت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام

Marfat.com

④ سیدہ اُم کلثوم بنتِ رسول اللہ علیہ السلام
⑤ فاختہ بنتِ غزوان ⑥ ملیکہ
⑦ رملہ ⑧ نائلہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہن

صاحبزادے

آپ کے کل آٹھ صاحبزادے ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں :

① حضرت عبداللہ اکبر ② حضرت عبداللہ اصغر
③ حضرت ابان ④ جناب خالد
⑤ جناب عمر ⑥ حضرت سعید
⑦ جناب ولید ⑧ حضرت عبدالمالک
رضی اللہ عنہم

صاحبزادیاں

آپ کی آٹھ صاحبزادیاں ہیں۔ جن کے نام درج ذیل ہیں

① مریم الکبریٰ ② عائشہ
③ ام ابان ④ اُمِ عمر
⑤ مریم صغریٰ ⑥ امِ سعید
⑦ ام البنین ⑧ امِ ایوب
رضی اللہ عنہن

Marfat.com

سلام

در منشورِ قرآن کی سِلک نبی
زوجِ دو نورِ عفّت پہ لاکھوں سلام
یعنی عثمان، صاحبِ قمیص ھُدیٰ
حُلّہ پوشِ شہادت پہ لاکھوں سلام

فاضلِ بریلویؒ

Marfat.com

خلیفۂ چہارم

اَمِیرُالْمُؤْمِنِیْنَ

سیّدنا و مرشدنا

مولا علی رضؓ

کرم اللہ وجہہ الکریم

سیّدالاولیاء، زوجِ خیرالنّساء — گوہرِ کبریا، مولا مشکل کشا
جس کی تلوار نے ٹکڑے مرحب کیا — اس کی تیغِ جلالت کی کیا بات ہے

خضرؔ

شہنشاہِ ولایت، سرتاپا شجاعت، دریائے سخاوت، مخزنِ صداقت منبعِ عنایت، پرتوِ دستِ قدرت، صاحبِ کمالات، مولائے کائنات، امیر المومنین، امام المسلمین، تاجِ فرقِ بتول، دامادِ رسول، حیدرِ کرار، شاہِ ذوالفقار، سیّدالاولیاء، تاجدارِ اہلِ اتقیٰ، سیّدنا و مولانا ابوالحسن علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ، قاتلِ کفار، قاطعِ اشرار اور دُنیائے سخاوت کے تاجدار تھے۔ آپ حاجت روائے فاقہ کشاں اور چارہ کارِ بے چارگاں بھی۔

آپ اسلام کے عظیم مجاہد اور علوم و معرفت کے بحرِ بے کنار بھی۔ آپ کو نفسِ رسول اور پیشوائے مقبلاں کہا جاتا ہے۔ ہر غریب و نادار نے آپ کو اپنا پاسباں

Marfat.com

جانا۔ اہلِ علم نے آپ کو سرِّ حقیقت کا رازدان کہا۔ صابروں نے صبر و رضا کا آسمان کہا۔ منگتوں نے آپ کو داتا کہا۔ اسجعینِ عالم اور پہلوانانِ جہاں نے آپ کو اپنا امام مانا۔

آپ طرّۂ دستارِ اسلام ہیں اور پاسبانِ دینِ متین ہیں۔

روافض و خوارج آپ کے بارے میں غلط ترین نظریات کے حامل ہیں۔

یہ دونوں فرقے افراط و تفریط کا شکار ہیں۔

ایک حبِّ علیؓ کے پردے میں خیر الانام علیہ السلام کے پاکباز صحابہ کرام کے متعلق سبّ شتم کی غلیظ ترین اور بدبو دار دلدل میں پھنس چکے ہیں۔

اور دوسرے محبت صحابہ کا لبادہ اوڑھ کر سیدنا ابو تراب پر طعن و تشنیع اور دشنام کے تیر برسانا اپنے باطل مسلک کی ترویج و اشاعت کا اصل اُصول سمجھنے لگے ہیں بغض و عناد اور تعصب کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں بھگت بازوں کی طرح بھٹک رہے ہیں۔

خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کے اوصافِ حمیدہ کا انکار اور انکی عزت و شان اور آبرو پر رکیک حملے اور اسی قسم کی دوسری حرکتیں حسد و عناد اور جہالت کی پیداوار ہیں۔

صحابہ کرام اور اہلِ بیت اطہار کی محبت اور ان کی تعلیمات پر عمل کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔

اسلام ما اطاعتِ خلفائے راشدین
ایمان ما محبتِ آلِ محمد است

(خواجہؒ اجمیری)

Marfat.com

نام ونسب

خلیفۂ چہارم کا نامِ نامی اسمِ گرامی علی اور آپ کی کنیت ابوالحسن اور ابوتراب ہے۔

القاب :- اسداللہ الغالب، سیدالعرب، نفسِ رسول، مرتضیٰ، یعسوب الدین، حیدرِ کرار، بیضۃ البلد، مطلوبِ کُلّ طالب، امیرالنحل، خلیفۃ الرسول، مولی المومنین، امیرالمسلمین، امام البررہ، قاتل الفجرہ، ولیّ اللہ، امام الاولیاء وغیرہ۔

ابوتراب

ابوتراب، حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی کنیت ہے جو آپ کو بے حد پسند تھی۔ کیوں کہ آپ کو یہ کنیت بارگاہ مصطفوی سے عطا ہوئی تھی۔

مسلم شریف میں ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی سیدہ فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے تو گھر میں حضرت علی کو نہ پایا تو حضور علیہ السلام نے سیدہ فاطمہ سے حضرت علیؓ کے بارے میں دریافت فرمایا۔ تو آپ نے عرض کیا کہ میرے اور ان کے درمیان کچھ باتیں ہوئیں وہ ناراض ہو کر چلے گئے اور یہاں نہیں سوئے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شخص سے فرمایا کہ دیکھو علی کہاں ہیں۔ وہ آیا اور عرض کیا "یارَسُوْلَ اللّٰہِ ھُوَ فِی الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ" یارسول اللہ وہ مسجد میں سوئے ہوئے ہیں۔ حضور علیہ السلام حضرت علیؓ کے پاس تشریف لے گئے وہ لیٹے ہوئے تھے اور چادر ان کے پہلو سے ہٹی ہوئی تھی اور ان کے بدن پر مٹی لگ گئی تھی۔ آقا علیہ السلام وہ مٹی صاف کر رہے تھے اور فرما رہے تھے۔

"قُمْ اَبَا التُّرَابِ قُمْ اَبَا التُّرَابِ" (صحیح مسلم شریف)

Marfat.com

باب فضائل علی ابن ابی طالب)

صحیح بخاری میں یوں ہے۔ اِجْلِسْ یَا اَبَا تُرَابٍ (مرتین)

کرّم اللّٰہ وجہہ

علامہ محمد بن علی الصبان رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب "اِسْکَافُ الرَّاغِبِیْنَ فِیْ سِیْرَۃِ الْمُصْطَفٰی وَفَضَائِلِ اَھْلِ بَیْتِہِ الطَّاھِرِیْنَ۔ المعروف رسالۃ الصبان[1] میں ابنِ سعد کے حوالے سے رقم طراز ہیں کہ حضرت حسن بن زید بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا۔ "لَمْ یَعْبُدْ عَلِیٌّ نِ الْاَوْثَانُ قَطُّ" یعنی حضرت علی مرتضیٰ نے کبھی بھی بتوں کی پوجا نہیں کی اور اسی وجہ سے آپ کو "کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ" (کہ اللہ تعالیٰ ان کے چہرے کو عزت دے) کہا جاتا ہے۔

(رسالۃ الصبان صفحہ ۱۴۹، صواعق محرقہ صفحہ ۱۲۰)

ولادتِ علیؓ

آپؓ کی ولادتِ باسعادت ۱۳ رجب المرجب بروز جمعۃ المبارک عام الفیل کے تیس سال بعد مکہ معظمہ میں ہوئی۔

مفسرِ قرآن حضرت علامہ سید ابوالحسنات محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب اوراقِ غم میں صاحبِ بشائر المصطفیٰ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضرت عباس بن عبد المطلب (عمِ رسول اللہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبیلہ بنی عبد العزیٰ کے چند

---

[1] رسالۃ الصبان
عَلٰی ھَامِشِ نُوْرُ الْاَبْصَارِ۔

Marfat.com

لوگوں کے ساتھ مسجدِ بیت الحرام میں تشریف فرما تھے کہ (مولا علی کرم اللہ وجہہ کی والدہ) فاطمہ بنتِ اسد مسجد میں آئیں اور جب وہ مشغولِ طواف ہوئیں تو شوطِ اربع (چوتھے چکر) میں چلنے کی قوّت نہ رہی۔ "دردِ زہ نے شدّت اختیار کر لی" تو آپ پکاریں:

اے ربِّ کعبہ! بحرمتِ کعبہ اس ولادت کو مجھ پر آسان فرما۔

یک لخت دیوارِ کعبہ شق ہوئی اور فاطمہ بنتِ اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کعبے کے اندر تشریف لے گئیں اور ہماری نظروں سے غائب ہو گئیں۔ فرماتے ہیں۔ ہم نے اندرونِ کعبہ آپ کو تلاش کیا مگر نہ ملیں۔ چوتھے روز آپ اسی کعبہ سے باہر تشریف لائیں اور حضرت علی کو گود میں لیے ہوئے تھیں۔

نامِ علی

جب سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلم کو ولادتِ علی کی خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا اور چچی سے فرمایا۔ اس کا نام کیا رکھا ہے؟ حضرت ابو طالب نے کہا میں نے اس کی ماں نے اسد رکھا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس کا نام علی رکھو جو عالی ہمتی کی خبر دے۔ مولا علی کی والدہ نے عرض کی۔ خدا کی قسم مجھے غیب سے یہ آوازیں آتی تھیں کہ فاطمہ اس کا نام علی رکھ مگر میں نے اس کو چھپایا تھا۔

(اوراقِ غم)

علی عالی ہمتی کی برھان ہے ـــــ شجاعتوں کا نشان ہے
علی شیرِ یزدان ہے ـــــ علی فقر کی دنیاں کا سلطان ہے
علی علم کا سمندر اور محبتوں کا آسمان ہے
علی ولایت کا ماہِ تمام اور اولیاء کا امام ہے

○

Marfat.com

کنزِ خالق کا ہے جو تابندہ گوہر وہ علیؓ
ہے جو سلطانِ جہاں، جانِ پیمبرؐ وہ علیؓ
جو ولایت کی ولایت کا ہے سرور وہ علیؓ
جو علومِ باطنی کا ہے سمندر وہ علیؓ

ہاتفِ غیبی نے دی تھی یوں صدائے خوشگوار
لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَارِ

(خضر)

○

مولا علیؓ

از روئے

قرآن حکیم

رسالۃ الصّبان میں علامہ محمد بن علی صبّان رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ابنِ عساکر کے حوالے سے حضرت ابن عباس کا قول نقل فرمایا ہے ــــ مَا نَزَلَ فِی اَحَدٍ مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی مَا نَزَلَ فِی عَلِیٍّ ــ یعنی جتنی آیات اللہ کی کتاب میں حضرت علیؓ کے بارے میں نازل ہوئیں اتنی کسی اور (امتی) کے بارے میں نازل ہوئیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:
نَزَلَ فِی عَلِیٍّ ثَلَاثُ مِائَۃِ اٰیَۃٍ ــــ کہ حضرت علی کی شان میں تین سو آیات نازل ہوئیں۔

Marfat.com

علامہ الصّبانؒ بحوالہ طبرانی یُوں رقم طراز ہیں :

كَانَتْ لِعَلِيٍّ ثَمَانَ عَشَرَةَ مَنْقَبًا مَا كَانَتْ لِاَحَدٍ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ ۔ (ابن عباس فرماتے ہیں) کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اٹھارہ مناقب ہیں جو اس امت میں کسی اور کے لیے نہیں۔ (رسالۃ الصبان ص۱۶۱)

آیت نمبر ①

ارشادِ خداوندی ہے۔

يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ۔ (پارہ ۲۹، سورہ دھر آیت ۷)

تو پوری کرتے ہیں اپنی نذریں اور ڈرتے ہیں اس دن سے جس کا شر ہر سو پھیلا ہوگا۔

نذر کی تعریف

یعنی کسی غیر ضروری عبادت کو کسی خاص شرط کے تحت لازم کر لینے کو نذر کہا جاتا ہے۔

" اَلنَّذْرُ فِی اللُّغَةِ اَنْ تُوْجِبَ عَلٰی نَفْسِكَ مَا لَيْسَ بِوَاجِبٍ ۔

نذر کا لغوی معنی یہ ہے تو اپنے نفس پر اس چیز کو لازم کرے جو تجھ پر لازم نہیں۔"

(تفسیر مظہری)

Marfat.com

آیت نمبر ②

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا
وَّاَسِيْرًا ۝

ترجمہ : اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین، یتیم اور قیدی کو۔

آیت نمبر ③

اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ
جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝

ترجمہ : ان سے کہتے ہیں ہم تمہیں اللہ کی رضا کے لیے کھلاتے ہیں۔ نہ ہم
تم سے کسی اجر کے خواہاں ہیں اور نہ شکریہ کے۔
خدائے بزرگ و برتر نے اہلِ بیتِ رسول کے اس صبر و ایثار کے جذبہ کو
سراہتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

آیت نمبر ④ ——— ریشمی لباس

وَجَزٰهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ۝
(سورۂ دہر پارہ ۲۹)

ترجمہ : اور مرحمت فرمائے گا انہیں صبر کے بدلے جنت اور ریشمی لباس

شانِ نزول

مذکورہ آیات کی شان نزول جو حضرات مفسرینِ عظام نے بیان کی ہے اس

Marfat.com

کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے گھر تشریف لے گئے۔ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو بیمار دیکھا تو حضرت علی اور جنابہ فاطمہ بتول سے فرمایا کہ کچھ نذر مانو تاکہ تمہارے فرزند صحت پائیں۔ انہوں نے نذر مانی کہ تین روزے رکھیں گے۔ خدا تعالیٰ نے حسنین علیہما السلام کو شفا بخشی۔

حضرت علی اور سیدا فاطمہ زہرا، بی بی فضہ (آپ کی خادمہ) نے روزے رکھے مغرب کی نماز کے وقت چاہا کہ افطار کریں۔ لیکن ایک فقیر دروازے پر آیا اور صدا بلند کی کہ میں ایک مسلمان فقیر ہوں۔ مجھے روٹی عطا ہو، اس فقیر کی صدا پر جو کچھ پکا تھا سب فقیر کو دے دیا اور خود پانی سے روزہ افطار کیا۔ دوسرے دن روزہ رکھا افطار کے وقت ایک یتیم آیا اور روٹی کا سوال کیا۔ سب کھانا اسے دے دیا اور تیسری شام کو ایک قیدی بروقت آیا۔ سارا کھانا اس کو عطا کر دیا تو حق تعالیٰ نے فرمایا: کہ اپنی نذریں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں۔

ان آیاتِ بینات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرتِ علیؓ، امام حسن، امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور سیدہ بتول سلام اللہ علیہا، بی بی فضہ رضی اللہ عنہا یقیناً جنتی ہیں کہ خدائے پاک نے انہیں قرآن مجید میں جنتی فرمایا:

آیت نمبر ⑤ ——— اس آیت پر صرف علیؓ نے عمل کیا

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰكُمْ صَدَقَةً،

(پارہ ۲۸ سورۃ مجادلہ آیت ۱۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم کوئی بات کرنا چاہو رسول (مکرم) سے تنہائی میں تو اپنی عرض سے پہلے صدقہ دیا کرو۔

Marfat.com

خیال رہے کہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں بعض انبیاء اپنی غرض و معروض کا سلسلہ اتنا دراز کر دیتے کہ فقرا صحابہ کرامؓ کو کچھ عرض کرنے کا موقع نہ ملتا۔ تب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی اور حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ نے ایک دینار صدقہ دے کر حضور علیہ السلام سے دس سوال کیے۔ اس آیت پر صرف مولا علی نے عمل کیا کسی اور کو موقع نہ ملا کہ آیت منسوخ ہو گئی۔

(نور العرفان)

آیت نمبر ⑥

اَجَعَلْتُمْ سِقَایَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ

(پارہ ۱۰ سورۂ توبہ آیت ۱۹)

کیا تم نے ٹھہرا لیا ہے۔ حاجیوں کو پانی پلانے (والے) کو اور مسجد حرام کی خدمت کرنے والے کو اس شخص کی مانند جو ایمان لایا اللہ پر اور روزِ قیامت پر اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ وہ اللہ کے نزدیک برابر نہیں ہیں۔"

صاحب نور الابصار نے اسباب النزول کے حوالے سے اور صاحب تفسیر مظہری عارف باللہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے بغوی اور ابن جریر کے حوالے سے حسن، شعبی اور قرطبی سے بیان کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عباس بن عبدالمطلب، حضرت طلحہ بن شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپس میں فخر کیا۔ طلحہ نے کہا۔ "اَنَا صَاحِبُ الْبَيْتِ وَمِفْتَاحُهٗ بِيَدِيْ" میں

Marfat.com

بیت اللہ کا متولی ہوں۔ اس کی چابی میرے پاس ہے۔ اگر میں چاہوں تو میں اس میں داخل ہو جاؤں۔ حضرت عباس نے فرمایا ۔ اَنَا صَاحِبُ السِّقَایَۃِ وَالْقَآئِمُ عَلَیْھَا ۔ میں آبِ زمزم کا متولی اور اس کا منتظم ہوں۔" حضرت علی نے فرمایا: میں زیادہ تو نہیں جانتا لیکن اتنا ضرور ہے کہ لوگوں سے چھ ماہ (مظہری نے چھ سال لکھا ہے۔) پہلے نماز پڑھی۔ وَاَنَا صَاحِبُ الْجِھَادِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اور میں نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی

(تفسیر مظہری۔ نور الابصار صفحہ ۷۷)

آیت نمبر ⑦ ——— قوم کا ہادی

اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ ۝

(پارہ ۱۳ سورۃ رعد آیت ۷)

ترجمہ: "تم ڈر سنانے والے اور ہر قوم کے ہادی۔"

حضرت علامہ سید مومن شبلنجی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب نور الابصار میں لکھا ہے:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اَنَا الْمُنْذِرُ وَعَلِیٌّ الْھَادِیْ وَبِکَ یَا عَلِیُّ یَھْتَدِی الْمُھْتَدُوْنَ

ترجمہ: میں منذر ہوں اور عالی ہادی ہے۔ اے علی تیرے باعث لوگ ہدایت پائیں گے۔ (نور الابصار صفحہ ۷۸)

حضرت سیدنا ابنِ عباس فرماتے ہیں کہ لَیْسَ اٰیَۃٌ مِّنْ کِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِلَّا عَلِیٌّ اَوَّلُھَا اَمِیْرُھَا شَرِیْفُھَا

(نور الابصار صفحہ ۷۸)

Marfat.com

ترجمہ: کہ قرآن کریم میں جو بھی آیت اس طرح مذکور ہے "یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (اے ایمان والو!) علی اس کے اوّل، امیر اور سرافت والے ہیں۔"

آیت نمبر ⑤

ارشادِ خداوندی ہے:

سَاَلَ سَآئِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ہ

(پارہ ۲۹ سورۂ معارج آیت ۱)

ترجمہ: مطالبہ کیا ہے ایک سائل نے ایسے عذاب کا جو ہو کر رہے۔"

اس آیت کے بارے میں حضرت امام ابو اسحاق احمد ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ امام سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ سے اس آیتِ مبارکہ کے متعلق دریافت کیا گیا کہ یہ آیت کن لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی، تو انہوں نے سائل سے فرمایا تم نے مجھ سے وہ سوال پوچھا ہے جو مجھ سے کسی نے نہیں پوچھا۔ فرماتے ہیں میرے باپ نے امام جعفر صادق بن امام محمد باقر سے انہوں نے اپنے آباؤ اجداد سے روایت کی کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ آپ "غدیرِ خم" میں تشریف فرما تھے، لوگوں کو آواز دی اور وہ سب اکٹھے ہو گئے، پھر حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَّوْلَاہُ۔ جس کا میں مولا ہوں علی بھی اس کا مولیٰ ہے۔"

یہ کلام بہت مشہور ہوا اور دُور دُور تک پہنچ گیا۔ حارث بن نعمان فہری کو جب یہ کلام پہنچا تو وہ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر رسولِ پاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خدمت میں آیا۔ اونٹنی کو بٹھایا اور اُتر کر کہنے لگا۔ یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے ہمیں اللہ

Marfat.com

کی طرف سے حکم فرمایا ہے کہ ہم اللہ کی وحدانیت اور آپ کو اللہ کا رسُول مانے ہم نے یہ قبول کیا۔ آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم پانچ نمازیں پڑھیں۔ زکوٰۃ ادا کریں اور رمضان کے روزے رکھیں۔ ہم نے یہ قبول کیا۔ آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم بیت اللہ کا حج کریں۔ ہم نے یہ بھی قبول کیا۔ پھر آپ اس پر راضی نہ ہُوئے۔ حتیٰ کہ آپ نے اپنے چچا زاد بھائی کے بازو اُٹھائے اور اس کو ہم پر فضیلت دیتے ہُوئے فرماتے ہیں ــ "مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ"۔ آپ نے یہ اپنی طرف سے فرمایا ہے یا یہ بھی اللہ کا حکم ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

"وَالَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اِنَّ ھٰذَا مِنَ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ۔"

قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں یہ اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

حارث بن نعمان فہری واپس اپنی سواری کی طرف آیا اور کہنے لگا۔ اے اللہ اگر یہ سچ ہے جو کہ محمد (علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کہا تو:

"فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَۃً مِنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ۔"

پھر ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش برسایا پھر ہم کو دردناک عذاب میں مبتلا کر۔

ابھی وہ سواری تک پہنچنے نہ پایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی کھوپڑی پر پتھر مارا جو اس کی دُبر سے نکل گیا اور اس بدبخت گستاخ کو ہلاک کر گیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(نورالابصار ص)

Marfat.com

آیت نمبر ⑨ ——— خیر البریّہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ
ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ ط (پارہ ۳۰ سورہ بینہ آیت ۷)

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہی ساری مخلوق سے بہتر ہیں۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی تو سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حضرت علی سے فرمایا۔ اے علی تو اور تیرے ساتھی قیامت کے دن خوشی خوشی میدان محشر میں آئیں گے۔

"وَیَاْتِیْ اَعْدَآءُکَ غِضَابًا مُّقْمَحِیْنَ۔"

"جب کہ تیرے دشمن غضب ناک اور ذلیل و رسوا ہو کر پیش ہوں گے"

نور الابصار صفحہ ۷۸)

آیت نمبر ⑩ ——— رکوع کی حالت میں

اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کا ارشاد ہے:

"اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا
الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ
وَھُمْ رَاکِعُوْنَ۔ (پارہ ۶ سورۃ مائدہ آیت ۵۵)

ترجمہ: تمہارا مددگار صرف اللہ اور اس کا رسول (پاک) اور ایمان والے

Marfat.com

ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کی بارگاہ میں جھکنے والے ہیں۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت کے ضمن میں یوں رقم طراز ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد کی طرف تشریف لائے اس حال میں کہ لوگ رکوع و سجود میں تھے۔ آپ نے ایک سائل کو دیکھا تو فرمایا کسی نے تجھے کوئی چیز دی ہے؟ اس نے عرض کیا جی ہاں! یہ چاندی کی انگوٹھی۔ آپ نے فرمایا، کس نے دی ہے؟ اس نے عرض کیا وہ کھڑا ہونے والا اور حضرت علی کی طرف اشارہ کیا، حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ کس حالت میں اس نے تجھے انگوٹھی دی، اُس نے عرض کیا هُوَ رَاكِعٌ۔ وہ رکوع میں تھا۔ فَكَبَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔ نبیؐ پاک نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ۔ پھر یہ آیت تلاوت کی۔

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے تفسیر مظہری میں طبرانی کے حوالے سے بروایت حضرت عمار بن یاسر تحریر فرمایا ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب کے پاس ایک سائل آیا، حالانکہ آپ نفلی نماز میں رکوع کی حالت میں تھے۔

وَنَزَعَ خَاتَمَهٗ وَاَعْطَاهُ السَّائِلَ۔ (تفسیر مظہری)

اور آپ نے اپنی انگوٹھی اتار دی اور سائل کو دے دی۔ [1]

پس یہ آیت نازل ہوئی۔

---

[1] علامہ سید محمد صالح ترمذی حنفی نے لکھا ہے۔ رکوع کی حالت میں جو انگوٹھی سائل کو عطا کی گئی اس کا وزن چار مثقال تھا۔ اور اس کا نگینہ جو سرخ یاقوت کا تھا پانچ مثقال تھا۔ وہ مملکتِ شام کے خراج کی مثل قیمتی تھی۔ وہ انگوٹھی (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

آیت نمبر ⑪ ——— اندازِ سخاوت

"اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّھَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔"

(پارہ ۳ سورۃ بقرہ آیت ۲۷۴)

ترجمہ وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال رات میں اور دن میں چھپ کر اور علانیہ تو ان کے لیے ان کا اجر ہے اپنے رب کے پاس نہ انہیں کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔"

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر دُرِّ منثور میں عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابنِ جریر، ابن مُنذر، ابنِ ابی حاتم، طبرانی اور ابن عساکر نے عبدالوہاب بن مجاہد سے انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے ابن عباس

(بقیہ حاشیہ پچھلے صفحہ سے) طوق بن جران کی تھی۔ شیرِ خدا نے دورانِ جنگ اُسے قتل کیا اور اُس کی قیمتی انگوٹھی رسالت مآب کی خدمت میں پیش کی۔ حضورؐ نے وہ انگوٹھی حضرت مولا علیؑ کو عطا فرمائی یہ کوئی عام قسم کی معمولی انگوٹھی نہ تھی۔ اُس پر حضرت حسان بن ثابت نے شعر کہے۔ اُن میں ایک یہ ہے۔

فَاَنْتَ الَّذِیْ اَعْطَیْتَ وَکُنْتَ رَاکِعًا
فَذَالِکَ نَفْسُ الْقَوْمِ یَا خَیْرَ رَاکِعٍ

پس وہ جو شخص ہے جس نے رکوع کی حالت میں بخشش و سخاوت کی۔ اے بہترین رکوع کرنے والے یہ بات قوم کی جان و روح ہے۔

Marfat.com

سے بیان کیا ہے کہ یہ آیتِ مبارکہ کہ حضرت علی بن ابی طالب کے حق میں نازل ہوئی ہے (فرماتے ہیں)

"كانت لَهٗ اَرْبَعَةُ دَرَاهِمَ فَاَنْفَقَ بِاللَّيْلِ دِرْهَمًا وَّ بِالنَّهَارِ دِرْهَمًا وَّسِرًّا دِرْهَمًا وَّ عَلَانِيَةً دِرْهَمًا"

یعنی آپ (حضرت علی) کے پاس صرف چار درہم تھے۔ آپ نے ایک درہم رات کو ایک دن کو ایک خفیہ اور ایک علانیہ طور پر خرچ کیا۔

تفسیر درمنثور جلد اوّل صفحہ ۳۶۳، رُوح المعانی جزء ۳ صفحہ ۴۸، مظہری جلد اوّل صفحہ ۳۹۳، تفسیر خزائن العرفان۔

آیت نمبر ⑫

"مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ (پارہ ۸ سورۃ انعام آیت ۱۶۰)

ترجمہ: "جو ایک نیکی لائے تو اس کے لیے اس جیسی دس ہیں اور جو برائی لائے اُسے بدلہ نہ ملے گا مگر اس کے برابر اور اُن پر ظلم نہ ہوگا۔"

مفسرین کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک نیکی کرنے والے کو دس نیکیوں کا اجر ملے گا۔ یعنی اللہ تعالیٰ جس کے لیے جتنا چاہے اُس کی نیکیوں کو بڑھائے ایک کے سات سو کرے یا بے حساب عطا فرمائے، اصل یہ ہے کہ نیکیوں کا ثواب محض فضلِ خداوندی ہے۔ یہی مذہب اہلِ سنت ہے اور بدی کی اتنی

Marfat.com

ہی سزا یہ عدل ہے۔ (خزائن)

سید محمد صالح حنفی لکھتے ہیں کہ مولا مرتضیٰ کا ارشاد ہے

"اَلْحَسَنَۃُ حُبُّنَا ۔۔ وَالسَّیِّئَۃُ بُغْضُنَا ۔۔۔ کہ نیکی ہماری محبت کا نام ہے اور بدی ہمارے ساتھ بغض اور دشمنی کا نام ہے۔ (کوکب دری ۱۴۲)

آیت نمبر ⑬

فرمان رحمان ہے

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَھَرٍ ۝ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ ۝۔ (پارہ ۲۷ سورۂ رحمٰن آیت ۵۴/۵۵)

ترجمہ: بے شک پرہیزگار باغوں اور نہر میں ہیں۔ سچ کی مجلس میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور۔

سید صالحؒ نے مناقب ابنِ مردویہ کے حوالے سے جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت نقل کی ہے کہ ایک دن رسول اللہ کی بارگاہ میں دورانِ حاضری آپ کے اصحاب نے جنت کو یاد کیا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اہلِ جنت میں سے سب سے پہلے جو جنت میں داخل ہوگا وہ علی ابن ابی طالب ہے۔ حضرت ابو دجانہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ہم کو خبر دی ہے کہ جنت انبیاء پر حرام ہے۔ جب تک جنت میں داخل نہ ہو جاؤں اور تمام امتوں پر جنت حرام ہے۔ جب تک میری امت جنت میں داخل نہ ہو جائے۔ آپ نے فرمایا ہاں: کیا تجھے معلوم نہیں ہے کہ خدائے عزوجل کا ایک نور کا جھنڈا ہے اور ایک یاقوت کا ستون ہے۔ جس پر لکھا ہے ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَاٰلُ مُحَمَّد

Marfat.com

خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ وَصَاحِبُ اللِّوَاءِ وَاِمَامُ الْقِیَامَۃِ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں محمد مصطفٰے اللہ کے رسول ہیں۔ اور محمدؐ کی آل تمام مخلوق سے بہتر ہے۔ اور اس جھنڈے کا مالک اور قیامت کا امام علی ابن ابی طالب ہے۔

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کو خوش اور شادمان فرمایا تو مولا مرتضٰی نے عرض کیا۔

خدا کا شکر و احسان ہے، جس نے آپؐ کے طفیل ہم کو مکرم اور مشرف فرمایا۔ حضورؐ نے فرمایا، اے بھائی تم کو بشارت ہو کہ جو شخص اپنے آپ کو تیری محبت سے سرشار کرے گا اور مودت پر قائم رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن ہمارے ہمراہ محشور کرے گا۔ آپ نے اُس وقت مندرجہ بالا آیت پڑھی۔

مناقب خطیب خوارزم میں حضرت جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے مولا مرتضٰے سے فرمایا۔ کہ جو شخص تجھ کو دوست رکھے گا۔ حق تعالیٰ اُس کو ہمارے ہمراہ ہماری منزل میں ساکن فرمائے گا اور اس کے بعد اُوپر والی آیت تلاوت فرمائی

(کوکبِ دری ص ۱۲۳)

آیت نمبر ⑭

ارشادِ خداوندی ہے

وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ۔

(پارہ اوّل سورۃ بقرہ آیت ۴۳)

ترجمہ: رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ

اس آیت میں نماز و زکوٰۃ کی فرضیت کا بیان ہے اور اس طرف بھی اشارہ

Marfat.com

ہے کہ نمازوں کو اُن کے حقوق کی رعایت اور ارکان کی حفاظت کے ساتھ ادا کرنے اور نماز باجماعت ادا کرنے کی ترغیب بھی ہے۔

محدّث حنبلی رح اور حافظ ابن مردویہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت حضور سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور علی مرتضیٰ کی شان میں نازل ہوئی کیونکہ انہوں نے سب سے پہلے باہم مل کر نماز پڑھی اور رکوع کیا۔

(کوکب دُرّی ص ۱۳۳)

آیت نمبر ⑮ ——— شجرۂ واحدہ

ارشادِ خدائے لم یزل ہے۔

"وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ" (پارہ ۱۳، سُورۃ رعد آیت ۴)

ترجمہ: "اور زمین کے مختلف قطعے ہیں اور پاس پاس ہیں، اور باغ ہیں انگوروں کے اور کھیتی اور کھجور کے درخت۔ کچھ ایک تنے سے چھوٹی اور کچھ الگ الگ سب کو ایک ہی پانی دیا جاتا ہے۔"

صِنْوَان :۔ منجد میں ہے کہ ایک جڑ سے دو یا دو سے زیادہ کھجور کے درخت پھوٹیں تو یہ ایک کو صِنْو یا صُنْو کہتے ہیں۔ جس کی جمع صنوان ہے۔

سیّد صالح بحر المناقب کے حوالے سے رقم طراز ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے مروی ہے کہ میں نے رسولِ کریم سے سُنا کہ وہ جناب علی ابن ابی طالب سے فرما رہے تھے ۔۔ اَلنَّاسُ مِنْ اَشْجَارٍ شَتّٰى وَاَنَا وَاَنْتَ مِنْ شَجَرَةٍ وَّاحِدَةٍ ۔۔۔ ثُمَّ قَرَءَ الْاٰيَةَ

Marfat.com

سب لوگ دنیا میں مختلف درختوں سے ہیں، میں اور تُو "دونوں" ایک ہی درخت سے ہیں اور پھر یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔

(کوکب دری ص۱۳۶)

آیت نمبر ⑯

خالق ارضین وسماوات کا ارشاد ہے۔

"اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ط

(پارہ ۲۶ سورۃ محمدؐ آیت ۱۲)

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ داخل کرے گا، لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے۔ جنت میں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔"

شانِ نزول

حافظ ابن مردویہؒ نے حضرت مجاہدؒ سے روایت کی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت مقدسہ علی مرتضیٰ، حضرت حمزہؓ عمِ رسولؐ اور حضرت عبیدہ کی شان میں نازل ہوئی۔ جب کہ انہوں نے عتبہ اور شیبہ سے، جنگ کی۔

(کوکب دُرّی ص۱۳۶)

آیت نمبر ⑯ ——— سببِ نزول

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب جنگِ بدر میں رسول کریم کے چچا حضرت عباس گرفتار ہو کر آئے تو مسلمانوں نے خاص کر

Marfat.com

حضرت علیؓ نے ان کو کفر اختیار کرنے اور قرابت منقطع کرنے کی شرم دلائی۔
وَاَغْلَظَ عَلَى الْقَوْلِ ۔ اور حضرت علی نے کلام میں درشت لحظہ اختیار فرمایا اور الفاظ میں شدت آگئی ۔ جواباً حضرت عباسؓ نے فرمایا ـــــ مَا لَكُمْ تَذْكُرُوْنَ مَسَاوِيْنَا ۔ وَلَا تَذْكُرُوْنَ مَحَاسِنَنَا ـــ کہ تم ہماری برائیاں بیان کر رہے ہو اور ہماری خوبیوں کا کوئی تذکرہ نہیں کرتے ۔ مولا علیؓ نے فرمایا أَلَكُمْ مَحَاسِنُ ؟ ۔ کیا تم لوگوں میں کچھ خوبیاں بھی ہیں ؟ ۔ حضرت عباسؓ نے فرمایا جی ہاں ! ہم مسجد حرام کی تعمیر کرتے ہیں، ہم کعبہ کی دربانی کرتے ہیں ۔ وَنَسْقِي الْحَاجَّ [1] ـــ اور ہم حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں۔ ـــ

اس پر حضرت عباس (جو اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے) کے کلام کے رد میں اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیات نازل فرمائیں۔

آیت یہ ہے۔

"مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۔"ہ

(پارہ ۱۰ سورۃ توبہ آیت ۱۷)

ترجمہ: "نہیں روا مشرکوں کے لیے کہ وہ آباد کریں اللہ کی مسجدوں کو حالانکہ وہ خود گواہی دے رہے اپنے نفسوں پر کفر کی۔ یہ وہ ہیں کہ ضائع ہو گئے جن کے تمام اعمال اور آگ میں ہی یہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔"

اس آیت میں حضرت علی مرتضیٰ کے کلام کی تائید ہے اور حضرت عباس کی

---

[1] تفسیر مظہری جلد ۴ ص ۱۴۶

Marfat.com

گفتگو کا ردّ ہے کہ کفر کی حالت میں مسجد کی تعمیر کوئی معنیٰ نہیں رکھتی۔

آیت نمبر ⑱

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

اَجَعَلْتُمْ سِقَایَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

(پارہ ۱۰ آیت ۱۹ سورۂ توبہ)

ترجمہ: "کیا تم نے ٹھہرا لیا ہے۔ حاجیوں کو پانی پلانے والے کو اور مسجدِ حرام کے آباد کرنے "والے" کو اُس شخص کی مانند۔ جو ایمان لے آیا اللہ پر اور روزِ قیامت پر اور جہاد کیا اس نے اللہ کی راہ میں، وہ برابر نہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور اللہ نہیں ہدایت دیتا ان لوگوں کو جو ظالم ہیں۔"

شانِ نزول

مندرجہ بالا آیت کی شانِ نزول قاضی پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اس طرح لکھا ہے کہ فریابی نے ابنِ سیرین کی روایت سے بیان کیا ہے کہ مولا علی مکّہ پہنچے اور حضرت عباس سے فرمایا۔ اے چچا ہجرت کر کے رسولِ کریم سے جا کر کیوں نہیں مل جاتے (تاکہ ہر طرح کی دینی اور دنیاوی سعادتیں حاصل ہوں) حضرت عباس نے کہا۔

اُعَمِّرُ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَاَحْجُبُ الْبَيْتَ ـــــ

Marfat.com

میں مسجد الحرام کی آبا کاری اور کعبہ کی دربانی کرتا ہوں۔ ـــــ اس پر یہ آیت مقدسہ نازل ہوئی۔

امام المفسرین حضرت علامہ ابو محمد حسین بن مسعود بغوی شافعی (المتوفی ۵۱۶ھ) نے اپنی تفسیر میں اس طرح لکھا ہے کہ حسن، شعبی، محمد بن کعب قرظی نے کہا کہ اس آیت کا نزول حضرت علی، حضرت عباس اور طلحہ بن شیبہ کے بارے میں ہوا تھا۔ تینوں نے اپنے اپنے کارناموں پر فخریہ اظہار کیا تھا۔ ـــ اَنَا صَاحِبُ الْبَیْتِ بِیَدِیْ مِفْتَاحُہٗ۔ میں کعبہ شریف کا متولی ہوں اور اُس کی چابیاں میرے ہاتھ میں ہیں ـــ حضرت عباس نے فرمایا ـــ اَنَا صَاحِبُ سِقَایَۃٍ وَالْقَائِمُ عَلَیْھَا ـــ میں حاجیوں کو پانی پلاتا ہوں۔ یہ میرا کام اور میرا حق ہے مولائے کائنات حضرت علیؓ نے فرمایا ـــ مَا اَدْرِیْ مَا تَقُوْلَانِ لَقَدْ صَلَّیْتُ اِلَی الْقِبْلَۃِ سِتَّۃَ اَشْھُرٍ قَبْلَ النَّاسِ وَاَنَا صَاحِبُ الْجِھَادِ ـــ مَیں نہیں جانتا کہ آپ لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟ میں نے قبلہ کی طرف منہ کر کے لوگوں سے پہلے چھ ماہ نمازیں پڑھی ہیں" یعنی سب لوگوں سے پہلے اور مَیں صاحبِ جہاد ہوں۔ یعنی اللہ کی راہ میں جنگیں لڑی ہیں" ـــ اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

(تفسیر معالم التنزیل (بغوی) جلد ۲ ص ۲۷۵ ۔ تفسیر مظہری جلد ۴ ص ۱۴۹ ۔ تفسیر واحدی ۲۴۲ مطبوعہ الریاض۔ تفسیر خزائن العرفان۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر حسنات۔)

حضرت عباس و طلحہ رضی اللہ عنہما کے جواب میں جو ارشاد فرمایا اور موقف اختیار فرمایا اس کی تائید و شہادت اللہ پاک نے قرآن مجید میں مندرجہ ذیل آیت میں اس طرح فرمائی۔

Marfat.com

آیت نمبر ⑲

فرمانِ رحمان ہے

"اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجٰھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ اَعْظَمُ دَرَجَۃً عِنْدَ اللّٰہِ ط وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝

(پارہ ۱۰ سُورۃ توبہ آیت ۲۰)

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا خدا کی راہ میں، اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے۔ اُن کا درجہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا ہے اور یہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔

آیت نمبر ⑳

یُبَشِّرُھُمْ رَبُّھُمْ بِرَحْمَۃٍ مِّنْہُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّھُمْ فِیْھَا نَعِیْمٌ مُّقِیْمٌ ۝

(پارہ ۱۰، سُورۃ توبہ آیت ۲۱)

ترجمہ: خوشخبری دیتا ہے انہیں اُن کا رب اپنی رحمت اور رضا مندی کی اور جنّتوں کی اُن کے لیے وہاں دوامی نعمت ہے۔

مندرجہ بالا آیات ۔حضرت مولا علی کے اس اعلان پر کہ " ۔ اَنَا صَاحِبُ الْجِھَادِ " یعنی مَیں مجاہد ہوں، صاحبِ جہاد ہُوں، پر مؤیّد ہیں اور آپ موقفِ عظیم کی معاون ہیں اور ان آیات میں حضرت علی کی بات کو سراہا جارہا ہے اور اُن کے مرتبہ و مقام کی نشاندہی کی جارہی ہے

Marfat.com

اور اُن کے مجاہدانہ کارناموں کو کامیابی کی دلیل اور بلندیٔ درجات سے تعبیر کیا گیا ہے ـــ کون علی؟ ـــ جو ؎

شیرِ یزداں، پیکرِ اجلال و عظمت ہے، علیؓ
دین کے رُخ کی ضیاء، حق کی وجاہت ہے علیؓ
دبدبہ اسلام کا، ایماں کی غیرت ہے علیؓ
جانِ جاں، جانِ جہاں، حسنِ شرافت ہے علیؓ

(خضرؔ)

آیت نمبر (۲۱)

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتَابِ۔

(پارہ ۱۳ سورۃ رعد آیت ۴۳)

ترجمہ:۔ فرمائیے اللہ تعالیٰ بطور گواہ کافی ہے، میرے اور تمہارے درمیان اور وہ لوگ جن کے پاس کتاب کا علم ہے۔

سیّد محمد صالح کشفی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ محدّث حنبلی رح نے محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کے پاس کتاب کا علم ہے، وہ شخص ـ اس حدیث ـ اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا ـــ کے بموجب علی ابنِ ابی طالب ہے ـــ اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو اسلام لانے سے قبل یہود کے بہت بڑے عالم تھے) سے روایت کی ہے کہ میں نے رسولِ خدا سے دریافت کیا، جس شخص کے پاس کتاب کا علم وہ کون ہے؟ آپؐ

Marfat.com

نے فرمایا وہ علیؓ ہے ۔ کتاب اللہ کے علم کے عالم و وارث نے ایک مرتبہ منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا تھا۔ اے دُنیا والو مجھ سے جو چاہو پوچھو۔ میں زمین سے زیادہ اور آسمانوں کے راستوں سے واقف ہوں۔ میں کتاب اللہ کا وہ عالم ہوں جو قرآن کی تمام آیات کے اسبابُ النزول اور جُملہ معانی سے واقف ہوں ؎

کون ہے دُنیا میں میرے مولا حیدرؓ کے سوا
جس نے ہو دعویٰ "سَلُونِی" برسرِ منبر کیا

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ علم ۔ اور۔ عالم مَا کَانَ وَمَا یَکُوْن کی روحانی درسگاہ اور نوری مکتب سے ایسا علم سیکھا جس کی نظیر، نظرِ فلک نے شائد نہ دیکھی ہوگی ۔ سرکار علیہ السلام نے اپنے عظیم ترین شاگرد کو ظاہری اور باطنی علوم سے مالا مال فرمانے کے بعد فرمایا ۔ عَلِیٌّ عَیْبَۃُ عِلْمِیْ ۔ علی میرے علم کا سینہ ہے ۔ خیال رہے کہ "عَیبہ" عربی میں اُس سینے کو کہتے ہیں۔ جو رازوں کی حفاظت کر سکے۔ عرصۂ علم و حکمت کے شہسوار نے اُس اُستاد کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیے، جسے عالم الغیب جلالہٗ نے علوم الاولین و آخرین کے ابحار کا شناور بنا کر اور مطلع علی الغیب کی سند عطا فرما کر بھیجا۔ پردوں میں چھُپی ہوئی اشیاء کے حقائق کی آگاہی علی مرتضیٰ کی کرامات کا حصّہ ہے۔ ؎

بندۂ ربِّ دو عالم، وارثِ علم رسولؐ — قاضیٔ دینِ محمدؐ، صاحبِ قلبِ عُقُول
والدِ حسنینؓ و زینبؓ، شوہرِ زہراؑ بتول — دینِ احمدؐ کا محافظ، فقر کی اصل اصول
عارضِ شرعِ رسولِ پاکؐ کا غازہ علیؓ
علم و حکمت کے مدینے کا ہے دروازہ علیؓ

Marfat.com

مولا علیؓ

از روئے

حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ادائے احمد مرسل ادائے مولا علی
عطائے سرورِ عالم عطائے مولا علی

ہے مولا اُس کا علی جس کا ہے نبی مولا
ولائے شاہِ رُسل ہے ولائے مولا علی

نبی سے مانگو یا مانگو علی کی چھوکٹ سے
سخائے مُصطفوی ہے سخائے مولا علی

بصد عطا و عنایت ازل سے رکھی ہے
نبیؐ کے نور سے حق نے بنائے مولا علی

خضر

آئمہ حدیث نے اپنی گراں قدر تصانیف میں جگہ جگہ سیّدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شانِ اقدس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار احادیث اور فرامین نقل فرمائے ہیں۔ ہر وہ انسان جو فتنۂ انکارِ حدیث کے زہریلے اثرات سے اپنے آپ کو بچانے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور وہ محدثین کی دیانت و امانت پر بدا عتمادی کا شکار نہیں ہو جاتا اور حبیبِ کبریا محمد مصطفےٰ علیہ افضل التحیۃ والثناء کو ہادی و مرشد اور مخبرِ صادق تسلیم کرتا ہو۔ اُس کے لیے کوئی ایسی راہ کھلی نہیں رہ جاتی کہ سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ کی جلالت و وجاہت، عظمت و شرافت اور کرامت و ولایت کا انکار کر سکے۔ چنانچہ ملاحظہ فرمائیں اور ایمان کو تازہ کریں

Marfat.com

حدیث نمبر ①

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَھُوَ عَلِیٌّ مَوْلَاہُ"

(ترمذی شریف جلد دوم ص۲۱۲ - ابن ماجہ شریف ص۱۲۔ مشکوٰۃ شریف ص۵۵۶، نورالابصار صفحہ ۷۸، اشرف المؤبد ص۱۱۱۔

ترجمہ: کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی بھی مولا ہے۔

خیال رہے کہ مندرجہ بالا حدیثِ مقدسہ علمائے حدیث کے نزدیک تواتر معنوی کا درجہ رکھتی ہے۔ اس کے باوجود بعض لوگ کسی اندرونی مرض کی بنا پر ماننے کے لیے ہرگز تیار نہیں۔

اس حدیث کی پوری بحث ہماری کتاب آلِ رسول حصہ اوّل میں ملاحظہ فرمائیں انشاراللہ دل و دماغ میں شبہات و تشکیکات کے اُٹھنے والے بدبو دار بخارات تسکین و تیقّن کی خوشبو میں بدل جائیں گے۔

لفظ مولیٰ کے معانی

علمائے کرام محدثین عظام نے لفظ مولا کے کئی معانی بیان کیے ہیں اور کہا کہ مولا کا لفظ متعدد معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ لہٰذا پہلے قرآنی آیات میں جہاں جہاں مولا کا لفظ آیا ہے اس کے معانی و مفہوم کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔

مددگار

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ مَوْلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْکٰفِرِیْنَ

Marfat.com

لَا مَوْلَى لَهُمْ۔ (پارہ ۲۶ سُورۃ محمدؐ آیت ۱۱)

ترجمہ: یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کا مددگار ہے اور کافروں کا کوئی مددگار نہیں۔

وارث

ارشادِ خداوندی ہے:

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ۔ (پ۴ سُورۃ نساء آیت ۳۳)

اور ہر ایک کے لیے بنا دیئے ہیں ہم نے وارث اس مال سے جو چھوڑ جائیں ماں باپ اور قریبی رشتہ دار۔

عَصَبَہ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَرَائِي۔

(پارہ ۱۶ سُورۃ مریم آیت ۵)

ترجمہ: اور مجھے اپنے بعد اپنے (بے دین) رشتہ داروں کا ڈر ہے:

دوست

رب کریم نے ارشاد فرمایا

"وَيَوْمَ لَا يُغْنِي مَوْلًى عَنْ مَوْلًى شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ۔"

ترجمہ: جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ ان کی مدد ہو گی۔

معلوم ہوا کہ قرآنِ حمید کی رُو سے لفظِ مولا کبھی مددگار کبھی وارث کبھی عصبہ

Marfat.com

(باپ کی طرف سے رشتہ دار) اور کبھی دوست کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

سنن ابن ماجہ شریف کے صفحہ نمبر ۱۲ کے حاشیہ پر مشکوٰۃ شریف کے صفحہ ۵۵۶ مطبوعہ دہلی کے حاشیہ پر مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۱۱ مکتبہ امدادیہ ملتان کے صفحہ ۲۴۱ پر لفظ مولیٰ کے معانی یوں مرقوم ہیں۔ اَلْمَالِكُ۔ مالک حکمرانی کرنے والا۔ اَلسَّيِّدُ۔ سردار۔ اَلْمُنْعِمُ۔ انعام کرنے والا۔ اَلْمُنْعَمُ عَلَيْهِ۔ انعام یافتہ۔ اَلْمُعْتِقُ۔ آزاد کرنے والا۔ اَلنَّاصِرُ۔ مددگار۔ اَلْمُحِبُّ محبت کرنے والا۔ اَلتَّابِعُ۔ اتباع کرنے والا۔ اَلْجَارُ۔ پڑوسی۔ اِبْنُ الْعَمِّ۔ چچا زاد بھائی۔ اَلْحَلِيْفُ۔ وہ دوست جو اپنے دوست کے ساتھ وفا کرنے والا اور ہر آڑے وقت میں ساتھ دینے کی قسم اُٹھائے اَلْعَقِيْدُ۔ سپہ سالار رئیس قوم ضامن۔ اَلصِّهْرُ۔ داماد۔ اَلْعَبْدُ۔ غلام۔

حضرت علامہ امام ابنِ حجر مکی علیہ الرحمہ ولی کے معنیٰ یوں بیان فرماتے ہیں:

مَعْنَاهُ النَّاصِرُ لِاَنَّهٗ مُشْتَرَكٌ بَيْنَ مَعَانٍ كَالْمُعْتِقِ وَالْعَتِيْقِ وَالْمُتَصَرِّفِ فِي الْاَمْرِ وَالنَّاصِرِ وَالْمَحْجُوْبِ وَهُوَ حَقِيْقَةٌ فِيْ كُلٍّ مِّنْهَا۔ (صواعق محرقہ صفحہ ۴۲)

یعنی اس کے معنی مددگار کے ہیں۔ کیونکہ لفظِ ولی مُعتِق آزاد کرنے والا "عتیق" آزاد متصرف فی الامر خود مختار، با اختیار" ناصر مددگار" محبوب "پیارا" کے معنوں میں مشترک ہے۔ حقیقت میں یہ سب اس کے معانی ہیں۔

علامہ سید علی بن سلیمان مالکی رحمۃ اللہ نے قُوْتِ الْمُغْتَذِیْ

Marfat.com

علیٰ جامع الترمذی میں اس حدیثِ پاک مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ کے تحت لکھا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے مراد مَوْلَی الْاِسْلَامِ۔ (اسلام کا مددگار لیا ہے۔ جیسا کہ اس آیہ مبارکہ " ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكَافِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ میں ہے آپ فرماتے ہیں یا اس کا سبب یہ ہے کہ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ کہا:

لَسْتَ مَوْلَایَ اِنَّمَا مَوْلَایَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "

یعنی اے علی! آپ میرے مولا نہیں میرے مولا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (تو اس پر) حضورؐ نے فرمایا مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ "جس کا میں مولا ہوں اس کے علی بھی مولا ہیں۔"

حدیث نمبر ② ——— ہارُون اور علی

غزوۂ تبوک کے موقع پر حضور علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیچھے مدینہ شریف میں اپنا قائم مقام بنا کر چھوڑا تو حضرت علی نے سرکار کی بارگاہ میں عرض کیا " تَخْلُفُنِیْ مَعَ النِّسَآءِ وَالصِّبْیَانِ " آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جا رہے ہیں۔" یہ سن کر حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔

اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هٰرُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِیْ۔

(ترمذی شریف، مسلم شریف، بخاری شریف)

ترجمہ: کیا آپ اس بات سے راضی نہیں کہ میرے نزدیک تمہارا وہ مقام

Marfat.com

دمرتبہ ہو جو حضرت ہارُون کا مُوسیٰ علیہ السّلام کے نزدیک تھا۔
مگر میرے بعد نبوّت نہیں۔

خیال رہے کہ یہ حدیث مقدسہ ایک مخصوص وقت کے لیے نیابت پر دلالت کر رہی ہے اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سفرِ تبوک سے واپسی تک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنا قائم مقام بنا کر مدینہ میں ٹھہرنے کا حکم فرمایا، لیکن بعض حضرات نہ جانے اس سے کیسے خلافتِ بلافصل کا مفہوم اخذ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس طرح تو پھر لازم آئے گا کہ حضرت ابنِ مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس کے حقدار ٹھہریں۔ کیونکہ آپ کو بھی ایک مرتبہ آقا علیہ السّلام نے مدینہ منوّرہ میں اپنا قائم مقام بنایا تھا۔

قائم مقامِ عمرؓ

علامہ شیخ محمد خُضَری اپنی مشہور ترین کتاب اِتمامُ الوفاء فی سیرتِ الخلفاء میں رقم طراز ہیں۔

"وَكَثِيرًا مَّا كَانَ عُمَرُ يَسْتَخْلِفُهُ عَلَى الْمَدِينَةِ إِذَا غَابَ عَنْهَا۔" (اتمام الوفاء ص ۲۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب مدینہ منوّرہ سے باہر تشریف لے جاتے تو اکثر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منوّرہ میں اپنا قائم مقام بنا کر جایا کرتے تھے۔

خیال رہے کہ مولا علی کا نیابتِ عمرؓ قبول کر لینا اور پھر ان کی واپسی تک امورِ خلافت انجام دینا اس بات کی بین دلیل ہے کہ آپؓ حضرت عمر کو خلیفہ برحق تسلیم کرتے تھے۔

Marfat.com

حدیث نمبر ③

علامہ ابنِ حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے صواعق محرقہ میں حاکم کے حوالے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ان الفاظ میں روایت کی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَعَلِیٌّ سَیِّدُ الْعَرَبِ۔

(صواعق محرقہ ص ۲۴)

ترجمہ: میں اولادِ آدم علیہ السلام کا سردار ہوں اور علی عربوں کا سردار ہے۔

سیّد کے معانی

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شارح مسلم شریف نے شیخ الاسلام ہروی (عبداللہ بن محمد بن علی) کے حوالے سے سیّد کے معانی یوں بیان کیے ہیں:

اَلسَّیِّدُ هُوَ الَّذِیْ یَفُوْقُ قَوْمَهٗ فِی الْخَیْرِ

سیّد اسے کہتے ہیں جو بھلائی میں اپنی قوم پر فوقیت رکھتا ہو۔"

(وَقَالَ غَیْرُهٗ)

"وَالَّذِیْ یَفْزَعُ اِلَیْهِ فِی النَّوَآئِبِ وَالشَّدَآئِدِ فَیَقُوْمُ بِاُمُوْرِهِمْ وَیَتَحَمَّلُ عَنْهُمْ مَکَارِهَهُمْ وَیَدْفَعُهَا عَنْهُمْ۔"

(مسلم شریف جلد ثانی کتاب الفضائل باب تفضیل نبینا صلی اللہ علیہ وسلم علیٰ جمیع الخلائق)

ترجمہ: (اور سیّد وہ ہے) مصائب و شدائد میں جس کے پاس فریاد کی جائے

Marfat.com

اور وہ ان کے تمام معاملات کا ذمہ دار ہو اور ان کی تکلیف کو نہ برداشت کرے اور اپنی قوم کو تکالیف سے بچائے۔

حدیث نمبر ④

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا، ایک کو دوسرے کا بھائی بنایا، تو حضرت علی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں اس حال میں حاضر ہوتے کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا۔ لیکن مجھے کس کا بھائی بنایا ہے۔ تو جواباً حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔

"اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ"

(ترمذی شریف جلد ثانی صفحہ ۲۱۳ باب مناقب علی)

ترجمہ: "اے علی تو میرا دنیا اور آخرت میں بھائی ہے۔"

حدیث نمبر ⑤ ——— دارِ حکمت

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اَنَا دَارُ الْحِکْمَۃِ وَ عَلِیٌّ بَابُھَا۔

(جامع ترمذی شریف جلد ثانی صفحہ ۲۱۳)

ترجمہ: میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔

اس حدیثِ مقدسہ میں حضورؐ نے خود کو دارِ حکمت اور علی کو اس دارِ کرم کا دروازہ ارشاد فرمایا ہے۔ دار سے منسلک دروازے کا ایک اپنا نشان

Marfat.com

ہوتا اور اُس کی بہت زیادہ اہمیّت ہوتی ہے۔ خیال رہے کہ دار گھر کو کہتے ہیں جتنا گھر حسین ہوگا۔ اُس گھر کی شان کے مطابق ہی دروازے کا مقام و مرتبہ ہوگا۔ دروازے کا حسن دیکھ کر ہی گھر کی تمکنت کا پتہ چلتا ہے۔ کُفر کے گھنڈر پر نظر رکھنے والے۔ اس دارِ دارائی کے شکوہ کو کیا؟ جانے جن کے گھروں میں نفاق کے خار و خاشاک کے سوا کچھ نہیں وہ بادشاہوں کے محلات کی غلام گردشوں کی عظمتوں کو کیا جانے۔ پیغمبرِ حکمت کا گھر ہے۔ حیدر اس گھر کا دروازہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حیدرؓ صاحب ولایت و حکمت ہے۔

ہر ولی، ہر غوث، ہر قطبِ جلی کے سر کا تاج — آسمانِ علم و حکمت کا ہے جو روشن چراغ
کشورِ فقر و غنا پر حشر تک جس کا ہے راج — اُس کی الفت، مرضِ عصیاں کا مکمل ہے علاج
سُن کے جس کا نام تھرّایا جہاں کا ہر جری
وہ خدا کا مصطفٰے کا شیر ہے مولا علیؓ

حکمت کے معانی

حکمت، دانائی، عدل، علم، حلم اور فلسفہ کو کہتے ہیں۔ علامہ امام علاء الدین بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنی تفسیر میں یوں رقم طراز ہیں۔

هِيَ الْاَصَابَةُ فِي الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ۔ گفتار و کردار کی درستگی کو (حکمت) کہا جاتا ہے، اور جس کے قول و فعل میں تضاد پایا جائے وہ حکیم نہیں" هِيَ الَّذِيْ تَرُدُّ عَنِ الْجَهْلِ وَالْخَطَاءِ جو جہالت اور خطا سے دُور کرے۔

"اَلْحِكْمَةُ مَعْرِفَةُ الْاَشْيَاءِ بِحَقَائِقِهَا۔"
حکمت اشیاء کی حقیقتیں جاننے کا نام ہے۔ (تفسیر خازن جلد اوّل صفحہ ۹۴)

Marfat.com

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ حکمت کے معانی تفسیر روح المعانی میں یوں بیان فرماتے ہیں۔

وَضْعُ الْاَشْیَآءِ مَوَاضِعَهَا۔ ہر چیز کو اپنے محل و موقع پر رکھنا۔

"مَا یُزِیْلُ مِنَ الْقُلُوْبِ وَهْجَ حُبِّ الدُّنْیَا"

"جو دُنیا کی آتش محبت کو دل سے نکال دے۔"

اَلْفِقْهُ فِی الدِّیْنِ (دین کی فقاہت کو بھی حکمت کہا جاتا ہے۔

(رُوح المانی جلد ا ص ۳۸۷)

لفظ حکمت کی لغوی تحقیق کے بعد مندرجہ بالا احادیثِ مقدسہ کہ:

میں حکمت کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں) پر غور کرنے سے جو چیز سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے اپنی قولی، فعلی اور تقریری سُنن کی رُو سے قرآنِ حکیم کی جتنی تفسیر بیان کی ہے۔ اس تک رسائی حاصل کرنی ہو تو سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا وسیلہ ضروری ہوگا۔ اگر کوئی شخص قلبی اور ذہنی طور جناب علی رضی اللہ عنہ سے اپنے آپ کو دور رکھے گا تو پھر وہ فلسفہ و دانائی، علم و حلم، معرفت، دینی فقاہت اور حقائق سے ہمیشہ کے لیے دُور رہے گا اور اسے آتشِ حُبِّ دنیا جلا کر راکھ بنا دے گی۔ بغض و عناد اور جہالت کی دلدل میں دھنستا چلا جائے گا۔

میرے چمن میں الٰہی وہ انقلاب آئے
کہ پھول پھول سے خوشبوئے بوتراب آئے

حدیث نمبر ⑥ ——— بابِ مدینۃ العلم

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے صواعق محرقہ میں بزار، طبرانی، ترمذی، عقیلی، ابنِ عدی کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

Marfat.com

"اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا"

"میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے"۔

ایک اور روایت میں ہے فَمَنْ اَرَادَ الْعِلْمَ فَلْیَاْتِ الْبَابَ

جو علم حاصل کرنا چاہتا ہو وہ دروازے کے پاس آتے۔ ابن عدی کی ایک دوسری روایت میں ہے۔ عَلِیٌّ بَابُ عِلْمِیْ علی میرے علم کا دروازہ ہے۔

(صواعق محرقہ ص ۱۲۲)

ذاتِ اُو دروازۂ شہر علوم زیرِ فرمانش حجاز و چین و رُوم

(علامہ اقبال)

آپ کی ذات علموں کے شہر کا دروازہ ہے حجاز اور چین اور رُوم آپ کے فرمان کے تحت ہیں۔

مولائے کائنات سیدنا امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ یوں رقم طراز ہیں۔

چُوں تو بابے آں مدینۂ علم را چوں شُوا عے آفتاب علم را

ترجمہ: جب آپ شہر علم (نبی کریمؐ) کے دروازے ہیں اور جب آپ آفتاب علم (رسول کریم) کی شعاعیں ہیں تو ؎

باز باش اے باب بر جو یائے باب تا رَسَد از تو قشُو راندر لباب

ترجمہ: اے دروازے طالب دروازہ پر کھُلا رہ تاکہ آپ کی بدولت پوست درجۂ مغز کو پہنچ جائے۔

ابنِ تیمیہ نہیں مانتے

مندرجہ بالا حدیث نمبر ۴ :- میں علم کا شہر ہوں علی اس کا دروازہ ہے

Marfat.com

کہ محدّثین کی ایک جماعت نے صحیح اور بعض نے حسن کہا ہے۔ لیکن اہلِ بیتِ رسولؐ کی شان و عظمت اور محبت و عقیدت کو اپنے دل میں جگہ نہ دینے والے ٹولے کے سربراہ شیخ ابنِ تیمیہ نے اس حدیث کو واہی، ضعیف ترین بلکہ موضوع کہہ کر اپنے چھپے ہوئے عناد کا اظہار کیا، یہی وجہ ہے کہ علماء نے ابن تیمیہ کی کتاب منہاج السنّتہ کو وحشت انگیز کتاب کہا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ اگر اس حدیث کو مان لیا جائے تو پھر اس کا مطلب یہ کہ اگر نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم کا شہر ہوں تو اس حدیث کے مطابق علم حاصل کرنے کیلئے صرف ایک ہی دروازہ ثابت ہوتا ہے اور اس حدیث پر شیخ ابنِ تیمیہ نے کھل کر تنقید کی ہے اور اُن کے دماغ نے شہر علم صلّی اللہ علیہ وسلم کو اینٹ، پتھّر، اور گارے سے بنے ہوئے مکان کا شہر تصور کیا ہے۔ اس لیے علماء فرماتے ہیں کہ علامہ ابن تیمیہ کے عقل و شعور کو اُن کے علم نے بہت زیادہ دباؤں میں رکھا تھا کہ وہ اللہ و رسولؐ کے فرامین کا معنوی اعتبار سے تجزیہ کرتے ہوئے اپنے ضدی ذہن کو میزانِ عدل تصدر کرتے ہیں۔

شیخ ابنِ تیمیہ بلا شبہ صاحب علم تھے اور اُن کا علم حجابِ اکبر بن کر اُنکے باطل نظریات کی تباہی و افکار کی پراگندگی کا باعث بنا۔

انہوں نے مولا علی، اہلِ بیتِ رسولؐ اور اولیائے کرام کے خلاف بہت کچھ لکھا ہے۔ بعض مسائل کے استنباط میں انہوں نے جو روش اختیار فرمائی وہ اربابِ علم کے کسی طبقے میں نہیں پائی جاتی۔ کبھی کبھی ان کا انداز اتنا سطحی ہوتا ہے کہ دیکھنے والا اُسے دین اسلام کے خلاف ناکام تحریک و بغاوت پر محمول کرتا ہے۔ اُن کے دور اور بعد میں آنے والے علماء و محدّثین اور محققین اسلام نے اُن کے افکار باطلہ کا ردّ لکھا ہے اور اُن کی طبعی جھنجھلاہٹ میں لپٹی

Marfat.com

ہوئی ہرنا رواا ور ٹیڑھی بات کا مُسکِت جواب دیا ہے۔ عرب ریاستوں کے بعض حکمرانوں نے اُن کی سیرت اور دفاع میں کئی کتابیں لکھوائیں ہیں۔ اور اُن کتابوں کے مصنفین کو بھی اُن کا دفاع کرنے میں کئی مشکلات پیش آئیں اور کئی مقامات پر ان کو شرمندگی اور ندامت سے سر جُھکانا پڑا۔

حدیث نمبر ⑦ ——— لعابِ رسُولؐ اور چشمِ علیؓ

حضرت سَہل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگِ خیبر کے روز فرمایا کہ میں کل جھنڈا اس شخص کو دوں گا۔ یَفْتَحُ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْہِ۔ جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح دے گا۔ یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَ یُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ۔ (وہ شخص) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔

چنانچہ رات بھر صحابہ کرام اس موضوع پر گفتگو کرتے رہے کہ یہ جھنڈا کس کو ملتا ہے۔ جب صبح ہوئی تو تمام صحابہ حضورؐ کی بارگاہ میں حاضر ہُوئے اور اُن میں سے ہر ایک کی خواہش یہ تھی کہ یہ جھنڈا مجھے مل جائے۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا۔ اَیْنَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ؟ ۔ کہ علی ابن ابی طالب کہاں ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا۔ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ یَشْتَکِیْ عَیْنَیْہِ ۔ یارسول اللہ اُن کی آنکھوں میں تکلیف ہے۔ آپ نے فرمایا انہیں بلا لاؤ۔ جب وہ حاضر ہُوئے تو سرکارؐ نے اُن کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور اُن کے لیے دُعا فرمائی اور وہ بالکل تندرست ہو گئے۔ گویا کہ انہیں کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ پھر آپ نے انہیں جھنڈا عطا فرمایا۔ (مُسلم شریف جلد ثانی ص ۲۷۹ سعید کمپنی کراچی)

Marfat.com

حدیث نمبر ⑧ ——— علیؓ سے محبت کا حکم

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے چار شخصوں سے محبت رکھنے کا حکم فرمایا ہے اور یہ خبر بھی کہ میں ان چاروں سے محبت رکھتا ہوں آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا یا رسول اللہؐ! ان چاروں کے نام بھی ہمیں ارشاد فرمائیں قَالَ عَلِیٌّ مِنْھُمْ ان میں سے ایک حضرت علی ہیں (اور یہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا) ان کے علاوہ " ابوذر، مقداد اور سلمان رضی اللہ عنہم ہیں۔ نیز فرمایا وَاَمَرَنِیْ یُحِبُّھُمْ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے محبت کرنے کا حکم فرمایا۔

(ترمذی جلد ثانی ص)

اس حدیثِ مبارکہ پر بار بار غور فرمائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا فرما رہے ہے کہ مجھے، ابوذر، مقداد، سلمانؓ اور علی علیہ السلام سے محبت رکھنے کا حکم فرمایا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو علی مرتضےٰ سے محبت رکھنے کا حکم فرمایا، لہذا مصطفےٰ کریم کا علی سے محبت فرمانا ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ کتاب و سنت کا نام لے کر دامِ ہمرنگِ زمین بچھانے والے علیؓ کے اُن دشمنوں سے صرف اتنی سی استدعا ہے کہ سنت سمجھ کر ہی کبھی کبھی علی کا نام محبت بھرے انداز میں لے لیا کرو۔ ہم فقیروں کی تو ہمہ وقت یہی صدا ہے۔

تیری رحمت، تیرا لطفِ جاودانہ چاہیئے — یا علی تیری محبت کا خزانہ چاہیئے
طائرِ بے بال و پر کو آشیانہ چاہیئے — مجھ کو تیرا شہر، تیرا آستانہ چاہیئے
تو ہے عالی، تو ہے اعلیٰ، تو ہے بالا یا علیؓ
یاد تیری خضر کے دل کا اُجالا یا علیؓ

Marfat.com

حدیث نمبر ⑨ ——— فرمانِ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ

حضرت جمیع بن عمیر التیمی سے روایت ہے کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت عائشہ سے کسی نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کون زیادہ محبوب تھا؟ انہوں نے فرمایا فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا۔ پھر پوچھا گیا کہ مردوں میں کون؟ انہوں نے فرمایا "زَوْجُهَا" ان کے شوہر حضرت علی (اور فرمایا) اِنْ كَانَ مَا عَلِمْتُ صَوَّامًا قَوَّامًا جہاں تک میں جانتی ہوں بلاشبہ وہ بہت ہی زیادہ روزے رکھنے والے اور راتوں کو قیام کرنے والے تھے۔

(ترمذی جلد ثانی صفحہ ۲۶۶)

حدیث نمبر ⑩

ابُو یعلیٰ اور بزار نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ اٰذٰی عَلِیًّا فَقَدْ اٰذَانِیْ جس نے علی کو اذیت دی اس نے مجھے اذیّت دی۔

حدیث نمبر ⑪ ——— علیؓ کا دشمن نبیؐ کا دشمن

طبرانی نے حضرت اُمّ سلمہؓ سے بسندِ حسن بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مَنْ اَحَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ فَقَدْ اَحَبَّ اللّٰهَ وَمَنْ اَبْغَضَ عَلِیًّا فَقَدْ

Marfat.com

اَبْغَضَنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَنِیْ فَقَدْ اَبْغَضَ اللّٰہَ۔

(مشکوٰۃ شریف، صواعق محرقہ ص ۱۲۳)

ترجمہ: جس نے علی سے محبّت کی اس نے مجھ سے محبّت کی، جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی۔ جس نے علی سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ تعالےٰ بغض رکھا۔

حدیث نمبر دس اور گیارہ کا ایک مرتبہ پھر مطالعہ فرمائیں کہ ان حدیثوں میں اُمّت کے لیے کیا پیغام ہے۔ یہ امر ہر گمان سے پاک ہے کہ محبت دینِ اسلام کی رُوح ہے۔ سرکارؐ سے محبّتؐ قرآن کا فرمان ہے۔ آقا علیہ السلام سے محبت ایمان کی جان ہے۔ مولا مرتضیٰ سے محبتِ رسول کی دلیل ہے۔ جو علی سے بغض رکھتا ہے۔ دراصل رسولِ مکرم سے بغض کی علامت ہے۔ علیؓ جو فقر کے ہر سلسلے کا سلطان ہے۔ اور شیرِ رحمان ہے۔ صاحبِ ہل اتیٰ ہے اور دنیائے عقیدت کا مشکل کشا ہے

کون علی؟ کون حیدر و صفدر؟ ؎

یہ وہ حیدر ہے جسے کہتے سب مشکل کشا ہے لقب پس آپکا ہی تاجدارِ ہل اتیٰ!
ہے علی کے دم سے قائم فقر کا ہر سلسلہ جس کا مولا ہے نبیؐ اُس کا ہے مولا مرتضیٰ

اُس کے دُشمن دین کے اسلام کے غدار ہیں!
اُس کے سب باغی، جہاں بھی ہیں کلابُ النار ہیں[1]

حدیث نمبر ⑫

حضرت ام سلمہؓ (ام المؤمنین) ارشاد فرماتی ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ

---

[1] حدیث سنن ابن ماجہ۔

Marfat.com

علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ۔ مَنْ سَبَّ علیًّا فقد سَبَّنِیْ ۔۔۔
کہ جس نے حضرت علی کو بُرا کہا اس نے مجھے بُرا کہا۔

(صواعق محرقہ ص ۱۲۳)

وہ لوگ جو حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلفائے راشدین کی فہرست سے خارج کرنے کی سر توڑ کوشش میں مصروف ہیں اور آپ کو اہلِ بیتِ رسُول سے نکالنے کی بے سُود تگ و دو میں اپنی تمام تر صلاحیتوں کو ضائع کر رہے ہیں۔ وہ ان احادیث پر بار بار غور کریں اور پھر اپنے طرزِ عمل کا جائزہ لیں اور اپنی ان مذموم کوششوں پر بھی نظر رکھیں کہ کہیں ان کی یہ سعیِ لاحاصل اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُولِ پاک اور حضرت علی مرتضیٰ کی اذیت کا باعث تو نہیں بن رہی۔

حدیث نمبر ⑬

بزّار، ابو یعلی اور حاکم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ مجھے رسُول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بلایا اور فرمایا ۔ اِنَّ فِیْکَ مَثَلًا مِنْ عِیْسٰی ۔ کہ تجھ میں عیسیٰ علیہ السلام کی ایک مثال ہے" کہ یہود نے آپ سے یہاں تک بغض رکھا کہ آپ کی والدہ پر بہتان باندھا اور نصاریٰ نے یہاں تک محبت کی کہ آپ کو وہ مقام دیا (خدا اور خدا کا بیٹا کہنا شروع کر دیا) جو آپ کو حاصل نہ تھا۔ پھر حضرت علی نے فرمایا: اَلَا وَاِنَّہٗ یَھْلِکُ فِیَّ اِثْنَانِ خبردار میرے بارے میں دو آدمی ہلاک ہو جائیں گے ۔ مُحِبٌّ مُفْرِطٌ یُقَرِّظُنِیْ بِمَا لَیْسَ فِیَّ ۔ ایک حد سے بڑھا ہوا محبّ جو میری تقریظ و تعریف میں وہ بات کہتا ہے جو مجھ میں نہیں ۔" ۔۔۔ وَمُبْغِضٌ یَحْمِلُہٗ شَنَانِیْ عَلٰی اَنْ یَّبْھَتَنِیْ ۔۔۔ دوسرا وہ بغض رکھنے والا جس کو

Marfat.com

میری دشمنی، مجھ پر بہتان لگانے پر آمادہ کر دیتی ہے۔ (صواعق محرقہ ص۱۲۳)

اس حدیثِ مبارکہ سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اس دور کے خوارج و روافض اور یہود و نصاریٰ کے عقائد و نظریات اور عادت و اطوار میں کافی حد تک مشابہت پائی جاتی ہے۔

حدیث نمبر ⑭ — منافق کی پہچان

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اَنَّهٗ لَا يُحِبُّنِيْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا يُبْغِضُنِيْ اِلَّا مُنَافِقٌ کہ مجھ سے سوائے مومن کے کوئی محبت نہ کرے گا اور سوائے منافق کے کوئی بغض نہ رکھے گا۔ (ابنِ ماجہ شریف ص۱۲)

حدیث نمبر ⑮

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

"اِنْ كُنَّا لَنَعْرِفُ الْمُنَافِقِيْنَ نَحْنُ مَعْشَرُ الْاَنْصَارِ بِبُغْضِهِمْ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ"

(ترمذی شریف جلد ثانی صفحہ ۲۱۲)

ترجمہ: کہ ہم منافقین کو ان کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغض رکھنے کی بنا پر پہچانتے تھے۔

حدیث نمبر ⑯

حضرت اُمِّ سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

Marfat.com

کرتے تھے:

"لَا یُحِبُّ عَلِیًّا مُّنَافِقٌ وَّلَا یُبْغِضُہٗ مُؤْمِنٌ۔

(ترمذی شریف جلد ثانی ص ۲۱۳)

ترجمہ: کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کوئی منافق محبّت نہیں رکھتا اور ان سے کوئی مُومن بغض نہیں رکھتا۔

ان احادیث سے یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ محبّت علیؓ سرمایۂ ایمان اور بغض علی منافقت کی علامت ہے۔

حدیث نمبر ⑰ ——— مومنوں کا بادشاہ

ابن عدیؓ نے حضرت علیؓ سے بیان کیا ہے کہ حضور سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عَلِیٌّ یَعْسُوْبُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمَالُ یَعْسُوْبُ الْمُنَافِقِیْنَ۔ (صواعق محرقہ ص ۱۲۵)

ترجمہ: کہ علی مومنوں کا بادشاہ ہے اور مال منافقوں کا بادشاہ ہے۔

حدیث نمبر ⑱

حُبشی بن جُنادہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عَلِیٌّ مِّنِّیْ وَاَنَا مِنْ عَلِیٍّ وَّلَا یُؤَدِّیْ عَنِّیْ اِلَّا اَنَا اَوْ عَلِیٌّ۔

(ترمذی جلد ۲ ص ۲۱۲)

ترجمہ: علی مجھ سے ہے اور مَیں علی سے ہوں۔ میری طرف سے ادا مَیں

Marfat.com

ہی کرسکتا ہوں یا علی کرسکتا ہے۔

عرب میں یہ دستور تھا کہ فریقین کے درمیان جب کوئی معاہدہ ہوتا تو اس کو پورا کرنے کا اعلان معاہدہ کرنے والا یا پھر اس کا کوئی قریبی رشتہ دار کرتا کسی اور کے اعلان کو تسلیم نہ کیا جاتا۔ اسی لیے جب سیدنا صدیق اکبر کو امیر حج بنا کر بھیجا گیا تو آپ کے پیچھے حضرت علیؓ کو سورۂ توبہ سنانے کے لیے روانہ فرمایا:

حدیث نمبر ⑲

حضرت عمران بن حُصَین سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ عَلِیًّا مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِیُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ۔ (مشکوٰۃ شریف باب مناقب علی بن ابی طالب فصل ثانی)

ترجمہ: علی مجھ سے ہیں اور میں علیؓ سے ہوں اور وہ ہر مومن کے ولی ہیں۔

حدیث نمبر ⑳ ——— سوائے میرے اور تمہارے

حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ السلام نے حضرت علیؓ نے فرمایا:

یَا عَلِیُّ لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ یَجْنُبَ فِیْ هٰذَا الْمَسْجِدِ غَیْرِیْ وَغَیْرُكَ

"اے علی میرے اور تمہارے سوا کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اس مسجد میں جنبی (حالت میں) داخل ہو۔"

علی بن منذر کہتے ہیں کہ میں نے ضرار بن صرد سے پوچھا کہ اس حدیث کا کیا مطلب ہے؟ تو انہوں نے کہا کہا (حضور علیہ السلام کے اس ارشاد کا) مطلب یہ ہے کہ (اے

Marfat.com

علی) میرے اور تمہارے سوا کسی کے لیے حلال نہیں کہ وہ حالتِ جنابت میں مسجد سے گزرے۔ (ترمذی شریف جلد ۲ ص ۲۱۲)

حدیث نمبر ㉑ ——— قرآن اور علی

طبرانی نے جنابہ امّ سلمہؓ کے حوالے سے الاوسط میں بیان کیا ہے؟ آپ فرماتی ہیں کہ رسول کریم علیہ الصلواۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:۔

"عَلِیٌّ مَعَ الْقُرْاٰنِ وَالْقُرْاٰنُ مَعَ عَلِیٍّ لَایَفْتَرِقَانِ حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ۔"

(صواعق محرقہ ص ۱۲۴۔ رسالۃ الصبیان ص ۱۵۹)

ترجمہ: کہ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے اور یہ حوضِ کوثر تک ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے۔"

عالمہ شیخ محمد بن علی صبّان رحمۃ اللہ علیہ ابن سعد کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں کہ حضرت علی نے فرمایا خدا کی قسم قرآن پاک میں کوئی بھی ایک ایسی آیت نازل نہیں ہوئی کہ جس کو میں نہ جانتا ہوں کہ وہ کیوں؟ کہاں اور کس لیے نازل ہوئی۔ اِنَّ رَبِّیْ وَهَبَ لِیْ قَلْبًا عَقُوْلًا وَّلِسَانًا نَاطِقًا۔ بے شک میرے رب نے مجھے قلبِ عقول (بات کو محفوظ کر لینے والا دل) اور زبانِ ناطق عطا فرمائی ہے۔

نیز فرمایا۔ سَلُوْنِیْ عَنْ کِتَابِ اللّٰہِ۔ مجھ سے کتاب اللہ کے بارے میں پوچھو۔ کیونکہ قرآن پاک میں کوئی بھی آیت ایسی نہیں جس کو میں نہ جانتا کہ وہ رات کو نازل ہوئی ہے۔ یا دن کو۔ راستے میں نازل ہوئی یا کسی پہاڑ پر۔

(رسالۃ الصبّان ص ۱۶۲)

Marfat.com

علی وہ عالمِ قرآن ہے۔ جو قرآن کے ہر لفظ کے مزاج اور ہر جملے کی مراد سے واقف ہے۔ ؎

ہر فقر کی اقلیم کا سُلطان ہے حیدرؓ
اسلام کی کشور کا نگہبان ہے حیدرؓ
اسرارِ حقیقت کی حقیقت سے واقف
ہر فضلِ کمالات کی برہان ہے حیدرؓ
قرآن کے ہر علم کا علّام علیؓ ہے
کہتے ہیں نبیؐ عالمِ قرآن ہے حیدرؓ

حدیث نمبر (۲۲) ——— زیارتِ علیؓ

طبرانی اور حاکم نے باسنادِ حسن ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

"اَلنَّظَرُ اِلٰی عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ۔

ترجمہ: "علی کی طرف دیکھنا عبادت ہے"

(صواعق محرقہ ص۱۲۳ - نورالابصار ص۷۳ - رسالۃ الصبّان ص۱۵۷)

حدیث نمبر (۲۳)

دارقطنی نے "الافراد" میں ابنِ عباسؓ سے بیان کیا ہے آقا علیہ السّلام نے فرمایا:

"عَلِیٌّ بَابُ حِطَّۃٍ مَنْ دَخَلَ مِنْہُ کَانَ مُؤْمِنًا وَمَنْ خَرَجَ مِنْہُ کَانَ کَافِرًا۔" (صواعق محرقہ ص۱۲۵)

ترجمہ: "علی (گناہوں کی) بخشش کا دروازہ ہے جو اس دروازے سے داخل ہوگا وہ مومن ہوگا اور جو اس سے نکل جائے گا وہ کافر ہوگا۔"

Marfat.com

حدیث نمبر ۲۴ ——— کوکبِ جنّت

بیہقی اور دَیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَلِیٌّ یَزْھُوْ فِی الْجَنَّۃِ کَکَوْکَبِ الصُّبْحِ لِاَھْلِ الدُّنْیَا۔" (صواعق محرقہ ص ۱۲۵)

ترجمہ: علی جنّت میں اس طرح چمکے گا جیسے اہلِ دُنیا کے لیے صبح کا ستارہ چمکتا ہے۔

حدیث نمبر ۲۵

طبرانی نے حضرت ابنِ مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

"اِنَّ اللّٰہَ تبارکَ وَتَعَالٰی اَمَرَنِیْ اَنْ اُزَوِّجَ فَاطِمَۃَ مِنْ عَلِیٍّ۔" (الصواعق المحرقہ ص ۱۲۳)

ترجمہ: کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ فاطمہؓ کو علیؓ کی زوجیت میں دے دُوں۔

حدیث نمبر ۲۶

طبرانی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور خطیب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسُول کریم علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی ذرّیت (اولاد) کو اس کی صُلب میں رکھا ہے

Marfat.com

وَجَعَلَ ذُرِّيَّتِيْ فِيْ صُلْبِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ۔

(صواعق محرقہ ص۱۲۴)

ترجمہ: اور میری ذرّیت کو علی ابنِ ابی طالب کی صُلب میں رکھا۔

حدیث نمبر ۲۷ ——— محبّت علی ایمان ہے

علامہ سیّد شبلنجی رحمۃ اللہ علیہ نُورالابصار میں کِتابُ الآل کے حوالے سے رقم طراز ہیں کہ حضرت ابُوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسُول علیہ السّلام نے فرمایا:

"حُبُّكَ اِيْمَانٌ وَبُغْضُكَ نِفَاقٌ وَاَوَّلُ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ مُحِبُّكَ وَاَوَّلُ مَنْ يَّدْخُلُ النَّارَ مُبْغِضُكَ"۔ (نورالابصار ص۷۷)

ترجمہ: (اے علی) تمہارے ساتھ محبت رکھنا ایمان ہے اور تمہارے ساتھ بغض رکھنا منافقت ہے۔ سب سے پہلے تمہارے محب جنّت میں داخل ہوں گے اور تمہارے ساتھ بغض رکھنے والے سب سے پہلے دوزخ میں داخل ہوں گے۔

حدیث نمبر ۲۸ ——— محبّ علیؓ محبّ رسولؐ

حضرت ابنِ عباس فرماتے ہیں کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھ کر ارشاد فرمایا:

اَنْتَ سَيِّدٌ فِي الدُّنْيَا وَسَيِّدٌ فِي الْاٰخِرَةِ مَنْ اَحَبَّكَ فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَمَنْ اَبْغَضَكَ

Marfat.com

فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ (نورالابصار ص۸۰)

ترجمہ: (اے علیؓ) تم دنیا و آخرت کے سردار ہو۔ جو تم سے محبت کرے گا۔ وہ میرا محبت ہوگا اور جو تمہارے ساتھ بغض رکھے گا وہ میرا دشمن ہوگا۔"

خیال رہے کہ وہ شخص بہت بڑا بدبخت اور قابلِ مذمت ہے جو بغض علی کے ایسے مرض میں مبتلا ہے جو دلوں کو تاریک اور دینِ اسلام سے دُور کر دینے کا سبب بنتا ہے۔ ان احادیث کی رو سے دُشمنِ علیؓ کو دشمنِ رسُول اور خدا کا باغی ہی تصور کیا جائے گا۔ جو ایسے عقائد و نظریات کا حامل ہے جو آقا علیہ السلام کی نظر میں ناپسندیدہ ہیں اور محبِ رسُول وہی ہے جو محبِ علی ہو۔ علی کی محبت جزوِ ایمان اور باعثِ ایقان و اطمینان ہے اور اس حقیقت کو علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے یُوں بیان کیا: ؎

مُسلم اوّل شہِ مرداں علیؓ
عشق را سرمایۂ ایماں علیؓ

ترجمہ: مسلم اوّل اور تمام مردوں کے بادشاہ علی ہیں اور عشق کے لیئے سرمایۂ ایمان علیؓ ہیں۔

از ولائے دُودمانش زندہ ام
در جہاں مثلِ گہر تابندہ ام

ترجمہ: مَیں اُن کے خاندان کی محبت سے زندہ ہوں اور جہاں میں موتی کی طرح چمکتا ہوں۔

خاکم و از مہرِ او آئینہ ام
مے تواں دیدن نوا در سینہ ام

ترجمہ: میں ہوں تو خاک مگر آپ کی محبت سے آئینہ بن گیا۔ میرے سینہ میں آواز

Marfat.com

کو دیکھ سکتے ہیں۔

شیر حق ایں خاک را تسخیر کرد
ایں گل تاریک را اکسیر کرد

ترجمہ: اللہ کے اس شیر نے خاک کو مسخر کر لیا اور اس تاریک مٹی کو اکسیر (سونا) بنا دیا۔

حدیث نمبر ۲۹ ——— محبوبِ ربّ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چڑیا تھی (یعنی ایک انصاری عورت نے بھنی ہوئی چڑیا بٹیر یا کوئی اور پرندہ حضورؐ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا) تو آپ نے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ ائْتِنِیْ بِاَحَبِّ خَلْقِکَ اِلَیْکَ یَاْکُلُ مِنِّیْ ھٰذَا الطَّیْرَ — اے اللہ میرے پاس ایسے شخص کو لا جو ساری مخلوق سے تجھے پسند ہو کہ (وہ) میرے ساتھ یہ چڑیا کھائے۔ فَجَاءَہٗ عَلِیٌّ فَاَکَلَ مَعَہٗ۔ حضرت علی آپ کے پاس آئے تو آپ کے ساتھ (بھنی ہوئی چڑیا) تناول فرمائی۔

(جامع ترمذی شریف، جلد ثانی ص ۲۱۳)

حدیث نمبر ۳۰ ——— سرگوشی

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (فتح) طائف کے دن حضرت علی کو بلایا (اور ان کے کان میں) سرگوشی فرمائی، تو لوگوں نے کہا کہ حضور علیہ السلام کی اپنے چچازاد کے ساتھ سرگوشی بہت دراز ہو گئی (لوگوں کی اس بات پر) حضور علیہ السلام نے فرمایا:

Marfat.com

مَا انْتَجَيْتُهٗ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اِنْتَجَاهُ۔

(ترمذی شریف ص۲۱۴)

ترجمہ: کہ اُن سے میں نے سرگوشی نہیں کی بلکہ اللہ نے سرگوشی کی یعنی لوگوں کے تعجب پر حضورؐ نے یہ ارشاد فرمایا جس کا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ یہ گفتگو جو سرگوشی کے انداز میں ہوئی۔ منشاء خداوندی کے مطابق ہوئی۔

حدیث نمبر (۳۱) ——— زینت بخشی

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہیں۔ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علیؓ سے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ زَيَّنَكَ بِزِيْنَةٍ لَمْ يُزَيِّنِ الْعِبَادَ بِزِيْنَةٍ اَحَبَّ مِنْهَا ـ هِيَ زِيْنَةُ الْاَبْرَارِ عِنْدَ اللّٰهِ اَلزُّهْدُ فِي الدُّنْيَا، فَجَعَلَكَ لَا تَرْزَأُ مِنَ الدُّنْيَا ـ وَتَرْزَا الدُّنْيَا مِنْكَ شَيْءً وَوَصَفَ لَكَ الْمَسَاكِيْنَ فَجَعَلَكَ تَرْضٰى بِهِمْ اَتْبَاعًا وَيَرْضَوْنَ بِكَ اِمَامًا ـــ

(الامام علی بن ابی طالب رابع الخلفاء الرّاشدین (محمد رضا) مطبوعہ دار الحکمۃ دمشق و بیروت۔ ص۱۶)

اس حدیث میں جو عمار بن یاسر سے مروی ہے ـــ رسولِ کریم نے فرمایا کہ جو زینت و زیبائش خدا تعالیٰ نے تجھے ودیعت فرمائی ہے، وہ اور کے حصّے میں نہیں آئی۔ وہ زینت کیا ہے؟ زہد و تقوٰے، پرہیزگاری اور للّٰہیت ہے۔ اور تو دُنیا کے لیے نہیں نہ دُنیا تیرے لیے ہے۔ تو مسکینوں

Marfat.com

غریبوں، بے کسوں اور مصائب کی چکی میں پسنے والی انسانیت کے لیے اور دُنیا کے فقراء و مساکین تیرے سپرد کیے گئے اور وہی تیری امامت پر راضی رہیں گے ۔ دنیا کو دین پر فوقیت دینے والے تیری امامت و ولایت کے قائل نہ ہوں گے ۔ وہ تجھ پر سب کریں گے اور تیرے ساتھ عناد رکھیں ۔ اس لیے کہ وہ دینِ اسلام سے بہت دُور ہوں گے ۔ اور منافقت کو حکمتِ عملی کا نام دے کر اہلِ ایمان سے دغا کریں گے ۔

حدیث نمبر (۳۲) ـــــ اے علی جب ایسا ہوگا

مولا علی سے مروی ہے کہ مجھے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

يَا عَلِيُّ كَيْفَ اَنْتَ إِذَا زَهَدَ النَّاسُ فِي الْاٰخِرَةِ وَرَغِبُوْا فِي الدُّنْيَا ۔

اے علی اس وقت تیرا حال کیا ہوگا ۔ جب لوگ آخرت کو چھوڑ کر دنیا کی طرف راغب ہو جائیں گے ۔

اور لوگ میراث کا مال کھائیں گے بغیر حلال و حرام کے امتیاز سے اور مال سے بے پناہ محبت کریں گے ۔ (مطلب یہ ہے کہ جب وہ وقت آئے گا کہ لوگ فکرِ آخرت کو چھوڑ کر دنیا کی طرف راغب ہو جائیں گے، خلافت چھوڑ کر ملوکیت کے طرف دار ہوں گے ۔ اور جب حلال و حرام میں فرق مٹ جائے گا ۔)

"وَاتَّخَذُوْا دِيْنَ اللّٰهِ دَغَلاً وَمَالَ اللّٰهِ دُوَلاً ۔"

اور اللہ تعالیٰ کے دین کے ساتھ خیانت کریں گے اور اللہ کے مال کو ادل بدل کریں گے ۔

حضرت علی المرتضیٰ نے عرض کیا: "یا رسُول اللہ!"

Marfat.com

اَتْرَکُھُمْ حَتّٰی اَلْحَقَ بِکَ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی — میں ایسے لوگوں کو چھوڑ دوں گا۔ یہاں تک آپ کے پاس آجاؤں حضورؐ نے فرمایا — صَدَقْتَ — اَللّٰھُمَّ اِفْعَلْ ذٰلِکَ بِہٖ — سچ کہا تو نے — اے اللہ اس کو ایسا ہی کر دے۔

(الامام علی ابن طالب رابع الخلفاء الراشدین (محمد رضا) مطبوعہ دار الحکمۃ دمشق و بیروت ص۱۶)

حدیث نمبر (۲۳) — تہ بند کے لیے

ایک دن آپ منبر رسول پر جلوہ افروز ہوئے — اور فرمایا — مَنْ یَشْتَرِیْ مِنِّیْ سَیْفِیْ ھٰذَا ؟ — (اے لوگو! تم میں کون ہے جو میری یہ تلوار خریدے گا ؟ — فَلَوْ کَانَ عِنْدِیْ ثَمَنُ اِزَارٍ مَا بِعْتُہٗ اگر میرے پاس تہ بند خریدنے کے لیے پیسے ہوتے تو میں یہ تلوار نہ بیچتا ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یا علی — اِسْلِفْکَ ثَمَنَ اِزَارٍ — تہ بند کے لیے قیمت خدمتِ عالی میں پیش کرتا ہوں۔

(الامام علی ابن طالب رابع الخلفاء الراشدین (محمد رضا) مطبوعہ دار الحکمۃ دمشق بیروت ص۱۸)

اس عقیدت مند نے گوارہ نہ کیا کہ اللہ کا شیر اپنے تہ بند شریف کے لیے اپنی تلوار فروخت کریں — تلوار علی کا حسین زیور ہے — تلوار کی تابناکیاں اس وقت فزوں تر ہوتی جاتی ہیں۔ جب علی کے ہاتھ میں ہو — علی کی تلوار وہ تلوار ہے۔ جسے اللہ کی طرف سے تمغۂ جرأت و بسالت سے نوازا گیا — یہی وجہ ہے کہ آج بھی افواجِ اسلام میں، سب سے بہادر جنگجو، دلیر اور جان پر کھیل جانے

Marfat.com

دامے مجاہدِ اسلام کو تمغۂ نشانِ حیدر سے اُس کی جُرأت کو سلام پیش کیا جاتا ہے اور دُنیا کے بڑے بڑے جرنیل اپنے سروں کو خم کر کے تسلیم و کورنش بجالاتے ہیں۔

حدیث نمبر (۴۴) ——— اپنا بوجھ آپ اُٹھایا

مولانا مُرشدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک دن بازار تشریف لے گئے اور بازار سے کھجوریں خریدیں اور تھیلے میں ڈالیں اور اُٹھا کر چل پڑے ۔ ایک شخص یہ منظر دیکھ رہا تھا کہ بہت بڑی مملکت کا حکمران بازار سے خریداری کرنے کے بعد وزن اُٹھائے جا رہا ہے تو اُس نے قریب آ کر عرض کیا۔

یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَلَا نَحْمِلُہٗ عَنْکَ

اے مومنوں کے امیر! "اجازت ہو تو یہ" یہ میں نہ اُٹھالوں۔

آپ نے فرمایا:

اَبُو الْعِیَالِ اَحَقُّ بِحَمْلِہٖ ——— صاحبِ اہل و عیال ہی اس کو اٹھانے کا زیادہ حق رکھتا ہے۔

(الامام علی بن طالب رابع الخلفاء الراشدین (محمد رضا) مطبوعہ دار الحکمۃ دمشق بیروت ص۱۸)

مولا علی جیسا حکمران ۔ کفر کے قلعے مسمار کرنے والا ——— اور دنیا کے طاقت ور ترین پہلوانوں کے غرور کو خاک میں ملانے والا ——— مرحب و عنتر کے چھکے چھوڑانے والا ——— ابنِ عبدود کی گردن اڑانے والا ——— دورِ اقتدار میں کھجوروں سے بھرا تھیلا اُٹھائے سادگی کے ساتھ بازار سے گزر رہا ہے ——— اور پھر ذرا آج کے حکمرانوں کے نرم و نازک سریر کو دیکھیے جو اپنی ذاتی فائل بھی اُٹھانے سے قاصر ہے اور ان امور کو اپنے منصب کے خلاف تصور کرتا ہے۔

Marfat.com

حدیث نمبر (۳۵) ——— علی اور بیت المال

آپؓ ایک مرتبہ بیت المال میں داخل ہوئے تو وہاں کچھ پڑا ہوا مال دیکھا لَا اَرٰی ھٰذَا ھُنَا وَبِالنَّاسِ حَاجَۃٌ اِلَیْہِ ۔ میں یہاں بیت المال میں اس کو نہیں دیکھ سکتا۔ جب کہ لوگ محتاج ہوں۔ ——— فَاَمَرَ بِہٖ فقسم ۔ پھر آپ کے حکم سے اس مال کو تقسیم کر دیا گیا ۔ وامر بالبیت فکنس ونضح فَصَلّٰی فِیْہِ ۔ اور آپ کے حکم سے بیت المال میں جھاڑو دیا گیا ۔ اور پھر بیت المال کے فرش پر پانی چھڑکا گیا ۔ پھر آپ نے اس میں نماز پڑھی ۔

(الامام علی بن ابی طالب رابع الخلفا الراشدین (محمد رضا) مطبوعہ دار الحکمۃ دمشق بیروت ص۱۸)

مولا علی کو یہ گوارا نہ ہوا کہ مسلمان ضرورت مند ہوں اور بیت المال میں کچھ پڑا رہے ۔ ؎

ولی ایسا علی جس پر ولایت ناز کرتی ہے
سخی ایسا ہے وہ جس پر سخاوت ناز کرتی ہے

حدیث نمبر (۳۶) ——— حقِ علیؓ

حضورؐ نے فرمایا:

حَقُّ عَلِیٍّ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ ، حَقُّ الْوَالِدِ عِنْدَ الْوَلَدِ

علی کا مسلمانوں پر ایسا ہی حق ہے کہ جیسا حق باپ کا اپنے بیٹے پر ہوتا ہے ۔

(الامام علی ابن ابی طالب رابع الخلفاء الراشدین (محمد رضا) مطبوعہ دار الحکمۃ دمشق بیروت ص۲۳)

Marfat.com

نیک والد کی اطاعت بیٹے پر لازم ہے اور یہ امر قرآن و حدیث کی رُو سے ثابت ہے۔ باپ کے حقوق جو اپنے بیٹے پر ہوتے ہیں وہ انگنت ہیں۔ مندرجہ بالا فرمانِ رسُول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر غور کریں اور اہلِ اسلام پر جو مولا مرتضیٰ کا حق ہے وہ ایسا ہے جیسا باپ کا بیٹے پر ۔ باپ کے حقوق کی پروا نہ کرنے والا بیٹا ناخلف، بدبخت اور ناہنجار کہلائے گا۔ علی مُسلمانوں کا وارث و ولی ہے۔ ؎

گوہرِ کانِ نبی، میرا ولی مولا علی　　تاجِ فرقِ فاطمہؑ، قطبِ جلی مولا علی

شبّر و شبیر و زہراؑ جود کے ہیں آسماں

ہے پناہِ سائلاں تیری گلی مولا علیؓ

حدیث نمبر ۳۷ ۔ شجاعتِ علیؓ

سیدنا امیرالمومنین مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کارناموں اور شجاعت و بہادری کے واقعات سے کتبِ تاریخ بھری پڑی ہیں۔ یہاں نہایت اختصار کے ساتھ بیان ہوگا۔ علامہ مؤمن شبلنجی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم امام غزالی کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ شبِ ہجرت حضرت علیؓ نے جنابِ رسُول کریمؐ کے بستر پر رات بسر کی تو اللہ تعالیٰ نے جبریل و میکائیل علیہما السلام کو وحی فرمائی کہ میں نے تم دونوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے اور ایک کی عُمر دوسرے کی عُمر سے لمبی کی ہے۔ تم دونوں میں سے کون ہے جو اپنے ساتھی کو اپنی عمر دے، دونوں نے اپنی اپنی زندگی کو پسند کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو وحی فرمائی کیا تم علی جیسے نہیں ہو سکتے؟ میں نے اس کو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی بھائی بنایا ہے۔ علیؓ نے اپنی زندگی پر رسُولِ کریمؐ کی زندگی کو پسند کیا اور ان کے بستر پر سو گئے۔ جاؤ زمین پر اترو اور "فَاحْفَظَاهُ مِنْ عُدُوِّهٖ" علی کی دشمنوں سے حفاظت کرو۔" فَكَانَ جِبْرِيْلُ عِنْدَ رَأْسِهٖ وَمِيْكَائِيْلُ عِنْدَ

Marfat.com

رِجلَیہِ" ، جبریل مولا علی کے سر کی طرف اور میکائیل پاؤں کی طرف ساری رات کھڑے رہے اور یہ پکارتے رہے۔ اے علی بن ابی طالب آپ جیسے بہادر کو دیکھ کر بہت خوشی ہوتی ہے کہ " یُبَاھِیَ اللّٰہُ بِکَ الْمَلٰئِکَۃَ " آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ فرشتوں پر فخر کر رہا ہے، اس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَہُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰہِ۔

ترجمہ: اور لوگوں میں سے وہ بھی ہے جو بیچ ڈالتا ہے (اپنی جان (عزیز) بھی اللہ کی خوشنودیاں حاصل کرنے کے لیے۔ (نور الابصار ص ۸۶)

غزوۂ بدر میں

غزوۂ بدر میں ستّر مشرکین قتل ہوئے۔ اُن میں سے اکیس مشرکین کو حضرت علی نے قتل کیا جن میں طلحہ بن ابی طلحہ، عبداللہ بن جمیل۔ ابوالحکم بن اخلس۔ سباع بن عبدالعزّی اور ابو اُمیہ بن مغیرہ سرِفہرست ہیں۔

خیال رہے کہ حضور علیہ السّلام نے بہت سے غزوات میں حضرت علی رضؓ کو جھنڈا عطا فرمایا ۔ سرکارؐ نے غزوۂ بدرِ اولیٰ میں کرز بن جابر الفہری سے "اُس کی بار بار مبارزت طلب کرنے پر" جنگ کے موقع پر

اَعْطَاہُ لِوَاءَہُ الْاَبْیَضَ

اپنا سفید جھنڈا حضرت علی کو عطا فرمایا:

(الامام علی بن ابی طالب ص ۲۳)

شانِ عظیم

کتاب "الامام علی بن ابی طالب" میں لکھا ہے کہ علی المرتضیٰ حضور سرور

Marfat.com

عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بہت سے غزوات میں حاضر رہے ــــ لکھتے ہیں ــ فَكَانَ لَهٗ شَانٌ عَظِيْمٌ ــ وَاَظْهَرَ شُجَاعَةً عَجِيْبَةً

آپؓ کی غزوات میں ایک عظیم شان ہوتی تھی۔ اور آپ شجاعت کا عجیب مظاہرہ فرماتے تھے۔

(الامام علی بن ابی طالب۔ ص ۲۵ مطبوعہ دارالحکمت بیروت، دمشق)

حدیث نمبر ۳۸ ــــ ملکِ حیار کا تاجدار

غزوۂ احد میں طلحہ بن عثمان شیخی بگھارتے اور ڈینگیں مارتے ہوئے کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے اصحابِ محمد (علیہم السلام) تم گمان کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری تلواروں سے ہمیں جلد ہی جہنم کی طرف لے جائے گا ــ (مطلب یہ تھا کہ وہ وقت بہت قریب ہے۔ کہ جب کفر سیوف اسلام سے مٹ کر جہنم رسید ہوگا۔ اور یہ بھی تمہیں گمان ہے کہ ہماری تلواروں سے تم جنت کی طرف جاؤ گے۔ (یعنی جب ہماری تلواریں تمہیں شہید کریں گی تو تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے)

پھر کہنے لگا کیا تم میں سے کوئی ہے۔ جس کو میری تلوار جلدی سے جنت میں پہنچا دے یا اس کی تلوار مجھے دوزخ میں پھینک دے۔

مبارزت کا یہ سطحی سا انداز دیکھ کر مولا مرتضیٰ نے فرمایا

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا اُفَارِقُكَ حَتّٰی اُعَجِّلَكَ بِسَیْفِیْ اِلَی النَّارِ ــ اَوْ تُعَجِّلَنِیْ بِسَیْفِكَ اِلَی الْجَنَّةِ [1]

---

[1] الامام علی بن ابی طالب ص ۲۵ مطبوعہ دارالحکمۃ بیروت، دمشق۔

Marfat.com

قسم ہے اُس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔
(اے طلحہ بن عثمان) مَیں تجھ سے جدا نہیں ہوگا۔ جب تک میں تجھے اپنی شمشیر "ذوالفقار" سے جلدی سے جہنّم رسید نہ کر دوں ۔ یا تو اپنی تلوار کے ساتھ مجھے جنّت کی طرف نہ بھیجے۔

پھر کیا تھا مولا مرتضیٰ شیرِ خدا نے اُس پر وار کیا اور ضربِ حیدری سے اس کا پاؤں کٹ گیا اور وہ گر پڑا۔ اور اُس کی شرمگاہ برہنہ ہو گئی ـــــ اور چلا کر کہنے لگا

اُنْشِدُكَ اللّٰهَ وَالرَّحِمَ يَا اِبْنَ عَمِّ [1]

میں تجھے اللہ تعالیٰ اور رشتہ داری کا واسطہ دیتا ہوں اے چچا کے بیٹے

فترکہ ۔ علی نے اُس کو چھوڑ دیا ـــ فَكَبَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ

رسول اللہ نے تکبیر بلند کی ـــ اصحاب نے حضرت علی سے کہا کہ آپ نے اُسے کیوں چھوڑ دیا؟ آپ نے فرمایا ـ جب اس نے اللہ تعالیٰ اور رشتہ داری کا واسطہ دے کر رحم کی اپیل کی ۔ اور جب اس کی شرمگاہ برہنہ ہو گئی تو مجھے حیا آ گئی۔

(الامام علی بن ابی طالب ص ۲۵ مطبوعہ دار الحکمۃ بیروت، دمشق۔

خیال رہے کہ ایک اور نامی گرامی سپہ سالار نے اپنا ستر برہنہ کر کے علی سے اپنی جان چھڑائی تھی۔

حدیث نمبر ۳۹ ـــــ لافتیٰ الاّ علی

غزوہ اُحد میں علیؑ نے ۔ تین لاف زن قسم کے شخصوں کو قتل کر دیا۔

---

[1] الامام علی بن ابی طالب ص ۲۵ مطبوعہ دار الحکمۃ بیروت، دمشق۔

Marfat.com

معًا حضورؐ کی نظر مشرکینِ قریش کی ایک جماعت پر پڑی (جو حضور علیہ السلام پر حملہ کرنے کی غرض سے آگے بڑھ رہے تھے سرکارؐ نے حضرت علی کو آواز دے کر حکم فرمایا ۔ اِحْمِلْ عَلَیْھِمْ ۔ ان پر حملہ کر دو ۔ مولا مرتضیٰ نے اُن پر حملہ کیا اور انہیں منتشر کر دیا۔ اور عمرو بن عبداللہ الجمحیؔ کو قتل کر دیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مشرکین قریش کے ایک اور گروہ کو دیکھا تو فرمایا علی! ان پر حملہ کر دو۔ مرتضیٰ شیرِ خدا نے اُن پر حملہ کر دیا اور وہ جمعیت منتشر ہونے پر مجبور ہو گئی اور آپ نے اس گروہ سے شیبہ بن مالک (جو بنی عامر کا فرد تھا) کو قتل کر دیا۔ ۔ یہ نظارہ دیکھ کر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا ۔ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ ھٰذِہٖ لِلْمُوَاسَاۃِ ۔ اے اللہ کے رسول بے شک یہی مواسات و ہمدردی اور مدد ہے ۔ یعنی حضرت جبرئیل نے مولا مرتضیٰ کی جانبازی کو سراہا ۔ حضورؐ نے فرمایا ۔ اِنَّہٗ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ ۔ بے شک وہ مجھ سے ہے اور میں اُس سے ہوں۔ جبرئیل عرض کرتے ہیں ۔ وَاَنَا مِنْکُمَا ۔ اور میں تم دونوں سے ہوں ۔ فَسَمِعُوْا صَوْتًا

پھر اُن سب نے یہ آواز سنی

لَاسَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار ۔ لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ

ذوالفقار جیسی تلوار کوئی نہیں ۔ علی جیسا دلیر و بہادر کوئی نہیں۔ (ایضاً)

حدیث نمبر ⑩ ۔ جبرئیلؑ نے بازو پکڑا

امیر المومنین مولا علی کا اپنا ارشاد ہے کہ مجھے غزوہ اُحد میں تلوار کے ستر زخم آئے۔ فرماتے ہیں کہ میں چوتھے زخم میں گر گیا تو ایک خوبصورت خوشبودار شخص میرے پاس آیا اور مجھے بازو سے پکڑ کر کھڑا کر دیا اور کہا کہ کافروں کا مقابلہ کرو۔ تم اللہ و رسولؐ

Marfat.com

کی اطاعت میں ہو اور وہ دونوں تم سے راضی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں نے یہ واقعہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا:

"یَاعَلِیُّ اَقَرَّ اللّٰہُ عَیْنَیْکَ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ

(نورالابصار ص۸۶)

ترجمہ: اے علی: اللہ تعالیٰ تیری آنکھوں کو ٹھنڈا رکھے وہ شخص جبریل علیہ السلام تھا۔

حدیث نمبر (۴۱)

غزوۂ خندق میں دُنیا کے مانے ہُوئے طاقت ور، تجربہ کار، جنگ آزمُودہ عَمرو بن عبدِوُدّ اور اس کے دیو قامت بیٹے ضبل کو قتل کر کے کفار و مشرکین کا غرور خاک میں ملا دیا۔ امام المحققین علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوۃ شریف میں وہ حدیث نقل کی ہے۔ جس میں حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے:

"لَمُبَارَزَۃُ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ یَوْمَ الْخَنْدَقِ اَفْضَلُ مِنْ اَعْمَالِ اُمَّتِیْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ"

ترجمہ: حضرت علی کا یومِ خندق مقابلہ کرنا قیامت تک کی میری اُمّت کے اعمال سے افضل ہے۔

جنگِ صفین میں فخرِ آق، کریب بن صباح، عردہ، احمر، حریث اور ان جیسے شہ زوروں کو تہ تیغ کر دیا — لیلۃ الہریر میں پانچ سو تئیس (۵۲۳) بہادروں کو پیوندِ خاک کیا۔

○

Marfat.com

علیؓ اور مرحب

غزوۂ خیبر میں سیدنا امیر المومنین کے مقابلے میں مرحب آیا جو خیبر والوں میں بہت بڑا بہادر جنگجو شخص تھا اس روز وہ دو زرہیں پہن کر دو تلواریں حمائل کر کے دو عمامے باندھ کر اور عماموں کے اُوپر خود رکھ کر رجز کہتا ہوا میدان میں آیا ؎

جانتا ہے مجھ کو خیبر مرحب خیبر ہوں مَیں ہوں سلاحِ آزمُودہ کار اور بے ڈر ہوں مَیں
آ کے میدان میں حریفوں کو جُھکا دیتا ہُوں مَیں
جس گھڑی اس تیغ دبھالے کو ہلا دیتا ہوں مَیں

سیدنا امیر المومنین شیرِ خدا رضی اللہ عنہ اس کے مقابلہ میں رجز پڑھتے ہُوئے آگے بڑھے جس کا ترجمہ و مفہوم یُوں ہے۔ ؎

ماں نے رکھا نام میرا حیدر کرّار ہے
اے یہودی آج اس میداں میں تیری ہار ہے
غور سے سُن آج اے مرحب مٹا دوں گا تجھے
آج اپنی تیغ کے جوہر دکھا دوں گا تجھے

مرحب بڑے کرّ و فر کے ساتھ آیا مگر آپ نے پہلے ہی حملے میں ایسی ضرب لگائی کہ اس کی چیخ کی آواز لشکر تک کو سنائی دی۔

حدیث نمبر (۴۲)

حضرت عاصم بن ضمرہ سے روایت ہے (جس کو ابنِ ابی شیبہ نے بھی بیان کیا ہے) کہ امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک تقریر کے دوران میں فرمایا کہ نبی الانبیاء علیہم السلام جب والدِ بزرگوار کو کسی سریہ (جہاد) میں روانہ

Marfat.com

فرماتے "کَانَ جِبْرِیْلُ عَنْ یَمِیْنِہٖ وَمِیْکَآئِیْلُ عَنْ یُسَارِہٖ تو آپ کی داہنی طرف جبریل امین اور بائیں جانب میکائیل علیہ السلام ہوتے تھے اور آپ اس جنگ کو جیت کر واپس آجاتے تھے۔

(کراماتِ صحابہ ص۴۳ بحوالہ کنز العمال)

حدیث نمبر ۴۳

احمد اور ابو یعلیٰ نے بسند صحیح حضرت سیدنا علی سے بیان کیا ہے کہ جب سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور میری آنکھوں میں خیبر کے روز جھنڈا عطا فرماتے ہوئے لعاب دہن لگایا ہے۔

مَا رَمِدْتُ وَلَا صُرِعْتُ (صواعق محرقہ ص۱۲۷)

نہ میں آشوبِ چشم میں مبتلا ہوا اور نہ مجھے کوئی پچھاڑ سکا۔"

حضور سرورِ دوجہاں کے لُعابِ دہن کا یہ اثر ہے کہ آشوبِ چشم جیسی بیماری آناً فاناً کافور ہو گئی ــــ اور لُعابِ رسُول کا دوسرا اثر یہ ہوا کہ سرکار علی علیہ السلام کو پھر دُنیا کا کوئی پہلوان، جبری، جوان نہ پچھاڑ سکا۔ آپ حق و باطل کے معرکوں میں ہمیشہ غالب رہے۔

کون علی؟ شجاعت کی دُنیا کا تاجدار ــــ عرصۂ سخاوت کا شہسوار ہے

بٹ رہا ہے ہر جگہ پر جس کا باڑہ وہ علی — جس نے دروازۂ خیبر کو اکھاڑا وہ علی
کفر کے جس نے کلیجے کو تھا پھاڑا وہ علی — جس نے ابنِ عبدِ وُد کو تھا پچھاڑا وہ علی

زور بازُوئے علی صفین یا احمر سے پوچھ
کاٹ تیغ حیدری کی مرحب و عنتر سے پوچھ

(خضر)

Marfat.com

علیؓ اور ابنِ عَبدِوُد

کتب تاریخ وسیر اور کتبِ مغازی میں حضرت مولا علی اور عمرو بن عبدود کی جنگ کا مختلف انداز میں جو تذکرہ کیا ہے اُس کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے۔ کہ غزوۂ احزاب (جنگِ خندق) میں مسلمانوں نے اپنے اور کفار کے درمیان ایک گہری خندق کھود رکھی تھی۔ اس کے ایک تنگ مقام کو دیکھ کر عمرو بن عبدِوُد، عکرمہ بن ابوجہل، ہُبیرہ بن ابی وہب اور نوفل بن عبداللہ وغیرہ گھوڑوں کو تازیانے لگا کر خندق کے پار اُترے۔ ابنِ عبدِوُد نے مبارزت طلب کی۔ ابنِ عبدِوُد بہت بہادر جنگ جو، آزمودہ کار، پہلوان، ہزار لشکریوں پر بھاری مانا جاتا تھا۔ اس کی مبارزت طلبی میں بھی غرور ٹپکتا تھا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کون ہے لشکرِ اسلام میں جو اس کا مقابلہ کرے۔ فَاَیْدُ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ (صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سن اِمَامُ الشُّجَعِیْن کرم اللہ وجہہ عرض کرتے ہیں۔ یا رسول اللہ ــ اَنَا اُبَارِزُہٗ ــ میں اُس سے مقابلہ کروں گا۔ مگر اجازت نہ ملی۔ عمرو نے مبارزت طلب کی۔ مولا علی نے پھر اجازت مانگی۔ مگر حضورؐ نے اجازت نہ دی۔ تیسری بار ابنِ عبدِوُد نے کہا کہ تم میں کوئی مرد نہیں ہے جو مجھ سے مقابلہ کرے ــ اسد اللہ الغالب نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اجازت فرمائیں۔ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی خاص زرہ پہنائی اور عمامہ مبارک سر پر رکھا اور ان الفاظ میں دُعا فرمائی ــ اَللّٰھُمَّ اَعِنْہُ عَلَیْہِ ــ یعنی اے اللہ علی کو ابن عبدِوُد پر فتح عطا فرما۔ پھر حضورؐ نے اللہ کی حمد وثنا کے بعد مناجات کے لیے دستِ مبارک اُٹھا کر درگاہ خداوندی میں عرض کی ــ اے خدا تعالیٰ بدر کے دن عبیدہ ــ اُحد کے دن حمزہ مجھ سے جدا ہو گئے ــ یہ علی میرا بھائی اور میرے چچا

Marfat.com

کا بیٹا ہے۔ــــ لَا تَذَرُنِیْ فَرْدًا وَاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ ــ مجھے تنہا نہ چھوڑ، اور تو سب سے اچھا وارث ہے۔

مولا مرتضیٰ پیادہ پا اُس کی طرف روانہ ہوئے اور اُس کے سامنے پہنچ کر فرمایا: اے ابنِ عبدِ وُد تیرا یہ قول ہے کو جو کوئی مجھ سے تین سوال کرے اُن میں سے ایک سوال قبول کر لیتا ہوں۔ اُس نے جواب دیا ہاں؛ آپ نے فرمایا کہ مَیں تجھ سے تین سوال کرتا ہوں۔ اوّل یہ کہ تو اسلام قبول کرلے اُس نے جواب دیا یہ ممکن نہیں۔ علی نے فرمایا دوسری بات یہ مان لے لڑائی سے باز آ، اور اپنے گھر واپس چلا جا۔ اُس مکمّل کُفر نے جواب دیا کہ قریش کی عورتیں بھی اس انداز میں بات نہیں کرتیں۔ اور پھر مکمّل ایمان یعنی مولا علی نے فرمایا۔ تو سُن تیسرا سوال یہ ہے۔ گھوڑے سے اُتر کر میرا مقابلہ کر۔ وہ یہ بات سُن کر ہنس کر کہنے لگا، اچھا یہ بات ہے۔ کہنے لگا کہ عرب بہادروں میں کوئی میرے سامنے ایسے سوال کرے۔ یہ بات میرے گمان میں بھی نہ تھی۔ جا واپس چلا جا۔ ابھی تو نوعمر ہے اور ابھی تیرا وہ وقت وہ عمر نہیں مجھ سے مقابلہ کرے اور پھر تیرا باپ میرا دوست تھا مَیں نہیں چاہتا کہ تیرا خون میرے ہاتھ سے گرے۔ شاہ مرداں نے فرمایا۔ لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ تیرا خون اپنے ہاتھوں سے گراؤں اور تجھے قتل کروں۔ یہ بات سُن کر عمرو بن عبدِ وُد بہت برہم ہُوا۔ غُصّے میں آکر گھوڑے سے اُترا اور غضب ناک ہو کر اللہ کے شیر پر حملہ کیا اور تلوار سے وار کیا اور وار اتنا شدید تھا کہ اس میں خود شگاف ڈالا جس کا اثر حیدر کرار کے سر مبارک تک پہنچا اور پھر کیا تھا حیدر کرار نے ذوالفقار صاعقہ بار کی ایک ہی ضرب سے ان نابکار کا سر تن سے جدا کر دیا۔ اور پھر نعرہ تکبیر بلند کیا۔ جب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تکبیر کی آواز سُنی تو جان لیا کہ علی رضؓ نے غرورِ کُفر کو قتل کر دیا ہے۔ عمرو بن عبدِ وُد کے قتل ہونے کے

Marfat.com

بعدازاں کے ساتھیوں نے امیر علیہ السّلام پر حملہ کر دیا آپ نے اُن کو بھی میدان سے بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ جب عرب کا پہلوان ہزار جری جوانوں پر بھاری عمرو بن عبدِ وُد کے قتل کی خبر لشکرِ کفار کو پہنچی تو جناب ابوسفیان اپنے رفیقوں اور فوج سمیت میدان چھوڑ کر بھاگ گئے اور منزل عفیف تک کہیں دم نہ لیا۔

جب ابنِ عبدِ وُد کی بہن اُس کی لاش پر آئی تو اُسے دیکھ کر کہنے لگی اِسے کسی بزرگ اور کریم ہمسر نے قتل کیا ہے۔ جب اُسے معلوم ہوا کہ میرے بھائی کو حیدر کرار کی تلوارِ ذوالفقار نے قتل کیا ہے اور اس نے اپنے بھائی کی لاش پر یہ دو شعر پڑھے:

لَوْ كَانَ قَاتِلُ عَمْرٍو غَيْرَ قَاتِلِهٖ
لَكُنْتُ اَبْكِيْ عَلَيْهِ آخِرَ الْاَبَدِ
لٰكِنَّ قَاتِلَهٗ مَنْ لَّا يُعَابُ بِهٖ
مَنْ كَانَ يُدْعٰى قَدِيْمًا بَيْضَةَ الْبَلَدِ

"اگر اس کا قاتل اُس (علی) کے سوا کوئی اور ہوتا تو میں اس پر ہمیشہ تک کے لیے گریہ زاری کیا کرتی۔ لیکن اس کا قاتل ایسا شخص ہے جو کسی طرح معیوب اور عیب دار نہیں اور کوئی عیب اُس میں پایا نہیں جاتا اور قدیم سے اپنے شہر کا رئیس اور مقبولِ خلائق ہے۔"

(کوکب دری فی فضائل علی ص ۴۴۲)

ان دو شعروں میں عمرو بن عبدِ وُد کی بہن نے اس بات کا اظہار کیا کہ اگر میرا بھائی کسی اور کے ہاتھوں قتل ہوتا تو میں ندبہ کرتی بین کرکے زندگی بھر روتی۔ لیکن یہ اُس شخصیت کے ہاتھوں قتل ہوا ہے۔ جس کی شجاعت و شرافت کی دُنیا میں نظیر نہیں ملتی۔ مطلب یہ کہ میرا بھائی کسی عام قسم کے سطحی اور بے نام آدمی کے ہاتھوں

Marfat.com

قتل نہیں عالم اسلام کے نامور پہلوان اور شیرِ خدا کے ہاتھوں مارا گیا ہے، جس کا مجھے افسوس نہیں ابنِ عبدود طاقت اور غرور کا ایک پہاڑ تھا جسے علیؑ نے ریزہ ریزہ کر کے رکھ دیا ؎

جو آئے مدِ مقابل غرور کے کہسار کے
بنا کے ریت کے ذرّے اڑائے مولا علیؓ

(مختصر)

عفو و درگزر

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی شریف میں مولا علی کرم اللہ وجہہ اور ایک کافر (جو بعد میں مسلمان ہو گیا) کا واقعہ بیان فرمایا ہے کہ مولا علی نے ایک جنگ میں ایک کافر کو زیر کرنے کے بعد چاہا کہ اس کی گردن اڑا دوں۔ قبل اس کے آپ اس کی گردن اڑا دیتے اس نے آپ کے منہ پر تھوک دیا ؎

از خدا انداخت بر روئے علیؓ افتخار ہر نبی و ہر ولی

ترجمہ: اس نے حضرت علی کے منہ پر تھوک دیا (وہ علی) جس پر ہر نبی اور ہر ولی کو فخر ہے۔

در زماں انداخت شمشیر آں علی کرد او اندر غزا آتش کاہلی

یعنی آپ نے فی الفور تلوار ہاتھ سے ڈال دی اور اس کے ساتھ مقابلے سے دستبردار ہو گئے۔

مطلب یہ کہ جب اس نے سیدنا علی پاک کے چہرۂ پاک پر تھوکا تو گویا آپ نے اپنی تلوار نیام میں ڈال دی اور اس کے ساتھ لڑنے کا ارادہ ترک فرمایا۔ مولا علی کے اس بے موقع معاف فرمانے اور رحم کرنے سے وہ کافر حیران و ششدر رہ گیا اور عرض کرنے لگا کہ آپ نے مجھ پر تلوار اٹھائی تھی۔ پھر کیا بات ہوئی کہ اس کو نیام میں

Marfat.com

ڈال کر مجھے چھوڑ دیا ؎

راز بکشا اے علی مرتضےٰ　　اے پس سُوءُ الْقَضَا حُسنُ الْقَضَا

اے علی اس راز کو کھول دیجیئے (کہ مجھے کیوں چھوڑ دیا) آپ تو میری بدقسمتی کے بعد خوش قسمتی بن گئے کہ قصدِ قتل کے بعد آپ نے عفو فرمایا۔ حضرت مولا علی نے جواباً ارشاد فرمایا:

گفت من تیغ از پئے حق مینزنم　　بندۂ حقّم نہ مامورِ تنم

فرمایا میں اللہ تعالیٰ کے لیے تلوار چلاتا ہوں۔ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ تن و نفس کا مطیع نہیں ہوں۔

آپ نے فرمایا چونکہ تو نے میرے مُنہ پر تھوکا تھا اور اس میں ذاتی توہین دیکھ کر مجھے غصّہ آگیا اور جذبۂ انتقام جوش زن ہوا۔ جو اخلاص فی العمل کے منافی ہے اسی لیے میں نے تجھے چھوڑ دیا۔ آپ کی یہ بات سُن کر وہ فوراً مسلمان ہو گیا اور کہنے لگا ؎

مَن غلامِ موج آں دریائے نور
کو چنیں گوہر درآرد در ظہور

میں اس نور کے دریا کی موج کا غلام ہوں جو ایسے (حسین و جمیل) موتی نکالتی ہے۔

یعنی میں اس ذات گرامی رسالت مآب پر اپنا آپ قربان کرنے کو تیار ہوں، جن کے فیضِ صحبت و تربیت سے آپ جیسے عالی مرتبت لوگ پیدا ہوتے

حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد نتیجہ اخذ کرتے ہیں ؎

تیغ حلم از تیغِ آہن تیز تر　　بل زصد لشکر ظفر انگیز تر

Marfat.com

لوہے کی تلوار سے حِلم کی تلوار زیادہ تیز ہے، بلکہ سینکڑوں لشکروں سے زیادہ موجب فتح ونُصرت ہے:

حیدر اور دروازۂ خیبر

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔

حَمَلَ عَلِیٌّ اَلْبَابَ عَلٰی ظَهْرِهٖ — غزوۂ خیبر میں علی نے اپنی پشت پر دروازۂ خیبر کو اٹھا لیا تھا — حتی صعد المُسلمونَ علیه ففتحوه اور جس پر سے گزر کر مُسلمان قلعہ میں داخل ہُوئے اور قلعہ خیبر فتح ہوا۔

انّهُم جَرُّوه بعد ذالك — لشکرِ اسلام کے قلعہ میں داخل ہونے کے بعد آپ نے وہ دروازہ پھینک دیا — فَلَمْ یَحْمِلْهُ اِلَّا اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا [1] جسے اُس کے مقام پر چالیس آدمیوں نے کھینچ کر اٹھایا۔

ڈھال کا کام لیتے ہوئے

ابن اسحاق اور ابن عساکر نے ابُو رافع سے بیان کیا ہے۔

اِنَّ عَلِیًّا تَنَاوَلَ بَابًا عِنْدَ الْحِصْنِ۔ حصن خیبر جنگِ خیبر میں حضرت علی نے قلعۂ خیبر کے پھاٹک کو اُٹھا کر ڈھال بنالیا تھا۔

فَتَتَرَّسَ بِهٖ عَنْ نَفْسِهٖ فَلَمْ یَزِلْ فِیْ یَدِهٖ وَهُوَ یُقَاتِلُ حَتّٰی فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْنَا، ثُمَّ اَلْقَاهُ

---

[1] تاریخ الخلفاء للسیوطی ص ۱۶۷ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی۔

Marfat.com

فَلَقَدْ رَاَیْتُنَا ثَمَانِیَةَ نَفَرٍ۔ نَجْهَدُ اَنْ نُقَلِّبَ ذَالِكَ الْبَابَ فَمَا اسْتَطَعْنَا اَنْ نُقَلِّبَهٗ۔ [1]

اور اس سے ڈھال کا کام لیتے ہوئے شمشیر زنی کرتے رہے اور فتح کے بعد آپ نے وہ پھاٹک اپنے ہاتھ سے پھینک دیا اور ہم آٹھ آدمیوں نے مل کر دوسری جگہ رکھنا چاہا، لیکن اُسے پلٹ بھی نہ سکے۔

مولائے کائنات علی کی قوت جو انہیں خدائے لم یزل نے عطا فرمائی تھی۔ اس کا مظاہرہ آپ نے ہر میدانِ کارزار میں کیا۔ اندازہ کریں کہ ایک ایسا دروازہ جسے چالیس جواں ہمت مرد بمشکل ہلا کر کھینچ سکیں۔ اس دروازہ کو پشت پر رکھ اُوپر سے لشکرِ اسلام کو قلعہ خیبر میں داخل ہونے کا موقع فراہم کیا۔ ایسا عظیم کارنامہ صرف اللہ کا شیر ہی انجام دے سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے جو آپ کو باطنی قوت عطا فرمائی۔ اُس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ آپ عرصۂ طریقت کے ایسے شہسوار تھے۔ جس پر دُنیائے ولایت قیامت تک ناز کرے گی۔ آپ علومِ ظاہری و باطنی کا ایسا سمندر تھے جس کی گہرائیوں کا اندازہ لگانا مشکل ترین بلکہ ناممکن ہے۔

حدیث نمبر (۴۴) قسم اُٹھا کر فرمایا

مسلم شریف میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے۔

وَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ اِنَّهٗ

---

[1] تاریخ الخلفاء: للسیوطی ص ۱۶۷ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی۔

Marfat.com

لِعَهْدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ اِلَیَّ اَنَّہٗ لَا یُحِبُّنِیْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا یُبْغِضُنِیْ اِلَّا مُنَافِقٌ[1]

قسم ہے اُس ذات کی جس نے بیجوں سے رخصت اور درختوں سے پھل نکالے" اور جان عطا فرمائی۔ محبوبِ اُمّی رسول نے وعدہ فرمایا ہے۔ "اے علی" مومن تجھ سے محبت رکھیں گے۔ اور منافق تم سے بغض وعداوت رکھیں گے۔

یہ امر یقین کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ اور یہ حدیث معنوی تواتر کی حدود میں داخل ہو چکی ہے کہ علی المرتضیٰ سے صرف صاحبِ ایمان ہی محبت رکھ سکتا ہے۔ اور حبدارِ علی کہلوانے کا حق دار ہے۔ جس کے دل میں ایمان و ایقان کی شمع روشن ہے۔ اور یہ بھی کہ منافق کسی صورت بھی علی سے محبت نہیں رکھ سکتا۔ مُخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو غیر مبہم انداز میں بیان فرما کر مولا مرتضیٰ کے دشمنوں کی نشان دہی کر دی ہے۔ اور یہ امر بھی حقیقت پر مبنی ہے کہ منافق کافر سے زیادہ اسلام کے لیے خطرناک ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ منافقوں کی پہچان کس طرح ہو گی۔ تو پریشان نہ ہوں۔ یہ فیصلہ صحابہ کرامؓ نے کر دیا ہے ترمذی شریف میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی لکھا ہے۔ فرماتے ہیں۔ کُنَّا نَعْرِفُ الْمُنَافِقِیْنَ بِبُغْضِھِمْ عَلِیًّا[2] کہ منافقوں کی واضح ترین علامت و شناخت یہ ہے کہ وہ علی سے عداوت رکھیں گے۔

خیال رہے اس دورِ پرفتن میں ہزاروں بلکہ لاکھوں ایسے دل اور سینے موجود

---

[1] تاریخ الخلفاء ص ۱۷۰

[2] " " " "

Marfat.com

ہیں۔ جن سے بغض و عداوتِ علی کا دھواں ہر وقت اٹھتا رہتا ہے۔ ہم ایسے دلوں کے لیے صرف دُعا ہی کر سکتے ہیں کہ الٰہی اُن آتشیں دلوں میں محبت کے گلشن پیدا فرما دے۔

حدیث نمبر (۴۵)

تاریخ الخلفاء میں امام سیوطیؒ نے مسندِ امام احمد اور مستدرکِ حاکم کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت ابو سعید خدری کا بیان ہے۔ رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا ــــ اِنَّکَ تُقَاتِلُ عَلَی الْقُرْاٰنِ کَمَا قَاتَلْتُ عَلٰی تَنْزِیْلِہٖ ۔ جس طرح میں نے کافروں سے اس وقت جنگ کی۔ جب کہ انہوں نے نزولِ قرآن سے انکار کیا تھا۔ اِسی طرح تم ان لوگوں سے جنگ کرو جو قرآن کی حفاظت نہ کریں گے۔

(تاریخ الخلفاء ص۱۷)

مطلب یہ ہے کہ جس طرح نزولِ قرآن کا کفار نے انکار کیا تھا کہ قرآنی آیات خدا کی طرف سے نہیں ہیں تو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کو کلام اللہ تسلیم نہ کرنے والوں سے جنگیں کیں۔ اے علی تم اُن لوگوں سے جنگ کرنا جو قرآنی احکام کی حفاظت نہ کریں اور قرآنی آیات کے معانی کی غلط تاویلات سے لوگوں کو گمراہ کریں۔ اور کتاب اللہ کے اسلوب و طریقہ سے ہٹ کر اپنی ذاتی رائے سے مطالب اخذ کریں اور تفسیر کے نام پر اصل، بیان و مراد اور دستورِ حیات کو بدل کر رکھ دیں۔ اور اُن حقائق سے روگردانی کریں جن کا تعلق عقائد و نظریات سے ہے اے علیؓ! تم اُن سے جنگ کرنا جو اپنے تصوراتی اور عناد پر مبنی مسالک کی ترویج و نفوذ کے لیے اور اپنے موہوم خیالات کی تسکین کی خاطر قرآنی مقاصد کو تبدیل

Marfat.com

کرنے کی کوشش میں اپنے آپ کو جہالت کے اندھیروں کے سپرد کر دیں۔

حدیث نمبر (۴۶)

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک حضرت علی اور حضرت عباس (حضورؐ کے چچا) خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئے اور شرفِ ملاقات کی اجازت طلب کی۔ اور دونوں بزرگوں نے حضرت اسامہ سے کہا کہ تم ہمارے لیے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اجازت حاصل کرو۔ حضرت اُسامہ کہتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ قدس پناہ میں حاضر ہو کر درخواست پیش کی کہ یا رسول اللہؐ علی اور آپ کے چچا عباس آئے ہیں اور اجازت چاہتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا ۔ لَكِنِّيْ اَدْرِيْ ۔ اِئْذَنْ لَهُمَا ۔ لیکن میں اُن کے آنے کا مقصد جانتا ہوں۔ اچھا انہیں آنے کی اجازت دے دو۔

چنانچہ وہ دونوں آگئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! ہم اس لیے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ سے معلوم کریں کہ اپنے گھر والوں میں سے آپ کو سب سے زیادہ محبت کس سے ہے؟ آپ نے فرمایا اپنی بیٹی فاطمہؓ سے۔ انہوں نے کہا ہمارا مطلب یہ نہیں اور ہمارا سوال ان گھر والوں سے نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا تو پھر اسامہ بن زید سے۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا (یعنی اللہ تعالیٰ نے دولت اسلام سے نوازا اور میں نے اُسے آزاد کیا) انہوں نے عرض کی پھر اس کے بعد کون؟ ۔ قَالَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ ۔ فرمایا علی ابن ابی طالب ۔ یہ سُن کر حضرت عباس بولے ۔ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جَعَلْتَ عَمَّكَ اٰخِرَهُمْ ۔ یا رسول اللہ آپ نے اپنے چچا کو ان سب کے آخر میں ڈال دیا ۔ سرکارؐ نے فرمایا ۔ اِنَّ عَلِيًّا سَبَقَكَ بِالْهِجْرَةِ

Marfat.com

علی نے آپ سے پہلے ہجرت کی۔

(رواہ الترمذی۔ ترجمان السنۃ جلد ۴ ص ۴۵۳ / ۴۵۴)

مندرجہ بالا حدیث میں صراحتاً مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید سے فرمایا لَکِنِّیْ اَدْرِیْ کہ میں اُن کے آنے کا مقصد جانتا ہوں" چنانچہ پہلے سوال کا آپ نے جواب اس انداز میں دیا۔ (یعنی سیدہ بتول کا نام لیا) کہ یہ جو سوال دل میں لے کر آئے ہیں۔ وہ نہ پوچھیں اور اسی سے سمجھ جائیں کہ آپ کو دونوں میں زیادہ عزیز کون ہے؟ چونکہ یہ دونوں بزرگ طے کر کے آئے تھے، اس لیے خاموش کیسے رہتے، آپ کی زبان حق ترجمان سے کہلوانا چاہتے تھے۔ اس لیے دوبارہ پوچھا اور اس کے بعد پھر پوچھا۔ تو آپ نے صراحت کے ساتھ بیان فرما دیا کہ علی سے زیادہ محبت ہے اور اُس کی وجہ بھی بیان فرما دی۔

اس سے معلوم ہوا کہ نبوت کی نظر کے سامنے کوئی بات چھپی نہیں رہتی۔ مصطفےٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو نبی الانبیاء اور عالم ما کان و ما یکون ہیں۔ آپ کے فیضانِ کرم کا کون اندازہ لگا سکتا ہے ؎

خاکِ صحرا پہ گلستان سجا دیتے ہیں　　مصطفےٰ ذرّوں کو مہتاب بنا دیتے ہیں
من کی دنیا ہے عیاں اُن کی نظر کے آگے
بات جو دل میں چھپی ہو وہ بتا دیتے ہیں

(خضر)

حدیث نمبر ⑰ —— علی کا ہاتھ آسمان تک

حضرت مولا علی سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ساتھ لیا اور کعبہ شریف کے اندر تشریف لے گئے اور مجھے فرمایا بیٹھ جاؤ ——

Marfat.com

میں بیٹھ گیا اور آپ میرے کاندھوں پر چڑھ گئے، میں آپ کو لے کر کھڑا ہونے لگا۔ تو آپ نے محسوس کیا کہ مجھے اٹھنے میں کچھ دشواری ہو رہی ہے۔ یہ دیکھ کر آپ میرے کاندھوں پر سے اُتر کر میرے سامنے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ تم میرے کاندھوں پر سوار ہو جاؤ۔ میں آپ کے دوش مبارک پر چڑھ گیا فرماتے ہیں آپ مجھ کو لے کر کھڑے ہوئے ۔ اَنِّیْ لَوْ شِئْتُ لَنِلْتُ اُفُقَ السَّمَاءِ حَتّٰی صَعِدْتُ عَلَی الْبَیْتِ ۔ تو مجھے اس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کو ہاتھ لگا سکتا ہوں، اتنا اونچا ہوا کہ بیت اللہ پر پہنچ گیا فرماتے ہیں کہ اس وقت بیت اللہ شریف میں پیتل یا تانبے کے بُت رکھے ہُوئے تھے میں نے وہ چاروں طرف رکھے ہُوئے بُت سب کے سب اُٹھا لیے ۔ رسول کریم نے مجھے فرمایا ۔ اِقْذِفْ بِہٖ ۔ ان کو پھینک دو ۔ فرماتے ہیں ۔ میں نے وہ تمام بُت پھینک دیئے ۔ فَانْکَسَرَ کَمَا یَنْکَسِرُ الْقَوَارِیْرُ ۔ اور وہ گر کر شیشے کی طرح ٹوٹ کر چور چور ہو گئے۔

(ترجمان السُّنّہ ج ۲ ص ۳۴۹/۳۵۰ بحوالہ مسند امام احمد)

سلطانِ دوسرا، سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاندھوں پر سوار ہونے کی سعادت یا حسنین کریمین کو یا پھر حضرت علی ابوالحسنین کو حاصل ہُوئی۔ یہ وہ دوش مبارک ہیں جن کی رفعت کے سامنے عرش بریں بھی نیچا تھا تو پھر وہاں آسمان کی بلندیوں کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے اور پھر علی کی عُلُوّیت کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔ علی کے لغوی معنیٰ بھی اونچائی اور بلندی کے ہیں۔ آقا علیہ السلام نے علی کو مولائے مومناں بنا کر ۔ اور اپنے کندھوں پر چڑھا کر اتنا بلند کر دیا کہ جسے بلندیاں بھی سر اٹھا کر دیکھتی ہیں ۔ اس حدیث میں ایک اور امر بھی توجہ طلب ہے کہ پیتل

Marfat.com

یا تانبے کے بنے ہُوئے بتوں کا زمین پر گر کر شیشے کی طرح کرچی کرچی ہوجانا اپنے اندر ایک خاص معنی رکھتا ہے۔ پیتل یا تانبا سخت دھات ہے جو گرنے سے ٹوٹ تو سکتے ہیں۔ لیکن شیشے کی مانند چھوٹے چھوٹے ذرّوں میں تبدیل نہیں ہوتے۔ تو پھر کہنا پڑے گا کہ علی غصّے میں آکر جس چیز کو ہاتھ لگا دیں وہ شئے اپنی جوہری قوتیں اور فولادی طاقتیں کھو بیٹھتی ہے ــــ اس لیے علی کا ہاتھ ــــ پَر تو دستِ قدرت ہے۔

لیکن ان تمام امور کو علی سے بغض رکھنے والے منافقین تسلیم نہیں کرتے اور یہی وجہ ہے کہ ہم بھی ان منکرین کی تعظیم و تکریم نہیں کرتے ــــ ــــ نہ ہی اُن کے ساتھ مل کر نمازیں پڑھتے ہیں اور نہ ہی ان کو اپنا پیشوا و امام تسلیم کرتے ہیں ــــ اور یہ بات فرامینِ رسولؐ کے مطابق روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی ہے کہ علی سے بغض رکھنے والا اور آپ کے اوصاف حمیدہ کو نہ ماننے والا پکا منافق ہے ــ اور منافق کو اپنا سردار تسلیم کرنا خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہے ــ اور یہ بات حدیثِ رسولؐ سے ثابت ہے جسے عبداللہ بن بُریدہ نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ رسُول کریم کا فرمان ہے۔

لَا تَقُوْلَنَّ لِلْمُنَافِقِ سَیِّدٌ فَاِنَّہٗ اِنْ یَّکُنْ فَقَدْ اَسْخَطْتُمْ رَبَّکُمْ۔

منافق کو ہرگز سیّد و سردار کہہ کر نہ پکارنا، کیونکہ اگر وہ حقیقت میں سردار ہو بھی، پھر بھی تم نے اپنے رب کو ناراض کرنے کا سامان کر لیا۔ (رواہ ابوداؤد۔ ترجمان السنۃ ج ۲ ص ۲۹۴)

یعنی اگر بدقسمتی سے منافق سردار و امام بن بھی جائے۔ پھر بھی اُس کے حق

Marfat.com

میں تعظیمی کلمہ کہنا ربّ لایزال کی ناراضگی کا موجب ہے۔ خیال رہے کہ جس طرح تعظیم مؤمن خدا کی رضا کا باعث ہے اسی طرح تعظیم و اکرامِ منافق خدا کی ناراضگی کا سبب ہے۔

اہلِ عرفان کی تعظیم سدا کرتے ہیں　　مدحتِ آلِ نبیؐ صبح و مسا کرتے ہیں
ہم نہیں جھکتے کبھی اہلِ جفا کے آگے
ہم تو مولائی ہیں، مولا سے وفا کرتے ہیں

○

کراماتِ علی کرم اللہ وجہہ

گوہرِ کانِ نبیؐ، سب کا ولی مولا علی　　تاجِ فرقِ فاطمہؑ، قطبِ جلی مولا علی
تیرے فیضانِ کرم کی باخدا محتاج ہے　　گلستانِ نور کی ہر اک کلی مولا علی

خضر

ایک جھوٹے کیلیے بددعا

طبرانی نے "الاوسط" اور ابونعیم نے الدلائل میں جناب رازان سے روایت کی ہے۔ جناب حیدر کرار کرم اللہ وجہہ نے کسی سے گفتگو فرمائی جس نے دوران گفتگو ہی میں آپ کو جھٹلایا۔ اس پر جناب شیرِ خدا نے فرمایا کہ جھوٹا تو دراصل تو ہے اور کیا تیرے جھوٹ کے اظہار کے لیے جناب باری تعالیٰ میں دعا کروں؟ اس بے وقوف نے اپنے جھوٹ کو چھپانے کے لیے بڑی دلیری سے کہا کہ میں سچا ہوں۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو آپ کی بددعا مجھے لگے گی آپ شوق سے

Marfat.com

بددعا کیجیئے۔ چنانچہ حضرت علی نے اس جھوٹے کے حق میں دعا کی اور آپ کی دُعا قبول ہوگئی۔ یعنی وہ جھوٹا ابھی بیٹھا ہی تھا کہ بددعا کے ساتھ ہی اندھا ہوگیا اور اس مجلس سے اُٹھنے بھی نہ پایا۔

(کراماتِ صحابہ جناب تھانوی صاحب بحوالہ تاریخ الخلفاء)

ختم قرآن

روایات صحیحہ سے یہ بات ثابت ہے کہ جب آپ (حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ) سواری فرماتے وقت گھوڑے کی رکاب میں پاؤں رکھتے تو تلاوتِ قرآن شروع کرتے اور دوسری رکاب میں پاؤں رکھتے تو ختم کلامِ مجید کر لیتے۔ دوسری روایت کے مطابق آپ گھوڑے پر پوری طرح بیٹھنے سے پہلے قرآن کریم ختم کر لیتے۔

(شواہد النبوۃ علامہ جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ص ۲۰۰ مترجم)

سُورج پھر الٹے قدم

حضرت علامہ ابنِ حجر مکیؒ رحمہ اللہ تعالیٰ نے رَدِّ شمس کے واقعہ کو آپ کی کرامات میں شمار کیا ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یُوں ہے کہ حضور فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ادا فرمانے کے بعد حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی گود میں سر مبارک رکھ کر استراحت فرما رہے تھے کہ معًا نزول وحی کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ جب کہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ابھی تک نماز ادا نہیں فرمائی تھی۔ جناب علی سُورج کو غروب ہوتا دیکھتے رہے۔ لیکن ذرا بھی جنبش نہیں فرمائی۔ جب وحی کا سلسلہ منقطع ہوا تو آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی کی نماز کی خاطر اپنے ربِّ کریم جل جلالہ، کے حضور یُوں عرض کناں ہوئے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّہٗ کَانَ فِیْ طَاعَتِکَ وَطَاعَۃِ

Marfat.com

رَسُوْلِكَ فَارُدُدْ عَلَيْهِ الشَّمْسَ۔ (صواعق محرقہ ص۱۲۵)

ترجمہ: اے اللہ بے شک یہ تیری اور تیرے رسُول کی اطاعت میں تھا پس تو سُورج کو اس کے لیے لوٹا دے" فَطَلَعَتْ بَعْدَ مَا غَرَبَتْ پس ڈوبا ہوا سُورج دوبارہ طلوع ہو گیا۔

امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے رسولِ کریم کے اس معجزے اور مولا علی کی اس کرامت کو اپنے اشعار میں یُوں بیان کیا ہے۔

تیری مرضی پا گیا سُورج پھرا الٹے قدم
تیری انگلی اُٹھ گئی مہ کا کلیجہ چِر گیا
سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے "منکر" دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

(امام احمد رضا)

ان کی انگلی کا جب اک اشارہ ہوا
پلٹا خورشید ٹکڑے قمر ہو گیا
ان کی نوری جبیں پہ جو بل پڑ گئے
سارا عالم ہی زیر و زبر ہو گیا

(خضر)

دوسری بار

کشتۂ عشقِ رسالت حضرت علامہ عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور ترین کتاب شواہد النبوۃ میں رقم طراز ہیں کہ حضرت علی شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ بابل کی طرف جا رہے تھے تو فرات سے گزر کر نمازِ عصر اپنے ساتھیوں کے ساتھ ادا کرنے کا ارادہ ہوا۔ آپ کے ساتھیوں نے دریائے فرات سے اپنی سواریاں گزارنی شروع کر دیں۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا اور اُن کی نمازِ قضا ہو گئی، وہ چہ میگوئیاں

Marfat.com

کرنے لگے۔ حضرت علی نے سُنا تو اللہ تعالیٰ کے حضور سُورج کو لوٹانے کی التجا کی تاکہ ان کے ساتھ نماز گزار لیں۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور آفتاب نکل آیا اور عصر کا وقت ہو گیا۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو سُورج غروب ہو گیا اور اس میں سے ہولناک آواز آنے لگی۔ لوگوں پر خوف و ہراس چھا گیا۔ اور وہ ـــــ ـــــ سُبحَانَ اللہ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ، اَستَغفِرُ اللہَ ط پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔ (شواہد النبوۃ مترجم ص ۲۹۶)

دریائے فرات کی طغیانی

ایک مرتبہ دریائے فرات میں طغیانی آگئی اور اہلِ کوفہ نے عرض کیا اے امیر المومنینؑ اس سال فرات میں طغیانی آگئی ہے جس کے باعث ہماری کھیتیاں ضائع ہو گئیں ہیں۔ اُن کی یہ فریاد سُن کر آپ اُٹھ کر گھر تشریف لائے اور لوگ گھر کے دروازے پر آپ کا انتظار کرنے لگے۔ اچانک آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جُبہ پہنے، عمامہ سر پر باندھے اور عصائے مبارک ہاتھ میں لیے ہوتے باہر تشریف لائے اور ایک گھوڑے پر سوار ہوتے اور ایک پوری جماعت آپ کے ساتھ تھی۔ جو پیچھے پا پیادہ چل رہی تھی۔ جب آپ فرات کے کنارے پر پہنچے تو آپ گھوڑے سے اُترے اور دو رکعت نماز ادا فرمائی اور پھر عصائے مبارک ہاتھ میں لیا اور فرات کے پُل پر آ گئے اس وقت امامین حسنین کریمین علیہما السّلام آپ کے ساتھ تھے آپ نے عصا سے پانی کی طرف اشارہ فرمایا تو پانی ایک گز کی مقدار نیچے ہو گیا ـــ آپ نے فرمایا کیا اتنا کافی ہے۔ لوگوں نے کہا نہیں امیر المومنین ـــ آپ نے پھر عصا سے پانی کی طرف اشارہ کیا تو پانی پہلے کی طرح کم ہو گیا ـــ اور پھر جب تیسری بار

Marfat.com

اشارہ فرمایا تو پانی مزید کم ہو گیا ۔۔۔ اب لوگوں نے عرض کیا یا امیر المومنین بس اتنا کافی ہے۔

(کراماتِ صحابہ ص ۸۶۔ شواہد النبوۃ مترجم ص ۲۸۲ مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور)

پانی کا خفیہ چشمہ

مولائے کائنات علی جن دنوں جنگِ صفین میں مصروف تھے تو آپ کے لشکر کو پانی کی سخت ضرورت پڑی۔ پیاس کی شدت سے بے تاب ہو گئے لوگ ادھر اُدھر دوڑے۔ لیکن پانی دستیاب نہ ہوا۔ حضرت امیر المومنین نے دیکھا تو دق و دق صحرا میں کلیسا نظر نہ آیا ۔۔۔ آپ نے اُس گرجا گھر میں رہنے والے عیسائی راہب سے پانی کے متعلق دریافت فرمایا تو اس نے کہا، یہاں سے دو کوس کے فاصلے پر پانی مل سکتا ہے ۔ آپ کے ساتھیوں نے وہاں سے پانی لانے کی اجازت طلب کی تو آپؓ نے فرمایا: اس کی کیا حاجت ہے۔" یعنی وہاں جانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ پھر آپ اپنے خچر پر سوار ہوئے اور مغرب کی جانب تھوڑی دور جا کر ایک جگہ کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہاں سے زمین کھود دو۔ ابھی تھوڑی ہی زمین کھودی گئی تو نیچے سے ایک پتھر ظاہر ہوا۔ جسے ہٹانے کے لیے کوئی ہتھیار بھی کارگر نہ ہو سکا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اس پتھر کے نیچے پانی ہے۔ ذرا ہمت کر کے اسے اکھاڑ پھینکو۔ آپ کے ساتھیوں نے ہر چند کوشش کی لیکن اُسے اپنی جگہ سے نہ ہلا سکے۔ یہ دیکھ کر آپ کو جلال آ گیا اور آپ اپنی سواری سے نیچے اُتر آئے اور اپنی آستین چڑھا کر اپنی انگلیاں اُس پتھر کی دراز پر ڈال کر زور لگایا اور اس پتھر کو پانی سے ہٹایا تو نیچے سے نہایت ٹھنڈا میٹھا اور صاف پانی نکل آیا ۔ ایسا صاف پانی کہ سارے سفر میں انہوں نے ایسا پانی نہ

Marfat.com

پیا تھا ۔ خود بھی پیا ۔ اپنے جانوروں کو پلایا ۔ اور اپنے تمام مشکیزے بھی بھر لیے پھر حضرت امیر نے اُس پتھر کو اُٹھا کر چشمہ پر رکھ دیا ۔ اور فرمایا اس پر مٹی ڈال دو گرجا گھر کے راہب نے جب یہ نظارہ دیکھا تو نیچے اُتر کر امیر المومنین کے حضور حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: کیا آپ فرشتہ ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں ۔ کیا آپ نبی ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔

اُس نے پوچھا پھر آپ کون ہیں؟ ۔ آپ نے فرمایا مَیں خاتم الانبیاءؐ کا صحابی و وصی ہوں" یعنی مجھے پیغمبرِ اسلام نے چند امور کی وصیت فرمائی ہے۔"

راہب کہنے لگا ہاتھ بڑھایئے تاکہ میں آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر دوں چنانچہ وہ راہب جناب امیر علیہ السلام کے دستِ مبارک پر ہاتھ رکھ کر کلمہ شریف پڑھ کر مشرف باسلام ہوا۔

آپ نے فرمایا کیا وجہ ہے کہ تم اتنی مدت تک اسلام قبول کرنے سے کیوں غافل رہے؟ راہب نے عرض کیا ۔ اے امیر المومنین! اس کلیسا کی بنیاد اس پتھر کے ہٹانے والے کے لیے تھی ۔ مجھ سے پہلے کئی راہب یہاں رہتے رہے ہیں۔ کیونکہ ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے اور اپنے علماء سے سُنا ہے کہ یہاں پر ایک پوشیدہ چشمہ ہے اور اُس پر ایک نادیدہ پتھر ہے، جسے پیغمبر یا پیغمبر کے وصی کے بغیر کوئی اکھاڑ نہ سکے گا ۔ اور جب میں نے دیکھا کہ آپ نے اس پتھر کو اکھاڑ پھینکا ہے تو میری مراد پوری ہو گئی اور مجھے جس چیز کا انتظار تھا۔ وہ مل گئی ۔ جب مولا علی نے یہ بات سُنی تو اتنا روئے کہ داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ پھر آپ نے فرمایا الحمد للہ، ——— کہ ان لوگوں کی کتابوں میں بھی میرا ذکر موجود ہے ۔ وہ راہب مسلمان ہو کر آپ کے خادموں میں شامل ہو گیا اور آپ کے ساتھ اہلِ شام سے جنگ کرتا ہوا شہید ہو گیا اور آپ نے اُسے

Marfat.com

اپنے دستِ مبارک سے دفن کیا اور اس کے لیے دُعائے مغفرت فرمائی۔

(کراماتِ صحابہ ص ۸۶۔ شواہد النبوۃ مترجم ص ۲۸۷/۲۸۸ مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور)

موت کیسے آئے گی

ایک شخص امیر المومنین علی کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اُس کو قبل از وقت خبردار کیا کہ تم کو فلاں کھجور کے درخت پر پھانسی دی جائے گی۔ چنانچہ جیسے آپ نے فرمایا حرف بحرف اُسی طرح ہی ہوا۔

کراماتِ صحابہ ص ۸۶ شواہد النبوۃ مترجم ص ۲۸۷/۲۸۸ مکتبہ نبویہ لاہور)

جاسوسی کرنے والا اندھا ہوگیا

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ایک شخص پر الزام لگایا کہ وہ ہماری خفیہ خبریں ہمارے مخالفین کو پہنچاتا ہے۔ اُس نے صحتِ الزام سے انکار کیا ——— حضرت نے فرمایا قسم کھاتے ہو؟ اس نے قسم کھائی۔ حضرت امیر المومنین نے فرمایا اگر تم اس قسم کھانے میں جھوٹے ثابت ہوئے تو خدا تعالیٰ تمہیں اندھا کر دے گا ابھی ہفتہ ہی گزرا تھا کہ وہ عصا پکڑے ہوئے گھر سے باہر نکلا اُسے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ (کرامات صحابہ ص ۸۶ شواہد النبوۃ مترجم ص ۲۸۷/۲۸۸ مکتبہ نبویہ لاہور)

حضرت کمیل بن زیاد

حجاج بن یوسف نے حضرت کمیل بن زیاد رضی اللہ عنہ کو بلایا لیکن انہوں نے حجاج کے پاس جانے سے گریز کیا اور تمام مراعات و وظائف جو انہیں حاصل تھے واپس کر دیئے۔ پھر آپ نے، اپنے آپ سے کہا کہ میں تو اپنی عمر کے آخری ایام پورے

Marfat.com

کر رہا ہوں، یہ مناسب نہیں کہ میں اپنی قوم کو بھی اُن مراعات سے محروم کر دوں چنانچہ آپ حجاج کے پاس چلے گئے۔ حجاج نے کہا کہ میں تجھے سیدھا کر دوں گا ـــــ حضرت کمیلؓ بولے میری عمر تھوڑی رہ گئی ہے، تو جو دل چاہے کرلے۔ لیکن یہ یاد رکھنا کہ میرے قتل کے بعد حساب ہوگا اور مجھے امیر المومنین علی نے بتادیا تھا کہ تیرا قاتل حجاج ہوگا۔ یہ سنتے ہی حجاج نے انہیں شہید کر دیا۔

(کرامات صحابہ ص ۸۶۔ شواہد النبوۃ مترجم ص ۲۸۲ مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور)

حیدرؓ کے غلام قنبرؓ کی شہادت

ایک دن حجاج بن یوسف کہنے لگا میں چاہتا ہوں کہ حضرت علیؓ کے کسی مقرب سے مل کر تقرب ربّانی حاصل کروں۔* حجاج کے حاشیہ نشینوں نے کہا ہم قنبر کے سوا کسی اور کو نہیں جانتے جس نے مولا علی کی صحبت کا شرف حاصل کیا ہو۔ حجاج نے قنبر کو بلایا اور حضرت قنبر سے پوچھا کیا تم ہی قنبر ہو؟ "میرے سردار" قنبرؓ بولے ہاں پھر حجاج نے پوچھا۔ کیا تو علی کا غلام ہے؟۔ جناب قنبرؓ نے جواب دیا ـــ میں اللہ کا بندہ اور علی میرے ولی نعمت ہیں ـــ حجاج بولا: اُن کے مذہب سے بیزار ہو جاؤ ـــ (میرے آقا) قنبر نے فرمایا ـ اُن کے مذہب سے بہتر مذہب کونسا ہے ـــ حجاج کہنے لگا میں تجھے قتل کر دوں گا ـ جس طریقے سے مرنا چاہتے ہو تمہیں اختیار ہے ـــ حضرت قنبر بولے میرے قتل کا ہر طرح تمہیں اختیار ہے۔

---

* حجاج اور اس جیسے دیگر حکمرانوں کا عقیدہ رہا ہے کہ علیؓ کے مقربین اور اہل بیت رسول کے محبین کو قتل کرنا اللہ کے قرب کے حصول کا ذریعہ ہے۔ یہ انہوں نے ایک تاثر دے رکھا تھا۔ اندر سے وہ جانتے تھے کہ یہ ایک سیاسی چال ہے جس کا دین کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ آج بھی مسلمانوں کے درمیان جو قتل و غارت گری ہو رہی ہے یہ حجاج جیسے ظالم اور صحابہ کرام کے قاتل بادشاہ کے ظالمانہ نظریئے کی آبیاری ہو رہی ہے۔

Marfat.com

آج کردے یا کل کردے۔ مجھے تو جناب امیرالمومنین علیؓ نے پہلے ہی خبر دی ہوئی ہے کہ تمہیں ظلم وستم کے ہاتھوں شہادت حاصل ہوگی ۔یہ سُن کر حجّاج نے جلاد سے کہا۔جس نے مولا علی کے غلام حضرت قنبر کو شہید کر دیا۔

(کراماتِ صحابہ ص ۸۶۔شواہد النبوۃ مترجم ص ۲۸۶ مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور)

حضرت قنبرؓ

حضرت قنبرؓ مولا علیؓ کے وفادار غلام تھے ۔قنبر ۔قلغی دار چوٹی سی چڑیا کو کہتے ہیں بعض نے سرخاب کہا ہے ۔حضرت قنبر کا قد چھوٹا اور جسم دُبلا مگر بہت پھرتیلا تھا۔آپ نے زندگی کا ایک حصّہ سرکار علی علیہ السّلام کی غلامی میں گزارا۔ حضرت قنبر غلام تھے۔لیکن دنیا کے بادشاہ اُن کے قدموں پر نثار ۔حیدر وصفدر کی غلامی سلطانی سے بلند تر ہے ۔حضرت ڈاکٹر علامہ اقبالؒ حضرت قنبر کے حضورؓ اپنی جبینِ نیاز کو خم کرتے ہُوئے ان الفاظ میں عقیدت کا اظہار کرتے ہیں لکھتے ہیں۔

قَطرۂ آبِ وضُوئے قنبرؓ ے
خوب تر از خونِ ناب قیصرے

حضرت مولا کے غلام قنبر رضی اللہ عنہ کے وضوء کے پانی کا ایک قطرہ "قیصر روم" مُلک رُوم کے پُرشکوہ بادشاہ کے صاف و شفاف خون سے ہزار درجے بہتر ہے ۔یہ ہے عشق ومحبت کا رنگ ۔کہ اپنے آقا کے غلاموں اور ہر اس چیز سے محبت وعقیدت رکھنا جس کا کسی واسطے سے بھی آقا سے تعلق بنتا ہو ۔حضرت قنبر نے بھرے دربار میں اعلان فرمایا تھا کہ مجھے میرے آقائے نعمت نے پہلے ہی اطلاع دے دی تھی کہ اے قنبرؓ تم ظلماً قتل کیے جاؤ گے اور شہادت کا درجہ حاصل کرو گے۔

Marfat.com

علیؓ کے علم و کشف کا خوارج نے امتحان لیا

حضرت شیخ محمد بن ابی بکر عصفوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "المواعظ العصفوریہ" میں۔ اور علامہ سید محمد صالح کشفی حنفی رح نے اپنی کتاب "کوکبِ دری فی فضائل علی" میں اربعین جار اللہ زمخشری کے حوالے سے لکھا ہے۔ کہ جب حدیث مقدسہ۔ "اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمُ وَعَلِیٌّ بَابُھَا"۔ (میں علم کا شہر اور علی اس کا شہر کا دروازہ ہے) خوارج نے سُنی تو خارجی منافقین کے سینوں میں حسد و کینہ کے تنور جلنے لگے، اور اس بارے میں سوچ بچار کرنے لگے۔ آخر کار اُن کی قوم کے دس عالم جمع ہُوئے اور انہوں نے یہ طے کیا کہ ہم اُن سے ایک مسئلہ پوچھتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہ کیسا جواب دیتے ہیں، اگر انہوں نے ایک ہی سوال کا الگ الگ جواب دیا تو ہم یقین کر لیں گے کہ علی واقعی شہرِ علم کا دروازہ ہیں۔ وہ دس عالم ایک ہی جگہ بیٹھ گئے اور اُن میں سے ایک مولا علی کے پاس آیا اور آکر سوال کیا

یَا عَلِیُّ، اَلْعِلْمُ اَفْضَلُ اَمِ الْمَالُ۔ — اے علی علم افضل ہے یا مال افضل ہے۔

آپ نے فوراً جواب دیا۔

اَلْعِلْمُ اَفْضَلُ مِنَ الْمَالِ۔ — کہ علم افضل ہے مال سے۔

خارجی نے کہا اس کی دلیل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا:

اَلْعِلْمُ مِیْرَاثُ الْاَنْبِیَاءِ۔ — علم نبیوں کی میراث ہے۔

Marfat.com

وَالْمَالُ مِيْرَاثُ قَارُوْنَ وَشَدَّادٍ وَّفِرْعَوْنَ وَغَيْرِهِمْ۔

اور مال قارون، شداد اور فرعون وغیرہ کی میراث ہے۔

① پہلا آدمی سوال کا جواب پاکر چلا گیا اور بقیہ ساتھیوں کو مولا علی کے جواب سے مطلع کیا۔

② پھر دوسرا عالم آیا اور اُس نے بھی یہی سوال کیا کہ یا علی علم افضل ہے یا مال آپ نے فرمایا علم افضل ہے مال سے۔ دوسرے شخص نے بھی دلیل مانگی آپ نے فرمایا۔

اَلْعِلْمُ يَحْرِسُكَ وَ اَلْمَالُ تَحْرِسُهٗ۔

علم تیری حفاظت کرتا ہے۔
اور مال کی تو حفاظت کرتا ہے۔

دوسرا جواب لے کر چلا گیا۔

③ اور پھر تیسرا شخص آیا اس نے بھی یہی سوال پوچھا کہ علم افضل ہے یا مال آپ نے فرمایا علم افضل ہے مال سے اس نے دلیل کا مطالبہ کیا۔ آپ نے فرمایا۔

لِصَاحِبِ الْمَالِ عَدُوٌّ كَثِيْرٌ وَلِصَاحِبِ الْعِلْمِ صِدِّيْقٌ كَثِيْرٌ۔

کہ صاحبِ مال کے بہت سے دشمن ہوتے ہیں۔
اور صاحبِ علم کے بہت سے دوست ہوتے ہیں۔

تیسرا چلا گیا،

④ پھر اس کے بعد چوتھا آیا —— اور یہی سوال کیا کہ مال افضل ہے یا علم؟ آپ نے فرمایا۔ علم مال سے افضل ہے۔ اُس نے کہا اس کی دلیل کیا ہے؟

Marfat.com

آپ نے فرمایا:

اِذَا صَرَفْتَ مِنَ الْمَالِ	جب تو مال خرچ کرے تو اس
فَاِنَّهٗ يَنْقُصُ وَاِذَا صَرَفْتَ	میں کمی آجاتی ہے اور جب تو علم
مِنَ الْعِلْمِ يَزِيْدُ۔	کو خرچ کرے تو علم زیادہ ہوتا ہے۔

چوتھا شخص سوال کا جواب لے کر چلا گیا۔

⑤ پھر پانچواں شخص آیا اور مولائے کائنات سے سوال پوچھا۔ یا علی مال بہتر ہے یا علم آپ نے فرمایا علم۔ اس نے بھی دلیل مانگی آپ نے فرمایا:

صَاحِبُ الْمَالِ يُدْعٰى	مالدار کو بخل (کنجوسی و لالچی) اور
بِاسْمِ الْبُخْلِ وَاللُّوْمِ	ملامت (لعن وطعن) کے نام سے
	پکارا جاتا ہے۔
وَصَاحِبُ الْعِلْمِ يُدْعٰى	اور صاحب علم عظمت و بزرگی
بِاسْمِ الْعِظَامِ وَالْكِرَامِ	والے نام سے پکارا جاتا ہے۔

پانچواں یہ جواب سن کر واپس چلا گیا اور اپنے ساتھیوں کو جواب کے بارے میں بتایا۔

⑥ اور پھر چھٹا یہی سوال لیکر بارگاہِ باب العلم میں آیا ــــ اُسے بھی آپ نے فرمایا علم مال سے بہر طور بہتر ہے۔ اس نے بھی دلیل کا مطالبہ پیش کیا۔ عیبۂ علمِ رسول نے بطورِ دلیل ارشاد فرمایا:

اَلْمَالُ يُحْفَظُ مِنَ	مال کی چور سے حفاظت کی
السَّارِقِ وَالْعِلْمُ لَا	جاتی ہے اور علم کی چور سے
يُحْفَظُ مِنَ السَّارِقِ۔	حفاظت نہیں کی جاتی۔

چھٹا بھی جواب لے کر چلا گیا۔

Marfat.com

⑦ پھر ساتواں آجاتا ہے۔ سوال کرتا ہے اور جواب پاکر دلیل دریافت کرتا ہے حضرت علی المرتضیٰ دلیل دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ علم کے افضل ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔

صَاحِبُ الْمَالِ يُحَاسِبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔
کہ صاحبِ مال قیامت کے دن اپنے مال کا حساب دے گا

وَصَاحِبُ الْعِلْمِ يَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔
اور صاحب علم قیامت کے دن (گناہگاروں) کی شفاعت کرے گا۔

⑧ جب ساتواں چلا گیا تو آٹھواں آیا اور سوال کیا یا علی علم افضل ہے یا مال آپ نے فرمایا علم مال سے افضل و بہتر ہے۔ اس نے بھی کہا اس کی دلیل چاہیے آپ نے فرمایا:

اَلْمَالُ يَنْدَرِسُ بِطُوْلِ الْمَكْثِ وَمُرُوْرِ الزَّمَانِ
یعنی مال طویل مدت پڑا رہنے اور مرورِ زمانہ کے باعث پرانا ہو جاتا ہے۔

وَالْعِلْمُ لَا يَنْدَرِسُ وَلَا يَبْلٰى۔
اور علم پرانا نہیں ہوتا۔

⑨ آٹھویں کے جانے کے بعد نواں عالم بارگاہ ولایت میں آتا ہے اور یہی سوال کرتا ہے اے علی علم و مال میں سے کون افضل ہے آپ نے فرمایا علم! اُس نے دلیل مانگی تو آپ نے فرمایا اس لیے کہ:

اَلْمَالُ يُقْسِي الْقَلْبَ
مال دل کو سخت کرتا ہے (یعنی مال سنگدلی کا باعث ہے)

وَالْعِلْمُ يُنَوِّرُ الْقَلْبَ
اور علم دل کو منوّر کرتا ہے یعنی

Marfat.com

دلوں کو نور کی دولت عطا کرتا ہے)

جب نویں عالم نے جواب پایا تو واپس چلا گیا۔
پھر آخر میں دسواں عالم آیا۔ اور عرض کرنے لگا۔

یَا عَلِیُّ، اَلْعِلْمُ اَفْضَلُ اَمِ الْمَالُ۔	اے علی! علم افضل ہے یا مال افضل ہے۔

آپ نے فرمایا:

اَلْعِلْمُ اَفْضَلُ مِنَ الْمَالِ	مال سے علم افضل ہے۔
فَقَالَ بِاَیِّ دَلِیْلٍ	کہنے لگا اس کی دلیل کیا ہے؟

آپ نے فرمایا:

صَاحِبُ الْمَالُ یَدَّعِیْ الرَّبُوْبِیَّةَ بِسَبَبِ الْمَالِ۔	صاحبِ مال، مال کی وجہ سے ربوبیت (رب ہونے) کا دعویٰ کرتا ہے۔
وَیَدَّعِیْ صَاحِبُ الْعِلْمِ الْعُبُوْدِیَّةَ	اور صاحبِ علم عبودیت (بندہ ہونے) کا دعویٰ کرتا ہے۔

جب وہ دس کے دس ایک ہی سوال کا جواب الگ الگ پا چکے تو آپ نے فرمایا:

فَلَوْ سَأَلُوْنِیْ عَنْ هٰذَا لَاَجَبْتُ جَوَابًا آخَرَ مَادُمْتُ حَیًّا فَجَاءُوْا وَاَسْلَمُوْا کُلُّهُمْ۔	اگر وہ مجھ سے ایک ہی سوال کے بارے میں پوچھتے جاتیں تو میں جب تک زندہ ہوں علیحدہ علیحدہ جواب دیتا جاؤں گا اور پھر ان سب نے آکر اسلام قبول کر لیا

Marfat.com

(المواعظ العصفوریہ ص ۴۔ کوکب دری فی فضائل علی ص ۳۱۳ / ۳۱۴ مطبوعہ لاہور)

صاحب کوکبِ دری نے اربعین جاراللہ کے حوالے سے جو لکھا ہے اس میں لکھا ہے کہ جب آپ اُن کے دسوں کے مختلف جوابات دے چکے تو بعد میں فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں علی ابن ابی طالب کی جان ہے۔ اگر تم سوال کرتے رہو جب تک میں زندہ ہوں تو ہر سوال کا جواب تازہ اور غیر مکرر دیتا رہوں گا۔ جب ان خوارج نے امیر المومنین سے اس طرح کا علم اور دانائی مشاہدہ کی تو وہ دسوں شخص اپنے تابعین اور پیروکاروں سمیت تائب ہوئے اور توبہ کر کے مومن ہو گئے۔ (یعنی آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو گئے۔ اور صدقِ دل سے آپ کی علمی عظمتوں اور رُوحانی بلندیوں کے معترف ہو گئے اور نفاق کی چادر اُتار کر سچائیوں کی دلق اوڑھ لی۔

شہادتِ علی رضؓ

کسے را میسّر نہ شُد ایں سعادت
بکعبہ ولادت بمسجد شہادت

سیّدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعات جو مؤرخین نے بیان کیے ہیں۔ اُن کا خلاصہ یہ ہے کہ تین خارجی عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی۔ برک بن عبداللہ تمیمی اور عمرو بن بکیر تمیمی یہ تینوں مکہ معظمہ میں اکٹھے ہوئے اور آپس میں عہد پیمان کیے کہ علیؓ معاویہؓ اور عمرو بن عاصؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ایک ساتھ قتل کیا جائے تاکہ لوگوں کو راحت نصیب ہو۔ ابن ملجم نے حضرت علی برک نے امیر معاویہؓ اور ابن بکیر نے حضرت ابن عاص کو سترہ یا اکیس رمضان

Marfat.com

المبارک کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔

برک دمشق پہنچا امیرِ معاویہ پر تلوار کا وار کیا جو اوچھا پڑا اور وہ بچ گئے۔ ابنِ بکیر مصر پہنچا اس روز عمرو بن عاص کمر یا پیٹ کے درد میں مبتلا تھے اپنی جگہ کسی اور کو نماز پڑھانے کے لیے مسجد میں بھیجا جس کو عمرو بن بکیر نے عمرو بن عاص سمجھ کر قتل کر دیا۔ برک اور ابن بکیر دونوں گرفتار ہوئے اور قتل کر دیئے گئے۔

قاتلِ علیؓ

(اس دور کے خارجیوں کا پسندیدہ لیڈر) ابنِ مُلجم ملعون کوفہ پہنچا اور چند روز تک گروہِ خوارج سے تعلق رکھنے والے ایک ایسے گھر میں بیمار رہا۔ جہاں شادی ہو رہی تھی، اس گھر سے کچھ عورتیں نکلیں جن میں ایک خوبصورت عورت جسے قطام بنتِ اصبح تمیمی کہا جاتا تھا۔ اس چھٹی ہوئی چرب زبان بیوہ عورت کو دیکھتے ہی ابنِ ملجم خارجی کا عفریتِ ہوس جاگ اُٹھا۔ اس عورت کو اپنانے کی خاطر تدبیریں سوچنے لگا بالآخر اسی کے سامنے اپنا مدعا بیان کیا۔ قطام نے تین ہزار دینار ایک غلام ایک لونڈی اور قتل علی بکاح کے عوض مہر مقرر کیا جسے ابن ملجم نے قبول کیا۔

صبح کی نماز کے لیے مولا علی تشریف لا رہے تھے اور بلند آواز سے لوگوں کو نماز کی طرف بلا رہے تھے۔ مسجد میں داخل ہوتے نماز کی نیت باندھی ہی تھی کہ ابنِ ملجم نے آپ کے سر پر زہر میں بجھی ہوئی تلوار سے ضرب لگائی جو آپ کے دماغ تک پہنچ گئی آپؓ نے اکیس رمضان ترلیسٹھ سال کی عمر میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔

غسل و کفن

حضرت حسن اور حسین اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم نے آپ کو غسل

Marfat.com

دیا اور حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ پانی ڈالتے جاتے تھے، آپ کو قمیص کے بغیر تین کپڑوں کا کفن دیا گیا اور حضرت امام حسنؓ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

مدفن علیؓ

حضرت امام حسن علیہ السّلام نے نمازِ جنازہ سے فارغ ہونے کے بعد آپ کو غرّیٰ (ایک معروف جگہ) میں دفن کیا اور بعض نے کہا ہے کہ آپؓ نجف اشرف میں دفن ہُوئے۔

علامہ ابنِ حجر مکی نے امام ابن عساکر کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جب آپ شہید ہُوئے تو لوگ آپ کو رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن کرنے کے لیے اٹھا لائے۔ رات کو چلتے ہُوئے وہ اونٹ جس پر آپ کی نعش تھی بدک گیا۔

"فَلَمْ یَدْرِ أَیْنَ ذَهَبَ وَلَمْ یَقْدِرْ عَلَیْهِ"۔

(صواعق محرقہ ص ۱۲۴)

"اور کسی کو پتہ نہیں چلا کہ وہ کدھر گیا اور نہ ہی اُسے کوئی پکڑ سکا"۔

اسی لیے اہلِ عراق کہتے ہیں کہ آپ بادلوں میں ہیں۔ اور بعض نے کہا ہے کہ اسی دوران جلا وطنی کے عالم میں اونٹ گر گیا اور لوگوں نے اُسے پکڑ لیا اور آپ کو دفن کر دیا۔ (کما فی الصواعق المحرقہ)

علامہ عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب "شواہد النبوۃ" میں بیان فرمایا ہے کہ حضرت علی نے حضرات حسن و حسین کو وصیّت فرمائی کہ میری وفات کے بعد مجھے ایک چارپائی پر لٹا کر باہر لے جانا اور غریبین پہنچا دینا وہاں تم ایک سفید پتھر پاؤ گے، جس سے نور کی شعاعیں نمایاں ہوئی ہوں گی

Marfat.com

اسے ذرا ہٹاؤ گے تو وہاں سے کشادہ جگہ ظاہر ہو گی۔ مجھے وہیں دفن کر دینا۔
(شواہد النبوّۃ مترجم)

پتھروں کے نیچے خُون

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی عظیم ترین کتاب خصائص کبریٰ شریف میں بیان فرماتے ہیں کہ حاکم، بیہقی اور ابُونعیم نے زہری سے روایت کیا ہے:

لَمَّا کَانَ صَبَاحُ قَتْلِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ لَمْ یُرْفَعْ حَجَرٌ فِیْ بَیْتِ الْمُقَدَّسِ اِلَّا وُجِدَ تَحْتَہٗ دَمٌ۔
(خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۳۴)

ترجمہ: "سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی شہادت کی صبح کو بیت المقدس سے جو بھی پتھر اٹھایا جاتا تو اس کے نیچے خون ہوتا۔"

ابونعیم زہری سے روایت کی ہے کہ حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں:

صَبِیْحَۃَ یَوْمِ قُتِلَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ لَمْ تُرْفَعْ حِصَاۃٌ مِنَ الْاَرْضِ اِلَّا وَتَحْتَہَا دَمٌ عَبِیْطٌ۔"

ترجمہ: سیدنا حضرت علی ابنِ ابی طالب کے قتل کی صبح کو زمین سے جو بھی پتھر اٹھایا جاتا اس کے نیچے تازہ خُون ہوتا:

تھانوی صاحب نے کنز العمال اور ابن عساکر کے حوالے سے کرامات صحابہ میں اور علامہ سیّد شبلنجی رحمۃ اللہ علیہ نے نور الابصار میں بیان کیا ہے کہ جناب حسن بن کثیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا شیرِ خدا جس روز شہید ہوئے اسی روز صبح نماز فجر کے لیے باہر تشریف لائے۔ تو آپ کے

Marfat.com

آگے لطجوں نے چلانا شروع کر دیا۔ لوگوں نے اُن کو آپ کے پاس سے ہٹکایا تو آپ نے فرمایا: ذَرُوْهُنَّ فَاِنَّهُنَّ نَوَائِحُ ان کو چھوڑ دو یہ تو نوحہ پڑھ رہی ہیں۔ اس کے فوراً بعد آپ کو ابنِ ملجم نے شہید کر دیا۔

(نور الابصار ص۱۰۷ کراماتِ صحابہ ص۴۲)

پیشگوئیاں

جو ہو پردوں میں پنہاں چشم بینا دیکھ لیتی ہے
زمانے کی طبیعت کا تقاضا دیکھ لیتی ہے (اقبالؒ)

حضرت مولائے کائنات سیدنا امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ ایک دفعہ منبر رسول پر (جامع مسجد کوفہ میں) خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو آپ سے اس آیت مبارکہ کا مطلب پوچھا گیا۔

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۔ (پارہ ۲۱ سورۃ احزاب آیت ۲۳)

ترجمہ: "مومنوں میں سے بعض لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا عہد پورا کیا اور اُن میں سے بعض نے اپنی حاجت پوری کر لی اور بعض انتظار کر رہے ہیں"

آپ نے فرمایا اے اللہ ہم کو بخش دے۔ یہ آیت کریمہ میرے اور میرے چچا حمزہ اور میرے چچا کے بیٹے عبیدہ بن حارث (رضی اللہ عنہم) کے حق میں نازل ہوئی۔ عبیدہ نے غزوۂ بدر اور حمزہ نے جنگِ احد میں شہید ہو کر اپنی اپنی حاجات پوری کر لیں۔

Marfat.com

"وَاَمَّا اَنَا فَاَنْتَظِرُ اَشْقَاهَا يَخْضِبُ هٰذِهٖ مِنْ هٰذِهٖ وَاَشَارَ بِيَدِهٖ اِلٰى لِحْيَتِهٖ وَرَاْسِهٖ"

(صواعق محرقہ ص ۱۳۴۔ نور الابصار ص ۱۰۷)

ترجمہ: باقی رہا میں، تو میں اس بدبخت کے انتظار میں ہوں" اور اپنے ہاتھ سے اپنے سر اور داڑھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: جو اس کو (خون سے) رنگ دے گا۔

احادیثِ رسولؐ

امام سیوطی خصائص کبریٰ میں حاکم کے حوالے سے رقم طراز ہیں کہ حضرت علی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حدیث نمبر (۴۸)

اِنَّكَ سَتُضْرَبُ ضَرْبَةً هٰهُنَا وَضَرْبَةً هٰهُنَا وَاَشَارَ اِلٰى صُدْغَيْهِ فَيَسِيْلُ دَمُهُمَا حَتّٰى تَخْضِبَ لِحْيَتَكَ۔ (خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۲۴)

ترجمہ: (اے علی) ایک ضرب تجھے یہاں اور ایک یہاں لگے گی اور آپ نے دونوں کنپٹیوں کی طرف اشارہ فرمایا۔ اور پھر فرمایا ان سے اتنا خون نکلے گا کہ تمہاری داڑھی کو تر کر دے گا۔

حدیث نمبر (۴۹)

حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نبی کریم صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں عیادت کے لیے گیا جبکہ وہ بیمار تھے اور اُن کے پاس ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔ تو اُن میں سے کسی ایک نے "مرض کی شدت کو دیکھتے ہُوئے اس خدشے کا اظہار کیا کہ اس بیماری میں ان کا انتقال نہ ہو جائے تو حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا۔ "نہیں نہیں۔"

"اِنَّہٗ لَنْ یَّمُوْتَ اِلَّا مَقْتُوْلًا۔"

(خصائص کبریٰ جلد ۲ صـ ۱۲۴)

بے شک یہ ہرگز فوت نہ ہونگے بلکہ انہیں قتل کیا جائے گا۔

حدیث نمبر ⑤⓪

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا۔ اے علی پہلے لوگوں میں بدبخت کون تھا؟ حضرت علی نے عرض کیا:

"اَلَّذِیْ عَقَرَ نَاقَۃَ صَالِحٍ۔"

جس نے حضرت صالح علیہ السّلام کی اونٹنی کو زخمی کیا۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے سچ کہا۔ پھر فرمایا۔ اچھا یہ بتاؤ پچھلے لوگوں میں (سب سے زیادہ) بدبخت کون ہوگا؟ حضرت علی نے عرض کیا:

اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول جانیں۔

آقا علیہ السّلام نے حضرت علی کے سر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا

"اَلَّذِیْ یَضْرِبُکَ عَلٰی ھٰذِہٖ۔"

(نور الابصار صـ ۱۰۷)

Marfat.com

جو اس پر تلوار سے وار کرے گا (وہ سب سے زیادہ بدبخت ہوگا)

✿

ان احادیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ نگاہِ نبوّت ان چھپے ہوئے امور کا مشاہدہ بھی کر لیتی ہے۔ جو عام لوگوں کی نظروں سے پنہاں ہوں اور سید عالم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کے احوال سے بھی باخبر ہیں کہ کون کس حال میں ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کائنات کی ہر شے آپ پر عیاں ہیں۔

علی نے فرمایا

ایک سند سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا ایک وقت میں امیر المومنین علی کے پاس موجود تھا کہ اچانک وہاں ابن ملجم آیا اور آپ سے سواری طلب کی آپ نے اُسے سواری دے دی اور یہ شعر پڑھا ؎

اُرِیْدُ حَیَاتَہٗ وَیُرِیْدُ قَتْلِیْ
عُذِیْرُکَ مَنْ خَلِیْلُکَ مِنْ مُّرَادٍ

(نور الابصار ص۱۰۷ صواعق محرقہ ص۱۳۵)

ترجمہ: میں اس کی زندگی کا خواہش مند ہوں اور یہ میرے قتل کا خواہاں ہے تیرا مددگار وہ ہوگا۔ جو قبیلۂ مراد سے تیرا دوست ہے۔" پھر فرمایا:

وَاللّٰہِ قَاتِلِیْ۔ خدا کی قسم یہ میرا قاتل ہے۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ اُسے قتل کیوں نہیں کر دیتے تو آپ نے فرمایا۔

فَمَنْ یَّقْتُلُنِیْ - پھر مجھے کون قتل کرے گا؟

(نور الابصار ص۱۰۷)

Marfat.com

علمائے دیوبند کے امام و مجدّد علّامہ اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی کتاب کراماتِ صحابہ میں استیعاب کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت شیرِ خدا نے ابنِ مُلجم کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ آگاہ ہو جاؤ یہ شخص مجھے قتل کرے گا۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ اس کے قصاص کے بارہ میں کیا چیز مانع ہے؟ آپ نے فرمایا اس نے ابھی تک مجھے قتل نہیں کیا ہے۔ اس لیے اس سے قصاص لینا کسی طرح جائز نہیں ہے۔ آخر کار جیسا آپ نے فرمایا وہی شیطنت پیش آئی۔ یعنی بدبخت ابن مُلجم نے آپ کو شہید کیا۔ (کراماتِ صحابہ ص۳۷)

لاریب یہ امر مُحقّق ہے کہ فیضانِ نبوّت سے اربابِ ولایت کو بھی آئندہ پیش آنے والے حالات و واقعات کا علم ہو جاتا ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ تھانوی صاحب کا عقیدہ بھی مولا علی کے بارے میں یہی ہو جو انہوں نے بیان کیا ہے۔

ازواجِ علی

سیّدنا امیر المؤمنین مولا علی کرم اللہ وجہہ کی کُل ازواج کی تعداد نو ہے۔

① جنابہ سیّدہ نساء العالمین فاطمہ زہرا (سلام اللہ علیہا) بنتِ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

② جنابہ اُمّ البنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنتِ حرام بن خالد۔

③ جنابہ لیلیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت مسعود

④ جنابہ اسماء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت عمیس

⑤ جنابہ امامہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنتِ ابو العاص

⑥ جنابہ خولہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنتِ جعفر بن قیس

⑦ جنابہ اُمّ سعید (رضی اللہ عنہا) بنتِ عروہ بن مسعود

Marfat.com

⑧ جنابہ ام حبیبہ (رضی اللہ عنہا) بنت ربیعہ۔
⑨ جنابہ مسیماۃ بنت امراءالقیس

صاحبزادے

مولائے کائنات کے کل صاحبزادے اٹھارہ تھے جن کے اسماء گرامی یہ ہیں:

① سیّدنا امیر المومنین امام حسن رضی اللہ عنہ
② سیدنا امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ
③ سیّدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
④ سیّدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
⑤ سیّدنا جعفر رضی اللہ عنہ
⑥ سیدنا عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
⑦ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ
⑧ سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
⑨ سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
⑩ سیدنا عون رضی اللہ تعالیٰ عنہ
⑪ سیّدنا یحییٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
⑫ سیّدنا محمّد رضی اللہ تعالیٰ عنہ
⑬ سیدنا اوسط رضی اللہ تعالیٰ عنہ
⑭ سیدنا محمد حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
⑮ سیّد محمد اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
⑯ سیدنا عمر اطراف رضی اللہ تعالیٰ عنہ
⑰ سیدنا محسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ
⑱ سیدنا عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صاحبزادیاں

مولا علی المرتضیٰ کی کل صاحبزادیوں کی تعداد بھی اٹھارہ ہے جن کے نام یہ ہیں:

① حضرت زینت
② حضرت ام کلثوم

Marfat.com

③ حضرت امّ ہانی
④ حضرت میمونہ
⑤ حضرت اُم حبفر
⑥ حضرت زینب صغریٰ
⑦ حضرت رملۃ الصغریٰ
⑧ حضرت فاطمہ
⑨ حضرت امامہ
⑩ حضرت خدیجہ
⑪ حضرت ام الحسن
⑫ حضرت رملۃ الکبیر
⑬ حضرت ام الکرام
⑭ حضرت رقیّہ
⑮ حضرت امّ سلمہ
⑯ حضرت جمانہ
⑰ حضرت حارثہ
⑱ حضرت نصیر

رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُنَّ

Marfat.com

شامتانِ علی کا انجام

علی کا مخالف خدا کا مخالف

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انکی بینائی چلی جانے کے بعد حضرت سعید بن جبیر اور اُن کے قائد (بینائی ختم ہو جانے کے بعد اُن کے ساتھ رہتے) تھے۔ وہ صفہ زمزم سے گزرے وہاں کچھ لوگ بلند آواز سے" مولا علی کے خلاف باتیں کر رہے تھے۔ حضرت ابنِ عباس نے ان کا کلام سنا اور حضرت سعیدؓ سے فرمایا مجھے وہاں اُن لوگوں کے پاس لے چلو آپ نے وہاں پہنچ کر فرمایا اَیُّکُمُ السَّابُّ لِلّٰہِ "تم میں سے کس شخص نے اللہ کے خلاف باتیں کیں ہیں"۔ اُن لوگوں نے کہا " سُبْحَانَ اللّٰہِ" ہم میں سے کوئی بھی ایسی بات نہیں کر سکتا۔ جناب ابن عبّاس نے فرمایا اَیُّکُمُ السَّابُّ لِرَسُوْلِہٖ۔ تم میں سے کس شخص نے اللہ کے رسُول کی مخالفت کی ہے۔ انہوں نے کہا۔ یہاں کوئی شخص نہیں جو رسولِ خدا کی مخالفت کرے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا ایّکُمُ السَّابُّ لِعَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ" کس شخص نے حضرت علی کی شان میں نازیبا کلمات کہے ہیں"۔ انہوں نے کہا ہاں ان سے متعلق کچھ کہا گیا ہے: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: مَیں اس پر گواہ ہوں جو میرے کانوں نے سُنا ہے اور دل میں محفوظ ہے۔ (لوگو) میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے، آپ

Marfat.com

حضرت علیؓ سے فرما رہے تھے۔

یَا عَلِیُّ مَنْ سَبَّكَ فَقَدْ سَبَّنِیْ فَقَدْ سَبَّ اللّٰہَ وَمَنْ سَبَّ اللّٰہَ اَکَبَّہُ اللّٰہُ عَلٰی مَنْخَرَیْہِ فِی النَّارِ۔ (نورالابصار صـ۱۱۱)

ترجمہ: اے علی جو تجھے بُرا جانے گا وہ مجھے بُرا جانے گا۔ جو مجھے بُرا جانے گا وہ خدا کو بُرا جانے گا۔ خدا تعالیٰ اُسے مُنہ کے بل دوزخ میں ڈالے گا۔"

کیونکہ مولا علی کی مخالفت رسول اللہ کی مخالفت ہے۔

اس حدیثِ مقدسہ سے یہ امر واضح ہو گیا کہ مولا علی کا مخالف رسول اللہ کا مخالف ہے اور رسولِ خدا کا مخالف خدا تعالیٰ کا مخالف ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرنے والے کا انجام دوزخ ہے۔ وہ لوگ اس حدیثِ پاک پر بار بار غور کریں جو مخالفتِ علی میں حدِ جنوں تک پہنچ چکے ہیں اور غضبِ خدا خداوندی کو دعوت دے رہے ہیں۔

دشمنِ علی اور اونٹ

علامہ عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب شواہد النبوۃ میں دلائل النبوۃ کے حوالے سے رقم طراز ہیں کہ مدینہ میں ایک شخص تھا جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی بدگوئی کیا کرتا تھا۔ حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ نے اس کے حق میں بددعا کی وہ شخص ایک دن اپنا اونٹ مسجد نبوی کے باہر چھوڑ کر اندر آگیا اور لوگوں میں بیٹھ گیا۔ اس کا اونٹ کودتا ہوا مسجد میں آیا اور اس شخص کو اپنے سینے سے زمین پر خوب رگڑا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ (شواہد النبوۃ صـ۲۹۶)

Marfat.com

ابنِ ہشام کا انجام

سیّدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابراہیم بن ہشام مخزومی جو حاکم مدینہ تھا۔ وہ ہر جمعہ کو ہمیں اپنے منبر کے پاس جمع کرتا اور جنابِ علی المرتضیٰ امیرالمومنین کرم اللہ وجہہ کے بارے میں نازیبا گفتگو کرتا۔ ایک جمعہ اس جگہ بہت سے لوگ جمع تھے اور میں منبر کے پہلو میں بیٹھا تھا کہ مجھ پر نیند غالب آگئی۔ میں نے دیکھا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کھلی اور اندر سے ایک شخص نکلا جو سفید کپڑوں میں ملبوس تھا۔ مجھے فرمایا۔ اے ابُوعبداللہ جو شخص یہ کہتا ہے تو اُس سے اندوہگیں ہوتا ہے۔ میں نے کہا ہاں" اس نے کہا اپنی آنکھیں کھولو اور دیکھو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کیا معاملہ کرتا ہے۔ جب میں نے آنکھیں کھولیں تو وہ ذکر علی کر رہا تھا۔ جو بعدازاں منبر سے گرتے ہی مر گیا۔[1]

فتنۂ خارجیّت

برادرانِ اسلام!

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ خارجیّت کے حامل مہلک نظریات نے اُمت مسلمہ کو ٹکڑوں میں تقسیم کرنے۔ اختلافات وانتشار مسلمانوں کے مابین خلفشار وافتراق اور فرقہ بندی میں اہم کردار ادا کیا ہے، اہلِ اسلام کو آپس میں لڑا کر یہود ونصاریٰ کو اسلام کے خلاف سازشیں کرنے کا موقع فراہم

---

[1] شواہد النبوہ ص ۲۹۹

Marfat.com

کیا ہے اور ایسی بدعات کو جنم دیا جو اسلامی فکر کے سراسر خلاف ہیں۔

خوارج نے اپنے آبا و اجداد کی عادات کے مطابق قصرِ اسلام کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے میں دن رات ایک کر رکھا ہے اور گلشنِ دینِ متین کو تاراج کرنے کا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ قرآنی آیات کی عجیب و غریب تاویلات، تراجم میں بددیانتی اور تفسیر میں ذاتی رائے خوارج کا محبوب ترین مشغلہ حیات تھا اور ہے اور جو صاحب قرآن کے سادہ لوح امتیوں کے ذہنوں کی پراگندگی اور اُلجھن کے سوا کچھ نہیں۔

اور یہ امر بھی مسلّمہ ہے کہ جس مسلک و نظریہ کی بنیاد ہی بغض و عناد پر رکھی گئی ہو اس کی ہر بات شر و فساد کا پیش خیمہ ہی ہو سکتی ہے۔

خوارج

خوارج۔ باغی اور جماعت سے نکل جانے والے اور اپنے امیر کی نافرمانی کرنے والے لوگوں کو کہا جاتا ہے۔ تاریخی اور مذہبی اصطلاح کے مطابق خارجی اُس فرقہ کو کہا جاتا ہے جو حضرت علی کی خلافت کو برحق تسلیم نہ کرتا ہو اور (توحید خداوندی کی آڑ میں) سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصافِ حمیدہ کا انکار بھی کرتا ہو۔ خارجیوں کے سینے میں عداوتِ رسولؐ اور بغضِ علیؓ و اہلِ بیت کی چنگاریاں ہر آن سُلگتی رہتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے خرمنِ حیات سے ہر وقت دھواں اُٹھتا رہتا ہے۔

عمران خارجی کا کلام

عمران بن خطان اشاقی خارجی نے اپنے قلبی بغض کا اظہار اپنے اشعار

Marfat.com

میں یوں کیا ہے۔ وہ کہتا ہے ؎

لِلّٰہِ دَرُّ الْمُرَادِیِّ الَّذِیْ فَتَکَتْ
کَفَاہُ مُھْجَۃَ شَرِّ الْخَلْقِ اِنْسَانًا

ترجمہ: اللہ مرادی (ابنِ ملجم) کا بھلا کرے جس کے دونوں ہاتھوں نے مخلوق سے شریر کی رُوح کو نکالا۔

یَا ضَرْبَۃً مِّنْ تَقِیٍّ مَا اَرَادَ بِھَا
اِلَّا لِیَبْلُغَ مِنْ ذِی الْعَرْشِ رِضْوَانَا

ترجمہ: یہ متقی کی تلوار کی چوٹ ہے۔ جس سے اس نے ارادہ نہ کیا۔ مگر یہ کہ وہ عرش کے مالک کی رضا حاصل کرے۔

اِنِّیْ لَاَذْکُرُہٗ یَوْمًا فَاَحْسِبُہٗ
اَدْنَی الْبَرِیَّۃِ عِنْدَ اللّٰہِ مِیْزَانًا

ترجمہ: میں "ابنِ ملجم" کو کبھی یاد کرتا ہوں اور اس کو اللہ کے حضور ساری مخلوق سے زیادہ نیک سمجھتا ہوں۔ (نور الابصار ص ۱۰۸)

یہ ہیں خارجیوں کے عقائد کہ عمران بن خطان خارجی نے سیدنا سید الاولیاء امام المسلمین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو شریر انسان کہا (نعوذ باللہ) اور قاتلِ علیؓ ابنِ ملجم لعین کو متقی اور اللہ کی رضا حاصل کرنے والا اور ساری مخلوق (جس میں انبیاء و رُسل اور صحابہ کرام بھی شامل ہیں) سے زیادہ نیک کہا۔

غور فرمائیں کہ اس قسم کے خرافات کوئی ایمان والا بھی اپنی زبان سے ادا کر سکتا ہے؟

○ مولا علی شیرِ خدا جنگِ صفین سے لوٹ کر کوفہ میں داخل ہوئے تو خارجیوں

Marfat.com

نے آپ کی سخت مخالفت کی اور تحکیم (حاکم بنانا، دو فریق کا فیصلہ کرانے کے لیے کسی کو پنچ قرار دینا) کے منکر ہو گئے اور یہ کہنا شروع کر دیا۔

"لَا حُكْمَ اِلَّا لِلّٰهِ وَلَا طَاعَةَ لِمَنْ عَصَى اللّٰهَ"

کہ حکم صرف خدا کا ہے اور جو خدا کا نافرمان ہو اُس کی اطاعت نہ کی جائے۔

○ خارجیوں نے بغاوت کی نیت سے "حروراء" میں اقامت کر لی اور اُن کی کُل تعداد بارہ ہزار تھی۔ حضرت علی خود اُن کے پاس تشریف لے گئے اور اُن کے سردار عبداللہ بن کوا سے گفتگو فرمائی اور اس سے پوچھا تمہیں ہمارے خلاف کس نے کیا؟ اس نے کہا صفین کے روز تحکیم نے۔ امیر المومنین نے فرمایا! میں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا جس روز نیزوں پر قرآن کریم اٹھائے گئے تھے۔ میں نے کہا نہیں تھا کہ میں ان لوگوں کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ یہ لوگ جنگ سے تنگ آ گئے ہیں اور شکست سے بچنے کے لیے انہوں نے قرآن کو بلند کیا ہے۔ مگر تم نے میری ایک بات نہ سُنی اور دیگر تمام قسم کے سوالات کے جوابات دیئے ہیں۔ خارجیوں نے لاجواب ہو کر حضرت علی سے وعدہ کر لیا کہ ہم واپس شہر میں ضرور داخل ہوں گے۔ مگر ہم چاہتے ہیں کہ صلح نامہ کی مدت تک یہاں ٹھہریں تاکہ ہمارے گھوڑے وغیرہ آرام کر لیں۔ یہ اُن کا وعدہ صرف زبانی تھا دل میں بدستور کھوٹ موجود رہا۔

خارجیوں کی قتل و غارت

خارجیوں کے وعدے کے مطابق جب امیر المومنین حضرت علیؓ نے اُن کو خط لکھا کہ تم سب ہمارے پاس آ جاؤ تاکہ مخالفین کے ساتھ جنگ کی

Marfat.com

جاتے تو انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ آپ نے اُس سے مایوس اور نا امید ہو کر اُن کو اپنے ساتھ ملانے کا خیال ترک فرما دیا۔

اور جنگی تیاریوں کے سلسلے میں اہل کوفہ سے ایک زبردست خطاب فرمایا۔ خطاب کے دوران خارجیوں کی بغاوت کی خبر آپ تک پہنچی اور یہ بھی کہ خارجیوں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عبداللہ بن خباب بن ارت کو قتل کر دیا ہے اور اُن کی بیوی کو بھی شہید کر دیا۔ جب کہ وہ حاملہ تھیں۔ قبیلہ طیّ کی تین عورتوں اور اُمّ سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو بھی قتل کر دیا ہے اس خبر کے پہنچتے ہی حضرت علیؓ نے حارث بن مرّہ عبدی کو وہاں کے حالات کا جائزہ لینے اور اس خبر کی تصدیق کرنے کے لیے اُن کی طرف بھیجا تو خارجیوں نے انہیں بھی قتل کر دیا۔ خارجیوں کے ظلم و ستم اور تباہ کاریوں کو دیکھتے ہوئے اور جنگی ماہرین کے مشورہ کے پیشِ نظر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خارجیوں کا قلع قمع کرنے کا ارادہ فرمایا:

آپ جب خارجیوں کے قریب پہنچے تو آپ نے اُن کو پیغام بھیجا کہ تم میں سے جن لوگوں نے ہمارے ساتھیوں کو قتل کیا ہے اُن کو ہمارے حوالے کر دو ہم اپنے بھائیوں کے بدلے میں اُن کو قتل کریں گے، اور تمہیں کچھ نہیں کہیں گے۔ خارجیوں نے جواب دیا ہم سب نے تمہارے ساتھیوں کو قتل کیا ہے۔ ہم تمہارے مال تمہارا اور اُن کا خون خرابہ حلال اور جائز سمجھتے ہیں اس کے بعد حضرت قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہ خارجیوں کی طرف گئے اور اُن کو سمجھانے کی کوشش کی اور یہ مطالبہ کیا کہ ہمارے بھائیوں کے قاتل ہمارے حوالے کر دو اور فرمایا ــــ

تَشْهَدُوْنَ عَلَيْنَا بِالشِّرْكِ وَتَسْفِكُوْنَ دِمَآءَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ کہ تم ہمیں مشرک کہتے ہو اور مسلمانوں کے قتل کو جائز سمجھتے

Marfat.com

لگے ہو۔" (نورالابصار ص۱۰۲)

اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو مشرک کہنا خارجیوں کی پرانی عادت ہے۔

حضرت علی رضؓ امیر المومنین نے فرمایا۔ خارجیو! اِنَّ اَنفُسَکُمُ الاَمّارۃ سَوَّلَت لَکُم فِرَاقِیْ لِھٰذِہِ الحُکُومَۃِ۔ (نورالابصار ص۱۰۲) تمہارے نفوس امارہ نے تم کو ہم سے علیحدہ ہو جانے پر ثالثی کے فیصلہ کی وجہ سے اکسایا ہے۔" جس کی ابتدا خود تم نے ہی کی تھی اور تم نے اس پر زور دیا تھا۔ جبکہ میں اسے پسند نہ کرتا تھا اور تم کو خبردار کیا تھا کہ یہ فیصلہ صرف سیاسی چال ہے۔ مگر تم نے مخالف لوگوں کی طرح انکار کر دیا اور نافرمانوں کی طرح عناد کیا۔ حتی کہ میں نے تمہاری رائے تسلیم کر لی اور فرمایا وَاللّٰہِ صِغَارُ الھَامِ سُفَھَآءُ الاَحلَامِ (نورالابصار ص۱۰۲) اللہ کی قسم تم چھوٹی کھوپڑیوں والے بے وقوف ہو۔" تمہارے سرداروں نے ہی اس پر اتفاق کیا تھا کہ فیصلہ کے لیے دو شخص اختیار کرو۔ آپ نے فرمایا بتاؤ تم کس لیے ہمارا قتل اور ہم سے علیحدگی جائز سمجھتے ہو پھر لوگوں کو پکڑ لیتے ہو اور انہیں قتل کر دیتے ہو۔ یہ بہت بڑا نقصان ہے۔ یہ فرمانے کے بعد امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے واپس آکر جنگ کی تیاری فرمائی اور امن کا جھنڈا حضرت سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دیا۔ حضرت ابو ایوب رضؓ نے خارجیوں کو آواز دی اور فرمایا جس شخص نے کسی مسلمان کو قتل نہیں کیا وہ اس جھنڈے کی طرف آجائے تو امن میں رہے گا۔ جو کوفہ کی طرف چلا جائے گا وہ امن میں رہے گا اور جو مدائن کی طرف چلا جائے گا وہ بھی امن میں رہے گا۔ یہ سن کر ایک لشکر کوفہ کو چلا گیا اور ایک مدائن کی طرف روانہ ہو گیا اور اکثر لوگ اُن سے جدا ہو گئے۔ وہ بارہ ہزار میں سے صرف چار ہزار رہ گئے۔ جب لڑائی شروع ہوئی تو سیدنا امیر المومنین کے لشکر کی گھوڑ سوار فوج دو حصّوں میں تقسیم ہو گئی

Marfat.com

اور خارجیوں کو گھیرے میں لے کر ان پر ٹوٹ پڑی اور چشم زدن میں تمام کو قتل کر دیا اور چار ہزار میں سے صرف نو آدمی بچ نکلے یہ حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت ہے۔ کیونکہ آپ نے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ ہم ان کو قتل کریں گے

وَلَا يُقْتَلُ مِنَّا عَشَرَةٌ وَّلَا يَسْلَمُ مِنْهُمْ عَشَرَةٌ۔

(نور الابصار ص۱۰۳)

ہمارے دس شخص قتل نہ ہوں گے اور ان سے دس باقی نہ رہیں گے۔
حضرت سیدنا علی کی فوج کے صرف دو شخص شہید ہوئے۔

خوارج حضور کی نظر میں

خوارج کے تعارف، عقائد و نظریات، حالات و واقعات اور باغیانہ سرگرمیوں سے واقف ہونے کے بعد۔ اب یہ دیکھیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں یہ گروہ کس قدر خطرناک ہے اور اس بات پر بھی غور فرمائیں کہ زبان نبوت نے اس فرقہ کی قبیح حرکات اور کمینگی کو کس انداز میں آشکار فرمایا۔ علامہ شبلنجی رحمہ اللہ اپنی مشہور ترین کتاب نور الابصار میں بخاری کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ جن خارجیوں نے حضرت علی امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف خروج کیا تھا۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

حدیث نمبر ①

يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ۔

(نور الابصار ص۱۰۳)

Marfat.com

ترجمہ: "یہ دین اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر سے شکار نکل جاتا ہے"

حدیث نمبر ②

ان خوارج میں سے عبداللہ بن ذی الخویصرہ تمیمی ہے جو ایک مرتبہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تھا۔ جب آپ صدقات تقسیم فرما رہے تھے۔ اس بدطینت نے آتے ہی کہا "اِعْدِلْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ" یارسول اللہ انصاف کرو"

آقا علیہ السلام نے اسے فرمایا۔ وَیْلَکَ وَمَنْ یَّعْدِلُ فَاِنْ لَّمْ اَعْدِلْ۔ (نور الابصار ص۱۰۲)

"تو ہلاک ہو جائے اگر میں نے عدل نہ کیا تو اور کون عدل کریگا"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ فَائْذَنْ لِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فِیْ اَنْ اَضْرِبَ عُنُقَہٗ۔[1] یارسول اللہ! مجھے اجازت فرمائیں میں اس کی گردن اڑا دوں"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ عمر چھوڑ دو اسکے ہم خیال ساتھی ہونگے تم اپنی نمازیں ان کی نمازوں کے سامنے حقیر سمجھو گے اور اپنے روزے ان کے روزوں کی نسبت کمزور جانو گے۔

وہ دین سے ایسے باہر ہو جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔

ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

---

[1] اس سے معلوم ہوا کہ فاروق اعظم رضہ کے نزدیک رسول اللہ پر اعتراض کرنیوالا گستاخ واجب القتل ہے۔

Marfat.com

"وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ"

(پارہ ۱۰، سورۃ توبہ آیت ۵۸)

"اور اُن میں سے بعض لوگ صدقات میں عیب لگاتے ہیں"

حضرت امام محمد بن ماجہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سنن میں خوارج کے بارے میں کافی احادیثِ رسُول بیان فرمائی ہیں۔ آپ بھی ان حدیثوں پر غور فرمائیں۔ اور دیکھیں کہ اس خارجی اور سوفسطائی فرقہ (جس کی باغیانہ روش حد ارتداد کے قریب تر ہے) کی سرکار علیہ السلام نے کن الفاظ میں مذمت فرمائی۔

حدیث نمبر ③ ——— علاماتِ خوارج

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آخری زمانہ میں ایک قوم ہوگی اَحْدَاثُ الْاَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْاَحْلَامِ جس کے دانت چھوٹے ہوں گے" (عرب میں یہ محاورہ مفسدین کے لیے بولا جاتا ہے) عقلیں کمزور ہونگی۔ "يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ النَّاسِ" وہ سب لوگوں کے اقوال سے بہتر باتیں کہیں گے" يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلقوم سے نیچے نہ اُترے گا" "يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ وہ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے (سنن ابن ماجہ ص ۱۵)

یعنی بظاہر وہ بہت زیادہ دیندار، قرآن کی تلاوت، دین کی باتیں کرنے والے نظر آئیں گے۔ لیکن دل کی دُنیا میں کفر کا راج ہوگا اور اُن کے خفیہ نظریات سنگچور کے زہر سے زیادہ خطرناک ہوں گے۔

Marfat.com

قرآن کی گواہی

زبان سے اسلام کا اقرار کرنے والے اور دل سے مُنکر لوگوں کے بارے میں خدائے بزرگ و برتر کا ارشاد ہے۔

" وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۔" (سُورۃ البقرۃ آیت ۸)

ترجمہ: "اور کچھ لوگ ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ پر اور روز قیامت پر حالانکہ وہ مومن نہیں۔"

اس سے معلوم ہوا کہ خدائے لم یزل کے نزدیک مُسلمان وہی ہے جو زبان کے اقرار کے ساتھ دل سے تصدیق بھی کرے۔ جو دل سے تصدیق نہ کرے۔ وہ مومن نہیں ہو سکتا۔ خواہ ایمان و اسلام کے دعوٰی میں کتنا ہی چرب زبان ہو

(ضیاء القرآن)

حدیث نمبر ④ ——— بدترین لوگ

حضرت ابُوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا۔ میرے بعد میری اُمّت میں سے ایک قوم ہوگی وہ قرآن پاک کی تلاوت کرے گی جو اُن کے حلقوم سے نہ اترے گا اور وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔

ثُمَّ لَا يَعُوْدُوْنَ فِيْهِ هُمْ شِرَارُ الْخَلْقِ وَالْخَلِيْقَةِ ۔

(سنن ابن ماجہ شریف ص۱۵)

پھر دین حق کی طرف واپس نہ آئیں گے۔ یہ ساری مخلوق میں سے

Marfat.com

بدترین لوگ ہوں گے۔"

آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فتنہ پرداز ٹولے کی علامات بیان فرمائی ہیں تاکہ میری امّت ان کے مقرر فریب کے پھندوں سے بچ سکے اور پھر ان کو لاکھ سمجھایا جائے دلائل پیش کیے جائیں۔ یہ ہرگز ہرگز دینِ حق کی طرف لوٹ کر واپس نہ آئیں گے۔ اس لیے کہ ان کے دِل میں حسد و عناد اور عداوت کے شعلے بھڑک رہے ہیں جو ایک شدید ترین مرض کی صُورت اختیار کر گئے ہیں۔ اب ان کی دین حق کی طرف مراجعت اور مُسلمانوں کے ساتھ مرافقت بقولِ رسُول اللہ ناممکن ہے۔

حدیث نمبر ⑤ ——— جب انہیں دیکھو

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسُولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اخیر زمانہ میں اس اُمّت میں سے ایک ایسی جماعت پیدا ہوگی جو قرآن پڑھے گی جو ان کے گلے سے نیچے نہ اترے گا۔

سِیْمَاھُمُ التَّحْلِیْقُ اِذَا رَاَیْتُمُوْھُمْ اَوْ اِذَا لَقِیْتُمُوْھُمْ فَاقْتُلُوْھُمْ۔ (ابن ماجہ شریف ص۱۶)

"ان کی نشانی یہ ہے کہ ان کے سر منڈے ہوں گے۔ جب تم انہیں دیکھو یا ان سے ملو تو انہیں قتل کر دو۔"

یعنی اُن کے بناوٹی طور طریقے اور یہ ظاہری وضع قطع ان کے خبث باطن کو ظاہر کرتی ہے۔

آج بھی اپنے گرد و پیش کا بغور جائزہ لینے سے آپ کو اس قسم کی صورتیں کافی تعداد میں چلتی پھرتی نظر آئیں گی جن کے خون میں نفاق و ارتداد کے جراثیم

Marfat.com

کثرت سے پائے جاتے ہیں۔

حدیث نمبر ⑥ ——— دوزخی کتّے

ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَلْخَوَارِجُ کِلَابُ النَّارِ۔ (ابن ماجہ شریف ص۱۵)

خارجی دوزخ کے کُتّے ہیں؛

حدیث نمبر ⑦

حضرت ابُو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ یہ لوگ جو قتل کیے گئے ہیں آسمان کے نیچے سب سے بدترین مقتول ہیں (خوارج کے منڈے ہوئے سر دیکھ کر فرمایا تھا) اور ان لوگوں نے جنہیں قتل کیا ہے وہ بہترین مقتول ہیں۔ اور فرمایا:

کِلَابُ اَهْلِ النَّارِ قَدْ كَانَ هٰؤُلَاءِ مُسْلِمِيْنَ فَصَارُوْا كُفَّارًا۔ (ابن ماجہ شریف ص۱۶)

ترجمہ: یہ لوگ اہلِ جہنم کے کتّے ہیں جو اسلام لانے کے بعد کافر بن گئے۔

ابو غالب کہتے کہ میں نے ابُو امامہ سے دریافت کیا کہ کیا آپ یہ اپنی رائے بیان فرما رہے ہیں

حضرت ابُو امامہؓ نے فرمایا: "بَلْ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

"نہیں بلکہ میں نے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے"

ان احادیث کو بار بار پڑھیں اور غور فرمائیں کہ یہ کس قسم کے لوگ ہیں۔ جنہیں سرکارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم مرتد فرما رہے ہیں اور شدید نفرت کا اظہار اور اِن کی

Marfat.com

فریب کاریوں سے بچنے کی اُمّت کو تلقین فرمارہے ہیں۔ اُسلوبِ قرآن و حدیث سے یہ حقیقت بھی پوری طرح واضح ہے کہ جس سے حضور علیہ السّلام نفرت و بیزاری کا اظہار فرمائیں کہ وہ کسی طور پر بھی مقبولِ بارگاہِ خداوندی نہیں ہوسکتا، یہی وجہ ہے کہ اہلِ ایمان ان سے چھپے ہُوئے مفسدین سے شدید نفرت کرتے ہیں۔ ؎

کسے خبر تھی کہ لے کر چراغِ مصطفوی
جہاں میں آگ لگاتی پھرے گی بُولہبی

(علامہ اقبال رح)

سلام

مرتضیٰ شیرِ حق ابتجع الا شجعین ۔ ساقیٔ شیر و شربت پہ لاکھوں سلام
اصلِ نسلِ صفا، وجہِ وصلِ خُدا ۔ بابِ فضلِ ولایت پہ لاکھوں سلام
شیرِ شمشیر زن، شاہِ خیبر شکن
پرتوِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

(امام احمد رضا بریلوی)

Marfat.com

آخری خلیفۂ راشد

اَمِیرُالمُؤمِنِین

سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ

باب شاہِ ولایتِ امام حسنؓ — شاہِ جود و سخاوت امام حسنؓ
ابنِ خیبر شکن نورِ شاہِ زمن — ماہِ چرخِ امامت کی کیا بات ہے

خضرؔ

سیّد السادات سراپائے کمالات، صاحب کرامات، چشمۂ، شرافت، آفتابِ سخاوت، مہتابِ امامت، امام شریعت وطریقت، واقفِ رموزِ حقیقت غوّاصِ بحرِ معرفت، مینارِ شجاعت، حسنِ ہدایت، عکسِ جمالِ مصطفیٰ، پرتوِ شیرِ خدا، نورِ چشمِ خیرالنسار، حضرت امیرالمومنین سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ علم کے بحرِ زخّار جنت کے جوانوں کے سردار، سخی، بردبار، متقی، پرہیزگار اور نورِ سیّد الابرار ہیں۔

آپ عظیم قائدانہ صلاحیتوں کے مالک، عفو و درگزر کرنے والے وہ نواسۂ رسُول ہیں جو دُنیا میں سیّد کے لقب سے مشہور ہیں۔ سیادت جس پہ ناز کرتی ہے۔ ولایت جس پر فخر کرتی ہے، حُسن جس پہ نثار اور خوشبو جس کا طواف کرتی ہے۔ وہ ہیں رونقِ چمن، شاہِ زمن، امام حسن رضی اللہ عنہ۔ جاہ و جلال جس پر قربان ہو۔ وضاحت جس پر فدا ہو، سخاوت جس کی عادت ہو، محبت جس کی

Marfat.com

خصلت ہو، ثروت جس کی باندی ہو، شہادت جس کی تمنا ہو، خوبیوں کا جو مالک ہو حیا کا جو پیکر ہو، علم کا جو سمندر ہو، حلم کا جو آسمان ہو، اسی کو جو حسن کہا جاتا ہے۔

امام حسن رضی اللہ عنہ ان تمام خصائل و خصائص کے حامل پُر وقار شخصیت کے مالک اور وہ عدیم النظیر شہید ہیں، جن کی بردباری کا ایک زمانہ گواہ ہے۔

آپ حضور علیہ السلام کے فرمان کے مطابق آخری خلیفۂ راشد ہیں۔ ؎

شبّر نے زمانے کو مصیبت سے بچایا　　آلام کو آرام سے دامن سے چھپایا
ہر دکھ کا مداوا کیا یوں ابنِ علی نے
ہر درد کو بس اپنے ہی سینے سے لگایا　　(خضر)

نام و نسب

آپ کا نام نامی اسم گرامی حسن ہے اور کنیت ابو محمّد ہے۔

القاب: تقی، زکی، سیّد، مجتبیٰ، شبیہہ رسول، ولی، سبطِ رسول، جوّاد، کریم، زاہد۔

باپ: سیّدنا علی ابن ابی طالب بن عبد المطلب۔

والدہ: سیّدۃ النساء العٰلمین فاطمہ زہراء بنتِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

لقب سیّد

آپ کا مشہور لقب تقی ہے اور مرتبہ کے اعتبار سے سب سے اعلیٰ لقب سیّد ہے، اس لیے کہ یہ لقب آپ کو اپنے نانا سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عنایت فرمایا تھا۔ حضرت ابو بکرہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منبر پر دیکھا کہ حضرت

Marfat.com

حسنؓ بن علی آپ کے پہلو میں بیٹھے تھے حضور کبھی لوگوں کی طرف توجہ فرماتے اور کبھی حسنؓ کی طرف دیکھتے اور فرماتے تھے۔

"اِنَّ ابْنِیْ هٰذَا سَیِّدٌ وَّ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ یُّصْلِحَ بِهٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔"

(بخاری شریف جلد اوّل ص۵۳۰ مطبوع قدیمی کتب خانہ کراچی، ترمذی شریف جلد ثانی ص۲۱۸ مطبوع سعید کمپنی کراچی مشکوٰۃ شریف مناقب اہل بیت۔

صواعق محرقہ ص۱۳۷)

ترجمہ: کہ میرا یہ بیٹا سیّد (سردار) ہے۔ شائد اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو (۲) جماعتوں میں صلح کرادے۔"

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دورانِ وعظ کبھی لوگوں کی طرف توجہ فرماتے ہیں اور کبھی امام عالی مقام حسن علیہ السلام کی طرف محبّت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔

سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو حضرت علی کی شہادت کے بعد اور امام حسن کی خلافت کے زمانے میں پیش آیا۔

جب آپؓ نے چند شرائط کی بنیاد پر امیرِ معاویہؓ کے ساتھ صلح کرلی، آپ کے بعض ساتھیوں کو یہ بات بہت ناگوار گزری مگر آپ نے اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کو قتل و غارت اور تباہی سے بچالیا۔

سیّد

حضرت زکریا علیہ السلام نے بڑھاپے میں نیک اولاد کی دُعا مانگی تو خالق کائنات نے اُن کی دُعا کو شرفِ قبولیّت بخشا اور اُن کو حضرت یحییٰ علیہ السلام

Marfat.com

کی بشارت دی اور فرمایا ــــ سَیِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ــ (پارہ سُورۃ آلِ عمران آیت ۳۹) سردار ہوگا اور ہمیشہ عورتوں سے بچنے والا ہوگا اور نبی ہوگا صالحین سے "

قرآن پاک کی اس آیت اور مذکورہ حدیث شریف کی روشنی میں رسُول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اولاد کو سیّد کہا جاتا ہے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ سیّد اُسے کہتے ہیں جو غصّہ کو عقل پر غالب نہ آنے دے اور خیر و برکات حسب و نسب کے اعتبار سے دوسروں سے بڑھ کر ہو۔

راقم الحروف نے سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ کے ذکر میں "سیّد" کے معانی تفصیل کے ساتھ بیان کیے ہیں۔

ولادت

آخری خلیفہ راشد سیدنا امام حسن علیہ السّلام نصف رمضان المبارک ۳ھ مدینہ منوّرہ میں پیدا ہُوئے۔ سیّدہ فاطمہؓ بتول اور علیؓ نفس رسُول کے آپ پہلے فرزند ذی وقار ہیں۔ حضرت علی سے مرفوعاً روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب سیدہ فاطمہؓ کے بطن اطہر سے حسنؓ کے تولّد کا وقت قریب آیا تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسماء بنتِ عمیس اور جنابہ اُمِّ سلمہؓ سے فرمایا۔ تم دونوں فاطمہ کے پاس جاؤ جب بچّہ پیدا ہو اور آواز بلند کرے تو اس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے بچّہ شیطان سے محفوظ رہتا ہے اور میرے آنے تک اور کچھ نہ کرنا۔ جب بچّہ پیدا ہوا تو ہم نے وہی کیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ آپ تشریف لائے۔ بچّے کی ناف کاٹی اور لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالا اور فرمایا:

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُہٗ بِکَ وَذُرِّیَّتَہٗ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ (نورالابصار ص۱۱۱)

اے اللہ میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطانِ رجیم کے شر سے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔

انتخاب نام اور عقیقہ

امام حسن کی ولادت کے ساتویں روز جناب رسول کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بچے کا نام کیا رکھا ہے۔ عرض کیا گیا اس کا نام "حرب" رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: اس کا نام "حسن" رکھو۔

حضرت اسمار بنتِ عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ سیّد عالم علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے ساتویں روز امام حسن کے عقیقہ میں دو مینڈھے ذبح کیے اور دایہ کو سالم ران عطا کی۔ حضرت حسن کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کی۔

"ثُمَّ طَلٰی رَأْسَہٗ بِیَدِہِ الْمُبَارَکَۃِ۔"

(نورالابصار ص۱۱۹)

اور پھر اپنے دستِ مبارک سے حسن کے سر پر خوشبو لگائی۔

حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کا اپنے نواسے امام حسن کو اپنا لعاب دہن بطور گھٹی عطا فرمانا اور اُن کے مُنہ میں ڈال کر دُعا فرمانا کوئی معمولی بات نہیں یہ حضورؐ کے لعاب دہن کی تاثیر تھی کہ امام حسن، بے مثال حسن و جمال اور حلم و کمال کی دولت سے مالا مال ہُوئے۔ آپ کی جان کے دُشمن بھی آپ کے حلم و بردباری کے معترف تھے۔ آپ حوصلہ مندی کا ایک بہت بلند پہاڑ تھے اور کرۂ ارض کی طرح

Marfat.com

قوّت برداشت کے مالک تھے اور حسین ایسے کہ چاند دیکھے تو شرما جائے پھول دیکھیں تو نظریں جھکالیں۔ ؎

جبینِ دیں کا حسنؓ کو جمال کہتے ہیں　　فضائے نور کا بدر و ہلال کہتے ہیں
حسنؓ کو صاحبِ حسنِ کمال کہتے ہیں　　حسین ایسا کہ سب بیمثال کہتے ہیں

کہوں حسنؓ کو تو شاہوں کا شہریار کہوں
امامِ دوم، اماموں کا تاجدار کہوں　　(خضر)

آخری خلیفۂ راشد

حضور پُر نور، سلطانِ دوجہاں حضرت رسول مکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"اَلْخِلَافَةُ بَعْدِیْ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً۔"[1]

کہ خلافت میرے بعد تیس (۳۰) سال ہے۔"

یعنی میرے وصال کے بعد خلافت صرف تیس سال رہے گی۔ اس کے بعد خلافت ملوکیّت و بادشاہت میں تبدیل ہو جائے گی۔ سیدنا امام حسنؓ علیہ السّلام کے چھ ماہ دورِ خلافت میں تیس سال پورے ہو گئے اور اس کے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ ختم ہو گئی اور ملوکیّت کا دور شروع ہو گیا۔

فضیلۃ الشیخ علامہ موسیٰ محمد علی اپنی کتاب "حلیم آلِ البیت" میں لکھتے ہیں۔

وَاِمَامُنَا الْاِمَامُ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

---

[1] حلیم آل البیت ص ۱۴۴ مطبوعہ عالم الکتب بیروت لبنان۔

Marfat.com

اَحَدُ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ، بَعْدَ اَبِیْهِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ، عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، تَحَقَّقَتْ بِهٖ وَعَلَیْهِ، مُعْجِزَةُ جَدِّهٖ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔[1]

یعنی ہمارے امام، امام حسن بن علی خلفائے راشدین میں ایک "خلیفۂ راشد" ہیں۔ اپنے والد علی ابن ابی طالب کے بعد، آپ رضؓ کے نانا رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ آپ پر آپ کے ذریعے سے ثابت ہوا۔

اس فرمانِ رسُول سے "اَلْخِلَافَةُ بَعْدِیْ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً"۔ کہ میرے بعد خلافت تیس سال ہوگی جب امیر المومنین حضرت علی کی شہادت واقع ہوئی تو اہلِ کوفہ امام حسن رضؓ کی بیعت کے لیے آگے بڑھے، اور جس نے سب سے پہلے امام حسن رضؓ علیہ السّلام کے دستِ مبارک پر بیعت کی وہ حضرت قیس بن سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔

اُلْبُسْطُ یَدَكَ اُبَایِعْكَ عَلٰی کِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔[2]

آپ اپنا ہاتھ بڑھائیں کہ میں کتاب اللہ اور سُنت رسُول اللہ پر آپ کی بیعت کروں۔

---

[1] حلیم آل البیت ص ۴۴۱ مطبوعہ عالم الکتب بیروت لبنان۔

[2] ایضاً۔

Marfat.com

اور جواباً حضرت امام حسنؓ نے فرمایا "ہاں"، کتاب اللہ اور سنّتِ رسُولِ خدا یہ دونوں بے گماں ہر شرط پر حاوی ہیں اور پھر لوگوں نے انہی دونوں شرطوں پر بیعت کی ـــ علامہ مُوسیٰ محمد علی لکھتے ہیں

"فَاَقَامَ بِهَا سِتَّةَ اَشْهُرٍ خَلِيْفَةُ حَقٍّ وَّ اِمَامُ عَدْلٍ وَّصِدْقٍ، تَحْقِيْقًا لِّمَا اَخْبَرَ بِهٖ جَدُّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَوْلِهٖ اَلْخِلَافَةُ بَعْدِیْ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً۔"

آپ "انہی شرائط بیعت پر" چھ ماہ تک خلیفۂ برحق اور امام عدل وسچّائی قائم رہے۔ جیسا کہ واضح طور پر آپ کے جدّ امجد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے فرمانِ ذیشان کے ذریعے خبر دی۔ کہ میرے بعد خلافت (۳۰) سال ہوگی۔

مصنف "حلیم آل البیت" سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہُوئے آگے لکھتے ہیں کہ پھر اسی طرح آپ چھ ماہ تک مسندِ خلافت پر متمکن رہے۔ اسی وجہ سے كَانَتْ خِلَافَتُهٗ مَنْصُوْصًا عَلَيْهَا ـ کہ آپ کی خلافت پر نص وارد ہوئی ہے۔

عبداللہ بن احمد کا فیصلہ

حافظ ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں بیان فرمایا ہے کہ حضرت عبداللہ بن امام احمد بن حنبل نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اَلْخِلَافَةُ بَعْدِیْ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً ـ کہ میرے بعد خلافت صرف تیس سال ہے۔ لکھتے ہیں کہ ایک

Marfat.com

شخص جو کہ حضرت عبداللہ بن امام احمد کی مجلس میں حاضر تھا نے کہا کہ ان تیس سالوں میں یہ چھ حضرت امیر معاویہ کی خلافت میں شامل ہیں ۔ تو جناب عبداللہ نے فرمایا ـــ اِنَّ تِلْكَ الشُّهُوْرَ كَانَتْ فِيْهَا الْبَيْعَةُ لِلْحَسَنِ ، بَايَعَهُ اَرْبَعُوْنَ اَلْفًا ـــ "نہیں بلکہ" اُن مہینوں میں حضرت امام حسن کی بیعت تھی آپ کے دستِ مبارک پر چالیس ہزار لوگوں نے بیعت کی ۔" (حلیم آل البیت ص ۱۴۶)

اور بعض نے لکھا ہے ۔ امام حسن علیہ السلام سات ماہ گیارہ دن مسندِ خلافت پر جلوہ افروز رہے ۔ ربیع الاوّل ۴۱ھ میں آپ نے کچھ شرائط پر امیرِ معاویہؓ سے صلح کر لی ۔

مذکورہ بالا تحقیق سے یہ بات آفتابِ نیم روز کی طرح واضح ہو گئی ، کہ حضرت سیّدنا امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے چھ ، یا سات ماہ گیارہ دن کے دورِ خلافت نے خلافتِ راشدہ کی مدّت ختم ہو گئی جس پر نص وارد ہو چکی تھی ۔ ظاہر ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق کہ "میرے بعد خلافت تیس سال رہے گی" کے بعد والا دور ، امارت ، ملوکیّت اور بادشاہت کا دور ہے ۔ اس اعتبار سے آپ آخری خلیفہ راشد ہُوئے ۔ اور یہ بات بھی عیاں ہے کہ خلفائے رسُول جن کی تعداد پانچ ہے میں سے کوئی بھی طبعی وفات سے راہیِ مُلک بقا نہیں ہوا ۔ حضرت سیدنا ابوبکرؓ صدیق کو سال کے بعد اثر کرنے والا زہر دیا گیا (جن کا گذشتہ اوراق میں ذکر موجود ہے) ۔ اور سیّدنا عمر فاروقؓ کو ابُولؤلؤ نے شہید کیا ۔ حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو بلوائیوں نے شہید کیا ۔ اور مولا علیؓ کو کائناتِ ارضی میں سب سے بڑے بدبخت ابنِ ملجم نے شہید کیا ۔ حضرت

Marfat.com

سیّدنا امام حسن رضؓ کو مستقبل کے اقتدار پر نظریں رکھنے والوں نے زہر ہلاہل دے کر شہید کیا اپنے دورِ حکومت میں خلافتِ راشدہ کا رنگ پیدا کرنے والے حضرت عمرؓ بن عبدالعزیز کو زہر دے کر مُلک عدم کی طرف روانہ کیا گیا ــــ حصُولِ اقتدار کی خاطر جن لوگوں نے ظلم وجور کی تلواروں سے عدل وانصاف کا خُون کیا ہے۔ اُن کا رویہ قابلِ ستائش ہرگز نہیں اور نہ ہی وہ لوگ اور جابر حکمران ہمارے لیے نشانِ منزل ہیں۔ ہمارے لیے تو نشانِ راہ امام حسن علیہ السلام کا وہ کردار ہے جو آپ نے خلافتِ حقّہ کے آخری یوم کے بعد ادا کیا اور تختِ ملوکیت اور تاج بادشاہت کو چھوڑ کر مصلّائے رسُول اور بوریائے فقر کو ترجیح دی

اُن کے اس کردار کو دیکھتے ہُوئے فضیلۃ الشیخ علامہ موسیٰ محمد علی مصری نے اپنی کتاب "حلیم آلِ البیت" میں جن الفاظ میں حضرت امام حسن علیہ السّلام کی بارگاہ میں ہدیۂ عقیدت پیش کیا اُس کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے ــــ لکھتے ہیں:

سیّدنا امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اُن لوگوں میں سے ہیں، جن پر خداوندِ قدّوس کی بے پناہ عنایت ہُوئی اور جن کو ولایت کے ساتھ خاص کیا گیا۔ لکھتے ہیں آپ اُن لوگوں میں سے ہیں، جنہوں نے حق وصداقت اور سچائی کی خاطر صدقِ مقال کا التزام فرما کر رعایتِ حق کو پالیا ــــ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس عالم ناسُوت کی صورتوں اور رنگوں کے درمیان اُن کی قدر ومنزلت کو واضح کیا اور اُن کے سروں پر ہدایت وعرفان کا تاج سجا دیا ــــ اور اُن کو ترجیح دے کر اپنی مہربانیوں سے نوازا ــــ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں قرآنی آیات نازل فرمائیں اور اُن کے محاسن کو اُجاگر فرمایا۔

حلیم آل البیت ص ۹۹/۱۰۰)

Marfat.com

امام حسنؓ وہ عظیم ہستی اور شہزادۂ رسُول ہیں۔ جو اللہ اور اُس کے رسُول کے محبُوب اور برگزیدہ ہیں۔ رسُولِ انام صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کا نور ہیں خیر النّساء کے پُورِ غیور ہیں ـــ حیدر کرارؓ کے دل کا سرور ہیں۔ حسنؓ حُسن کا غرور ہیں۔ ؎

حبیبِ خالقِ ارض و سماء امام حسنؓ — شبیہِ حضرتِ خیر الوریٰ امام حسنؓ
ضیائے حیدر و خیر النساء امام حسنؓ — خضرِ فقیر کے غم کی دوا امام حسنؓ

نبیؐ کا نور، امام جلی، امام حسنؓ
سخی امام حسنؑ ہے، ولی امام حسنؓ

Marfat.com

امامِ حسن رضی اللہ عنہ

از روئے

حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث نمبر ① ــــ حسنؓ سے محبّت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے لیے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّہٗ فَاَحِبَّہٗ وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّہٗ۔ (مسلم شریف جلد ثانی ص۲۸۲)

"اے اللہ میں اس سے محبّت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ اور اس سے بھی محبّت رکھ جو اس سے محبّت کرے۔"

محبّتِ اہلِ بیت رسول وہ عظیم نعمت ہے جس کے وسیلے سے بندہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے:

حدیث نمبر ②

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا۔ آپ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنے شانے پر بٹھا رکھا ہے اور فرما رہے ہیں:

Marfat.com

اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّہٗ فَاَحِبَّہٗ (صحیح مسلم شریف جلد ثانی ص۲۸۲ مطبوعہ سعید کمپنی کراچی۔ بخاری شریف جلد اوّل ص۵۳۰)

"اے اللہ میں اس (حسنؓ) سے محبّت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبّت رکھ۔"

حدیث نمبر ③

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرورِ عالم نورِ مجسم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"مَنْ اَحَبَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَھُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ۔"

(سنن ابن ماجہ شریف ص۱۳)

جس نے حسن و حسین سے محبّت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔"

اس حدیثِ مبارکہ سے یہ امر واضح ہو گیا کہ یہ بات علمِ نبوّت میں تھی کہ بعض لوگ حسنین کریمین کے ساتھ بغض و عناد رکھیں گے۔ انہیں تنبیہ کے انداز میں فرمایا جا رہا ہے کہ میرے ساتھ محبّت کا دعوٰے کرنے والے اس چیز کا خیال رکھیں کہ میرے نواسوں کے بارے میں اُن کے دلی جذبات کیا ہیں؟ اور اس سے یہ امر بھی معلوم ہوا کہ حسنؓ و حسینؓ کا مخالف عظمتِ پیغمبر کا منکر اور اعتزال کے مرض میں مبتلا ہے۔

Marfat.com

حدیث نمبر ④ ——— راکبِ دوشِ رسولؐ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسن بن علی کو اپنے کندھے پر اٹھائے تھے کہ ایک شخص نے کہا

"نِعْمَ الْمَرْكَبُ رَكِبْتَ يَا غُلَامُ"

"اے لڑکے تو کیسی اچھی سواری پر سوار ہے"

(اس کے جواب میں نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"نِعْمَ الرَّاكِبُ" سوار بھی تو اچھا ہے"

(جامع ترمذی جلد ثانی ص۲۱۸)

دنیا کی بلند ترین چوٹیاں۔ آسمان کی بلندیاں، عرشِ بریں کی علویت و رفعت ہیچ ہیں۔ اُس دوشِ مبارک سے جس پر امام حسن سوار ہوتے۔ شاہِ مدینہ کا کندھا عام کندھوں کی طرح نہیں۔ یہ وہ شانۂ اقدس ہے، کہ جب اس پر زُلفِ واللّیل بکھر جائے تو کائناتِ حسن سمٹ کر جبینِ والضحیٰ سے ظاہر ہونے لگتی ہے۔ اس منظرِ بے مثال و پُرنور کو تصوّر کی آنکھوں سے دیکھنے والوں کا وجدان تو پکار اُٹھے گا۔

جمالِ مصطفےٰ کے نور کی روشن کرن تم ہو — جلالِ حیدری کا عکس اے سبطِ حسن تم ہو
چراغ اہلِ بیتِ مصطفےٰ ہو تم میرے آقا — شہ والا رُخِ اسلام کی پوری پھبن تم ہو
بنے تھے راکبِ دوشِ محمد مصطفےٰ تم بھی
امام الاولیا، ابنِ علی، شاہِ زمن تم ہو

Marfat.com

حدیث نمبر ⑤ ——— شبیہہ رسولؐ

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ:

"لَمْ یَکُنْ اَحَدٌ مِّنْھُمْ اَشْبَہَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ۔"

"کوئی بھی حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل نہ تھا۔" (ترمذی شریف جلد ثانی ص۲۱۸)

حدیث نمبر ⑥

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا:

فَکَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ یُشْبِھُہٗ۔ (ترمذی شریف ص۲۱۸)

کہ "حضرت حسن بن علیؓ آپؐ کے زیادہ مشابہ تھے۔

مذکورہ بالا دونوں حدیثوں میں بتایا گیا ہے کہ نواسہ رسول ہم شکل رسولؐ تھے، اُن کا ہر انداز، رفتار، ہر ادا مصطفےٰ کریمؐ کے ساتھ ملتی تھی۔ اس لیے آپ شبیہ رسول کے نام سے یاد کیے جاتے ہیں۔ حسین ایسے۔ کہ۔

رسولِ پاک کے انوار کی کرن کہیئے — امیرِ ملکِ محبت، شہرِ زمن کہیئے
رضا و حلم کی اقلیم کی پھبن کہیئے — حسنؓ کو حسن کی دنیا کا بانکپن کہیئے

حدیث نمبر ⑦ ——— خوشبوئے رسولؐ

حضرت حافظ ابو نعیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حدیث میں سیدنا ابو بکر

Marfat.com

صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ جناب صدیقِ اکبرؓ نے فرمایا کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز پڑھا رہے ہوتے، آپ جب سجدہ میں ہوتے تو حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لاتے۔ جب آپ کمسن تھے تو کبھی آپ کی کمر پر بیٹھ جاتے، کبھی گردن پر سوار ہو جاتے اور حضور علیہ السلام اُن کو آہستہ سے اُٹھاتے (کہ کہیں گر نہ جائیں) جب نماز سے فارغ ہوتے تو صحابہ کرام نے عرض کیا یَارَسُوْلَ اللّٰہ اِنَّا رَاَیْنَاکَ تَصْنَعُ بِھٰذَا الصَّبِیِّ شَیْئًا مَّا رَاَیْنَاکَ تَصْنَعُہٗ بِاَحَدٍ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اس بچے کا سا سلوک کسی سے نہیں کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "اِنَّ ھٰذَا رَیْحَانَتِیْ وَاِنَّ ھٰذَا ابْنِیْ سَیِّدٌ وَّعَسَی اللّٰہُ اَنْ یُّصْلِحَ بِہٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ" یہ میری خوشبو ہے۔ یہ میرا بیٹا سیّد ہے اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائے گا۔

(نور الابصار ص ۱۲۰)

علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس حقیقت کو اپنے اشعار میں یوں بیان کیا ہے ؎

آں یکے شمعِ شبستانِ حرم　　حافظِ جمعیتِ خیر الامم

تا نشیند آتشِ پیکار و کیں　　پشت پا زد بر سرِ تاج و نگیں

یعنی امام حسنؓ شبستانِ حرم کی روشن ترین شمع اور اُمت مصطفوی کے وہ محافظ ہیں۔ جنہوں نے تاج و تخت کو ٹھوکر لگا دی تاکہ جنگ و جدل اور بغض و کینہ کی آگ سرد ہو جائے۔

مندرجہ بالا حدیثِ مقدسہ میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ یہ بچہ "میرا پھول

Marfat.com

ہے۔ میری خوشبو ہے اور یہ شہزادہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کا باعث بنے گا۔ یہ ایسا پھول ہے جس کی لطافتوں کے تذکرے قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ یہ ایسی خوشبو ہے جو کائناتِ ارضی پر رہنے والے ہر متنفّس کے مشام جاں کو معطر کرتا رہے گا یہ وہ گُل لالہ ہے جس کی خاکِ پا ہر عارضِ گُل کا غازہ بنتی رہے گی تو پھر یہ کہنا پڑے گا اے حسنؓ اے حُسنِ گلشن ؎

تمہارے عشق میں بادِ بہاری رقص کرتی ہے
گلِ رعنا، بہارِ جانفزا، حسنِ چمن تم ہو

پیا تھا زہر تو نے مصطفےٰ کے دین کی خاطر
لُٹے تھے کربلا میں جس کے سب سرو و سمن تم ہو

حدیث نمبر ⑧ ——— رکوع کی حالت میں

ابنِ سعد نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن زبیر سے جو روایت بیان کی ہے اس کا آخری حصّہ یُوں ہے۔ کہ میں نے حضرت حسنؓ کو آتے دیکھا اور حضور علیہ الصّلوٰۃ و التسلیم سجدہ کی حالت میں تھے۔ حضرت حسنؓ حضورؐ کی گردن یا پشت پر سوار ہو گئے اور اپنی مرضی سے ہی اُترے اور میں نے آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رکوع کی حالت میں دیکھا فَیُفَرِّجُ لَہٗ بَیْنَ رِجْلَیْہِ حَتّٰی یَخْرُجُ مِنَ الْجَانِبِ الْاٰخِرِ۔ کہ آپ اپنی ٹانگوں کو کھلا کر دیتے تاکہ حضرت حسن دوسری جانب نکل جائیں۔ (صواعق محرقہ ص۱۳۸)

ایسی محبّت و شفقت کہیں نظر نہیں آتی جو خدا کے آخری رسُول کو اپنے نواسوں سے تھی خدائے بزرگ و برتر کی عبادت کے ضابطے سرکارؐ سے زیادہ کون جانتا ہے اور یہ امر بھی مخفی نہیں کہ نمازی اپنے اعضاء کو نماز کے اندر کہاں تک حرکت دے سکتا ہے۔ یہ تمام امور ایک طرف اور نواسے کی

Marfat.com

دل جوئی کا سامان ایک طرف۔ جدّ امجد نماز کی حالت میں ہے اور نواسہ کبھی گردن پر سوار ہو جاتا ہے کبھی پشت پر، اور کبھی دونوں ٹانگوں کے درمیان گزرنے کی کوشش کرتا ہے اور خدا کا حبیب اپنی مبارک ٹانگوں کو کھلا کر دیتے ہیں۔ کہ بچّہ آسانی سے گزر جائے اور ایسا بار بار ہوتا ہے۔ اس لاڈ، پیار کو دیکھ کر کوئی مُسلمان ایسا نہیں جو شہزادگانِ رسولؐ سے بغض رکھے، لیکن اس عالمِ کون و فساد میں ایسے نام نہاد مُسلمان گزرے ہیں اور اب بھی موجود ہیں اور شاید اس قسم کے آتشیں نظریات کا سلسلہ اس دُنیائے دوں میں تا قیامت رہے اور اس بات کو بھی اپنے دل میں بٹھالیں کہ اولادِ رسُول سے دُشمنی دراصل سرورِ عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ اندرونی بغض کی واضح دلیل اور کھلی ہوئی علامت ہے ہماری تو یہی دُعا ہے اور کوشش بھی کر رہے ہیں کہ ہر گلمہ گو مُسلمان کے سینے میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی محبّت اور آپ کی اولاد کی محبّت اور صحابہؓ کرام کی محبّت موجزن رہے۔ اور دنیائے اسلام میں عقیدت کے گلشن کھلتے رہیں اور اتحاد و اتفاق کی خوشبو بکھیرتی رہیں۔

حدیث نمبر ⑨ ——— حضرت ابُوہریرہ کا رونا

علامہ مُوسیٰ محمد علی نے اپنی کتاب حلیم آل البیت میں، علامہ صفوری نے نزہتہ المجالس میں حضرت ابُوہریرہؓ سے بیان کیا ہے۔

مَارَاَیْتُ الْحَسَنَ قَطُّ اِلَّا فَاضَتْ عَیْنَایَ، وَ ذَالِكَ اِنَّهٗ قَعَدَ یَوْمًا فِی حِجْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقْلِبُ لِحْیَتَهُ الشَّرِیْفَةَ، وَیُدْخِلُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَمَهٗ فِیْ فَمِهٖ

Marfat.com

وَيَقُوْلُ ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ وَاَحِبَّ مَنْ يُّحِبُّهٗ ثَلَاثًا ۔ (تزہتہ المجالس جلد ۲ ص ۲۴۰ مطبوعہ مصر)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں ۔۔ میں نے جب کبھی امام حسن کو دیکھا تو میری آنکھوں سے فوراً آنسو جاری ہو گئے ۔ یہ اس لیے ہوتا کہ ایک دن وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں بیٹھے ہوئے آپ کی ریش مبارک میں ہاتھ ڈال کر الٹ پلٹ رہے تھے (یعنی داڑھی مبارک سے کھیل رہے تھے) اور آقا علیہ السلام اپنے دہن مبارک اُن کے مُنہ میں دیتے تھے اور فرماتے تھے ۔ اے اللہ! میں اس بچے سے محبّت کرتا ہوں، تو بھی اسے محبوب رکھ اور جو اس سے محبّت رکھے تو بھی اس سے محبّت رکھ اور آپ نے تین بار یہی فرمایا ۔

مطلب یہ کہ حضرت ابوہریرہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر جب کبھی امام حسن پر پڑتی اور آپ کو وہ زمانہ یاد آجاتا کہ ایک معصوم سا بچہ، عرش بریں پر نعلین سمیت سیر کرنے والا اللہ تعالیٰ کے بے مثل محبُوب کی گود میں بیٹھ کر کس بے تکلفی سے ریش مبارک سے کھیل رہا تھا ۔ وہ سماں جناب ابوہریرہؓ کی آنکھوں کے سامنے آجاتا جس کی بنا پر حضرت ابوہریرہؓ رونا شروع کر دیتے اور پلکوں کا حلقہ توڑ کر آنسو نکل آتے ۔۔۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے پیارے بیٹے کے منہ پر منہ رکھ کر بار بار چومنا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مذکورہ بالا الفاظ میں دُعا کرنا کوئی معمولی بات نہیں ۔

حضرت شیخ المشائخ علامہ امام ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ باپ کا اپنے بیٹے کے رُخسار کا بوسہ لینا، بوسۂ مودت کہلاتا ہے ۔

Marfat.com

اور بچّے کا اپنے باپ کے سر کا بوسہ لینا، بوسۂ رحمت کہلاتا ہے ۔ اور بھائی کا اپنے بھائی کی پیشانی کا بوسہ لینا، بوسۂ شفقت کہلاتا ہے ۔۔۔ وَقُبْلَةُ التَّحِيَّةِ، قُبْلَةُ الْمُؤْمِنِ لِاَخِيْهِ عَلٰى يَدِهٖ [1] ۔۔۔ اور مومن کا اپنے بھائی کے ہاتھ کا بوسہ لینا، بوسۂ تحیّت کہلاتا ہے یعنی آداب وتسلیمات تحفہ کے زمرہ میں آتا ہے۔"

حدیث نمبر ⑩

سیّد کون ومکان، سرورِ انس وجاں صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے اَكْثِرُوْا مِنْ تَقْبِيْلِ اَوْلَادِكُمْ فَاِنَّ لَكُمْ بِكُلِّ قُبْلَةٍ دَرَجَةً [2] ۔۔۔ کہ اپنے بچوں کا کثرت سے بوسہ لیا کرو کیونکہ ہر بوسہ کا تجھے اَجر ملتا ہے۔"

علامہ صفوری لکھتے ہیں ۔ تَقْبِيْلُ الْيَدِ لِزَهْدٍ اَوْ عِلْمٍ اَوْ شَرَفٍ، اَوْ صَلَاحٍ سُنَّةٌ ۔ [3] ۔۔۔ زہد، یا علم، یا شرف، یا نیکی بھلائی سلامت روی کے باعث کسی کا ہاتھ چومنا سنت ہے۔

بات دور نکل گئی مطلب یہ ہے کہ جس بچّے پر سرکار اس قدر شفقت فرماتے ہیں، اُس عظیم شہزادے کی تعظیم اُمّتِ مصطفوی پر لازم ہے۔ مندرجہ بالا فرامین سے یہ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے ہاتھ کا بوسہ لینا بدعت نہیں ہے سنت ہے ۔ اور جو لوگ سنتوں کو بدعت کا نام دیتے ہیں اُن کا چہرہ آتشِ سقر کی طرف ہے۔ وہ اپنے منہ مدینے کی طرف کریں وہاں سے خلدِ بریں کی خوشبو آئیگی

---

[1] نزہتہ المجالس جلد ا ص ۳۴۷/۳۴۸۔ [2] ایضاً [3] ایضاً

Marfat.com

اور اولاد رسول ؐ کا احترام کریں کہ اس میں دو جہان کی سعادتیں ہیں۔

عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے ایک صالح مرد سے روایت کرتے ہیں۔ کہ وہ ہر سال حج کیا کرتے تھے، وہ بزرگ ایک روز پانچ سو دینار لے کر ایام حج میں بغداد کے بازار میں سامان خریدنے گئے۔ ایک عورت اُن سے کہنے لگی میں سیّد زادی ہوں اور میرے یتیم بچّوں نے چار روز سے کھانا نہیں کھایا۔ اس بزرگ نے سارے دینار اُس سید زادی عورت کو دے دیئے۔ جب لوگ حج کر کے واپس آئے تو وہ بزرگ اُن سے ملاقات کرنے تشریف لے گئے اور انہوں نے ملاقات کے دوران جس حاجی سے بھی کہا کہ خدا تیرا حج قبول کرے تو اس نے فوراً جواب میں کہا کہ آپ کا حج بھی خدا تعالیٰ منظور فرمائے۔ یہ سُن کر یہ صالح بزرگ کو بہت تعجب ہوا (کہ میں تو حج پر اس سال گیا نہیں) اسی رات اُس بزرگ کو حضور نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کی خواب زیارت نصیب ہوئی۔ حضورؐ نے فرمایا۔

لَا تُعْجَبْ اِنِّیْ سَاَلْتُ اللّٰہَ،	کچھ تعجب نہ کر میں نے خدا سے درخواست
اَنْ یَّخْلُقَ مَلَکًا عَلٰی صُوْرَتِکَ	کی کہ تیری صورت پر ایک فرشتہ
فَھُوَ یَحُجُّ عَنْکَ اِلٰی یَوْمِ	پیدا کر دے کہ وہ تیری طرف سے
الْقِیَامَۃِ فِیْ کُلِّ عَامٍ۔	ہر سال قیامت تک حج کیا کرے
فَاِنْ شِئْتَ فَحُجَّ وَاِنْ	تیرا جی چاہے تو حج کر اور نہ چاہے
شِئْتَ فَلَا تَحُجَّ [1]	تو نہ کر۔

---

[1] نزہتہ المجالس جلد ۱ صـ ۲۴۶۔

Marfat.com

ہر انسان اپنی اولاد سے محبت رکھتا ہے اور اولاد سے محبت رکھنے والوں کو محبت و شفقت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ لیکن سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم اور عنایات کا انداز انوکھا اور بے مثل ہے کہ جو بھی آپ کی خاطر آپ کی اولاد سے اچھا سلوک کرتا ہے۔ آپ اُسے روحانی بلندیوں سے ہمکنار کرتے ہیں اور اپنے کرم کے خزائن سے ایسی بھیک عطا فرماتے ہیں جس کی بدولت فقیر لوگ غنی بن جاتے ہیں اور کاسہ گدائی تھام کر در بدر ٹھوکریں کھانے والوں کو تاجِ سلطانی سے نواز کر ساتھ ہی دنیائے ولایت کی سیر کرا دیتے ہیں۔

میرے کریم سے کر قطرہ کسی نے مانگا
دُر بے بہا دیئے ہیں دریا بہا دیئے ہیں

حدیث نمبر ⑪

شیخ موسیٰ محمد علی اپنی کتاب "حلیم آل البیت" میں حافظ ابنِ حجر عسقلانی کی تہذیب التہذیب کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے باپ محمد باقر اور انہوں امام زین العابدین اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت بیان کی ہے

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وسلم اَخَذَ بِیَدِ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ۔ فَقَالَ مَنْ اَحَبَّنِیْ وَ اَحَبَّ ھٰذَیْنِ وَاَبَاھُمَا وَ اُمَّھُمَا، کَانَ مَعِیْ فِیْ دَرَجَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔

(حلیم آل البیت ص ۱۰۶)

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسن اور امام حسین کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جو شخص مجھ سے اور ان دونوں شہزادوں اور ان کے ماں باپ سے محبّت رکھتا ہے۔ وہ قیامت کے دن میرے درجہ میں میرے ساتھ ہوگا۔

ناظرین! آپ مندرجہ حدیث پر غور فرمائیں اور حضورؐ کے کرم کا انداز دیکھیں آپ کو پتہ چل جائے گا کہ علی نفسِ رسولؐ، سیّدہ زہراء بتول اور حسنین کریمین سے محبت وعقیدت رکھنے والے کو سرکار علیہ السلام کیا مقام عطا فرما رہے ہیں۔

اور ہم ۔ اُن عقل کے اندھوں کو بھی دعوتِ فکر دیتے ہیں جو اہلِ بیتِ رسُول کا ذکر کرنے والوں پر طرح طرح کے فتوے لگاتے ہیں ۔۔۔ اور یزید عنید کی قصیدہ گوئی کے دوران زمین وآسمان کے قُلّابے ملاتے ہیں۔

اے اہلِ اسلام! ان خوارج ونواصب سے ہوشیار رہیئے یہ اہلِ بیتِ رسُول کے ازلی دُشمن اور خونخوار درندوں سے زیادہ خطرناک ہیں۔ مسلمانوں کا خون بہانا ہی ان کے ہاں اسلام کی خدمت اور توحید کی ترویج ہے۔ مملکتِ خداداد پاکستان کے اندر فرقہ واریّت کے نام سے خون خرابہ اور فسادات کرنے میں جن لوگوں کا ہاتھ ہے۔ وہ دین اسلام کے بدترین دُشمن، یہی لوگ ہیں۔ اور ہمارا یہ دعوٰے ہے کہ ان لوگوں کے نظریات اللہ تعالیٰ اور رسولِ کریمؐ کے فرامین کے اُسلُوب سے مطابقت نہیں رکھتے؛

Marfat.com

میں بشیر و نذیر اور سراجِ منیر کا بیٹا ہوں

امام حسنؓ کا خطبہ

شیخ مُوسیٰ محمد علی نے اپنی کتاب "حلیمُ آلِ البیت" میں اور علامہ صفوری نے نزہتہ المجالس میں "الفضول المہمہ" کے حوالے سے امام حسنؑ مجتبیٰ علیہ السّلام کا وہ خطبہ جو آپ نے اپنے والد مولا علی کرّم اللہ وجہہ کی شہادت کے موقعہ پر دیا تھا، نقل کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ امام حسنؓ نے خطبہ دیتے ہُوئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اپنے نانا رسول اکرم پر دُرود و سلام بھیجنے کے بعد فرمایا

لَقَدْ قَبَضَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ رَجُلًا۔ لَمْ یَسْبِقْهُ الْاَوَّلُوْنَ بِعَمَلٍ وَلَا یُدْرِکُهُ الْاٰخِرُوْنَ بِعَمَلٍ کَانَ یُجَاهِدُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ فَیَقِیْهِ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ کَانَ یُوَجِّهُهُ بِرَایَتِهٖ فَیَکْتَنِفُهُ جِبْرِیْلُ عَنْ یَمِیْنِهٖ وَمِیْکَائِیْلُ

آج کی رات اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کی روح قبض کر لی ہے کہ پہلے اس سے سبقت نہ لے جا سکے عمل کے ساتھ وہ رسُول اللہ کی معیّت میں جہاد کرتے تھے اور آپ کو بچاتے تھے اپنی جان اور مال سے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو جھنڈا دے کر سامنے کرتے تھے تو جبریل علیہ السّلام آکر ان کی دائیں طرف کھڑے ہو جاتے اور

Marfat.com

عَنْ يَسَارِهٖ ثُمَّ بَكٰى، وَبَكَى النَّاسُ۔

حضرت میکائیل ان کی بائیں طرف کھڑے ہو جاتے۔ پھر آپ بہت روئے اور لوگ بھی آپکے ساتھ روئے۔

ثُمَّ قَالَ۔ اَيُّهَا النَّاسُ اَنَا اِبْنُ الْبَشِيْرِ النَّذِيْرِ اَنَا ابْنُ السِّرَاجِ الْمُنِيْرِ اَنَا ابْنُ الدَّاعِيْ اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ

پھر آپ نے فرمایا۔ اے لوگو! مَیں بشیر و نذیر کا بیٹا ہوں۔ مَیں سراج منیر کا بیٹا ہوں میں اُس کا بیٹا ہوں جو اللہ تعالیٰ کے اذن سے اللہ کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے۔

اَنَا ابْنُ الَّذِيْنَ اَذْهَبَ اللّٰهُ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَ طَهَّرَهُمْ تَطْهِيْرًا۔

میں ان ہستیوں کا بیٹا ہوں خدا نے جن سے ہر قسم کی نجاست کو دور کر دیا اور انکو پاک کر دیا۔

اَنَا مِنْ اَهْلِ الْبَيْتِ اَوْجَبَ اللّٰهُ مَحَبَّتَهُمْ وَمَوَدَّتَهُمْ فِيْ كِتَابِهٖ

میں ان اہلبیتِ رسول میں سے ہوں جن کی محبت و مودت اللہ نے واجب کر دی ہے۔ اپنی کتاب (قرآن مجید) میں۔

اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

قُلْ لَّا اَسْاَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى۔ (پارہ ۲۵ سورۂ شوریٰ آیت ۲۳)

ترجمہ: آپ فرمائیے میں نہیں مانگتا اس (دعوتِ حق) پر کوئی معاوضہ

Marfat.com

سوائے قرابت کی محبّت کے۔

(نزہتہ المجالس جلد ۲ ص ۲۴۴۔ حلیم آل البیت ص ۱۶۴)

اوپر درج خطبۂ حسنؑ میں اُن حقیقتوں کی طرف نشان دہی کی گئی ہے۔ جن کا تعلق اُن کی ذات اور اُن کے والد مولا مرتضےٰؑ کے ساتھ ہے۔ اور اس میں بتایا گیا ہے کہ آج کی شب اس جہانِ فانی سے رُخصت ہونے والا ایسا بطلِ عظیم اور مجاہد بے مثال ہے۔ جس نے اپنی جان اور مال سے رسُولِ خدا اور دینِ رسُول کا دفاع بڑی جانفشانی اور سرگرمی سے کیا۔ اس کی شان یہ ہے کہ جب وہ اللہ کے آخری رسُول کا عَلم تھام کر میدان میں نکلتا تھا، تو جبرائیل و میکائیل اس کے دائیں، بائیں آ کھڑے ہو جاتے تھے۔ اور اپنی ضربوں سے کفر کے غرور کو خاک میں ملا کر دم لیتا۔ ساتھ ہی اپنی نسبی نسبت کا تذکرہ کیا کہ میں اس رسُولِ خدا کا بیٹا ہوں جو بشیر و نذیر اور سراج منیر ہے میں اُس ہادی برحق کا لختِ جگر ہوں جو گمگشتہ راہ انسانیت کو اللہ کے حکم سے اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے۔ اور جس کے نورِ ہدایت نے اندھیروں کو اجالوں میں تبدیل کر دیا اور جس نے ظلم و ستم کی چکی میں پسی ہوئی آدمیّت کو آزادی کے آسمانوں کی راہیں دکھائیں۔ اور آخر میں یہ بھی بتا دیا کہ اے لوگو! میں اُس خاندان کا فرد ہوں جس کی مودّت و محبّت تم پر واجب کر دی گئی۔ آپ نے خطبہ ختم کیا ہی تھا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کھڑے ہوئے اور بآواز بلند کہا: اے لوگو! یہ رسُولِ مکرّم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بیٹا ہے۔ اس کے سامنے جبین اطاعت کو جھکا دو اور اس کے دستِ حق پرست پر بیعت کر لو۔

حسنؓ کے گھر کو محمدؐ کی بارگاہ کہیے　　علیؓ کے نور کو ولیوں کا سربراہ کہیے

Marfat.com

خضرؑ کے ساتھ، سمواتِ عشق بول اُٹھے
حسنؓ کو سارے حسینوں کا بادشاہ کہیئے

شیریں سخن

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن سعد کے حوالے سے عُمر بن اسحاق سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں مَاتَکَلَّمَ عِنْدِیْ اَحَدٌ کَانَ اَحَبَّ اِذَا تَکَلَّمَ اَلَّا یَسْکُتَ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ کہ امام حسن بن علی بڑے شیریں بیان تھے، آپ جب گفتگو کرتے تو دل چاہتا کہ سلسلۂ کلام و بیان جاری رکھیں اور خاموش نہ ہوں۔

(تاریخ الخلفاء ص ۱۹۰)

محدث

علامہ مومن شبلنجی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے نورالابصار میں تفسیر الوسیط امام ابوالحسن علی بن احمد واحدی" کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جب امام حسن مسجد نبوی میں تشریف لاتے تو لوگ (قرآن و سنت کی تعلیم کے حصول کی خاطر) آپ کے گرد جمع ہو جاتے۔ ایک شخص آیا اُس نے دیکھا کہ ایک صاحب احادیثِ رسُول بیان فرما رہے ہیں اور لوگ اُن کے پاس جمع ہیں اُس نے آتے ہی کہا۔ شاہد و مشہود (کے بارے میں) بیان کریں، انہوں نے فرمایا "شاہد" جمعہ کا دن اور "مشہود" عرفہ کا دن ہے۔ وہ شخص وہاں سے اُٹھ کر دوسرے محدث کے پاس گیا۔ جو حدیث بیان فرما رہے تھے۔ اُس نے اُن سے بھی "شاہد و مشہود" سے متعلق دریافت کیا، انہوں نے جواب میں فرمایا۔ "شاہد" جمعہ کا

Marfat.com

دن "اور مشہود" نحر (جس روز لوگ قربانی کرتے ہیں) کا دن ہے۔ پھر وہ اُٹھ کر تیسرے محدّث کے پاس گیا۔ اُن سے بھی "شاہد و مشہود" ہی سے متعلق پوچھا۔ انہوں نے جواب میں فرمایا "شاہد" رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور "مشہود" قیامت کا دن ہے۔

اور فرمایا۔ کیا تو نے نہیں سنا؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا۔ (پارہ ۲۲ سورۃ احزاب آیت ۴۵)

"اے نبی ہم نے آپ کو شاہد اور خوشخبری دینے والا اور آنے والے خطرات سے لوگوں کو آگاہ کرنے والا بھیجا ہے۔"

ذٰلِكَ یَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ یَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ۔ (پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت ۱۰۳)

"اس روز سب لوگ اللہ کے حضور جمع ہونگے اور وہ دن مشہود ہے۔"

اس سوال کرنے والے شخص نے لوگوں سے پوچھا پہلے محدّث کون ہیں؟ لوگوں نے کہا۔ وہ حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں اس نے پوچھا دوسرے محدّث کون ہیں؟

لوگوں نے کہا۔ وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ اس نے پوچھا: تیسرے محدّث کون ہیں؟

لوگوں نے کہا، وہ امام حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم ہیں[1]

✿

---

[1] نورالابصار ص ۱۲۰۔

Marfat.com

ایک یہودی کے سوال کا جواب

ایک دفعہ امام حسن رضؓ غسل فرما کر اس حالت میں باہر تشریف لائے کہ آپ پر ایک خوبصورت اور قیمتی چادر تھی۔ کانوں کی لو تک بال مبارک اور چہرہ خوش نما تھا راستے میں ایک محتاج یہودی سامنے سے آتا ہوا نظر آیا شکستہ چمڑے کا لباس اور وہ غربت و ذلت پر سوار تھا اور دوپہر کے سورج نے اس کے ہونٹ خشک کر دیئے تھے وہ پانی کا مٹکا کندھوں پر اُٹھائے ہوئے تھا۔ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روک کر کہنے لگا اے ابنِ رسول اللہ میرا ایک سوال ہے اُس کا جواب چاہیئے۔ آپ نے فرمایا کیا سوال ہے؟ اس نے کہا کہ آپ کے نانا کا فرمان ہے۔ اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ۔ "دنیا مؤمن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنّت ہے۔"

آپ مومن ہیں اور مَیں کافر ہوں۔ میں دُنیا کو آپ کے لیے جنت دیکھ رہا ہوں کہ آپ اس میں عیش و آرام سے زندگی بسر فرما رہے ہیں اور میں اسے اپنے لیے قید خانہ دیکھ رہا ہوں کہ اس کی تکالیف و عُسرت نے مجھے ہلاک کر دیا ہے اور اس کی غربت و مسکنت نے مجھ کو مصائب و آلام میں مبتلا کر رکھا ہے۔ امام حسن مجتبیٰ رضؓ نے اس کی بات سُن کر فرمایا "اے یہودی"! اگر تو وہ نعمتیں دیکھ لے جو اللہ نے میرے لیے جنّت میں تیار کی ہوئی ہیں۔ تو یقین کرے گا کہ مَیں اُن نعمتوں کی نسبت اب قید خانے میں ہوں۔ اور اگر تو وہ عذابِ علیم دیکھ لے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے آخرت میں تیار کر رکھا ہے تو اس وقت تو اپنے آپ کو وسیع جنّت میں دیکھے گا۔ (نور الابصار ص۱۲۰)

سخاوت

سیدنا امام حسن علیہ السّلام کی سخاوت کے تذکرے شاہوں کے محلّات اور گداؤں کی جھونپڑیوں میں قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ آپ اس سخی گھرانے

Marfat.com

سے تعلق رکھتے ہیں۔ کائناتِ ارضی میں جس کی نظیر نہیں ملتی۔ ایک مرتبہ آپ سے پوچھا گیا، ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کسی بھی سائل کو خالی ہاتھ واپس جانے نہیں دیتے اگرچہ آپ کے پاس کچھ ہو یا نہ ہو۔ آپ نے فرمایا۔ میں اللہ کی بارگاہ میں سوال کرتا ہوں مجھے شرم آتی ہے کہ میں خود سائل ہوں اور اگر کوئی دامن پھیلائے تو اسے خالی ہاتھ واپس کروں۔ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ عہد کیا ہے ــ اَنْ یُّفِیْضَ نِعْمَہٗ عَلَیَّ ــ کہ وہ مجھ پر اپنی رحمتوں کے دریا بہائے گا ــ اور میں نے اس سے عہد کیا ہے ــ اَنْ اُفِیْضَ نِعَمَہٗ عَلَی النَّاسِ ــ کہ میں لوگوں پر نعمتوں کے دریا بہاؤں گا۔ مجھے ڈر ہے کہ میں یہ عادت ختم کر دوں، تو اللہ تعالیٰ مجھ سے اپنی عادت روک لے گا۔ (نور الابصار ص ۱۲۳)

فقاہت

علامہ عبد السلام رضوی اپنی کتاب "شہادت نواسۂ سید الابرار" میں حافظ ابنِ قیم کی کتاب "الطریق الحکمیہ" مطبوعہ مصر ص ۵۶ کے حوالے سے رقم طراز ہیں کہ ایک شخص کو گرفتار کر کے مولا علی کی بارگاہ میں پیش کیا گیا۔ گرفتاری ایک غیر آباد مقام سے ہوئی تھی۔ گرفتاری کے وقت اس کے ہاتھ میں ایک خون آلود چھری تھی۔ یہ کھڑا تھا اور ایک لاش خون میں لت پت تڑپ رہی تھی۔ اس شخص نے امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے سامنے اقبال جرم کر لیا۔ آپ کے حضور اقبال جرم کرنے والا ایک اور شخص بھی کھڑا تھا۔ سیدنا علی نے ملزم اوّل سے دریافت فرمایا کہ تو نے کیوں اقبالِ جرم کیا۔ اُس نے عرض کیا کہ جن حالات میں میری گرفتاری عمل میں آئی۔ میں نے سمجھا کہ ان حالات کی موجودگی میں میرا انکار فائدہ مند نہ ہوگا۔ اس سے پوچھا گیا کہ اس واقعہ کی تفصیل بیان کرے

Marfat.com

اس نے عرض کیا کہ میں قصاب ہوں، میں نے جائے وقوعہ کے قریب بکرے کو ذبح کیا۔ اسی عمل میں مصروف تھا کہ معًا مجھے پیشاب کی حاجت ہوئی۔ ابھی پیشاب سے فارغ ہوا ہی تھا کہ میری نظر اس لاش پر پڑ گئی۔ میں اس لاش کے قریب کھڑا تھا کہ لوگوں نے مجھے قاتل سمجھ کر پکڑ لیا، مجھے اس امر کا یقین ہو گیا کہ ان تمام لوگوں کے بیانات کے سامنے میرے انکاری بیان کا کچھ اعتبار نہ کیا جائے گا۔ اس لیے میں نے اقبال جرم کر لیا۔ پھر دوسرے اقبالی مجرم سے دریافت فرمایا۔ اس نے عرض کیا کہ میں ایک اعرابی ہوں مفلس و نادار ہوں مقتول کو میں نے مال کے لالچ کی بنا پر قتل کیا تھا کہ اتنے میں مجھے کسی کی آہٹ محسوس ہوئی اور میں ایک گوشے میں جا چھپا۔ اتنے میں لوگوں نے اس قصاب کو گرفتار کر لیا۔ میرے دل نے مجھے اقبال جرم کرنے پر آمادہ کیا کہ میری وجہ سے یہ بے گناہ مارا جائے۔ مولا علی نے اپنے فرزند سے پوچھا کہ تمہارے اس مقدمہ میں کیا رائے ہے؟ حضرت حسن مجتبیٰ نے کہا امیر المومنین اگر اس شخص نے ایک آدمی کو ہلاک کیا ہے تو ایک کی جان بھی بچائی ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ــــ وَمَنْ اَحْیَاهَا فَکَاَنَّمَا اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا ــ (پارہ ۶ سورۂ مائدہ آیت نمبر ۳۳)

ترجمہ: "جس شخص نے ایک شخص کی جان کو بچا لیا۔ گویا اس نے سب لوگوں کی جان کو بچا لیا۔"

حضرت علیؓ نے جناب حسنؓ کا مشورہ پسند فرمایا اور آپ نے دوسرے اصل مجرم کو بھی چھوڑ دیا اور مقتول کا خون بہا بیت المال سے ادا کرنے کا حکم فرمایا:

صرف اتنا فرمایا

علامہ ابن حجر نے بزار کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جب آپ خلیفہ مقرر

Marfat.com

ہوئے تو ایک آدمی نے نماز کی حالت میں آپ پر حملہ کر دیا اور سجدے میں آپ پر خنجر کا وار کیا تو آپ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا اے اہلِ عراق ۔ اِتَّقُوا اللّٰہَ فِیْنَا فَاِنَّا اُمَرَاءُکُمْ وَضُیْفَانُکُمْ ۔ ہمارے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو کہ ہم آپ کے امیر اور مہمان بھی ہیں ۔ وَنَحْنُ اَھْلُ الْبَیْتِ الَّذِیْنَ قَالَ اللّٰہُ فِیْھِمْ ـــــ اور وہ اہل بیت ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ۝ (پارہ ۲۲ ۔ سورۃ احزاب ۔ آیت ۳۳ ۔)

"اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔"

آپ اس آیت کو بار بار پڑھتے رہے یہاں تک کہ تمام اہلِ مسجد رو پڑے۔

(صواعق محرقہ ص ۱۳۹)

عفو و درگزر

مروان نے آپ کی طرف ایلچی بھیجا جو آپ کو گالیاں دیتا تھا وہ مدینہ کا عامل تھا اور ہر جمعہ کو منبر رسول پر حضرت مولا علی کو گالیاں دیتا تھا۔ حضرت حسنؓ نے اس کے ایلچی سے کہا۔ اس کو جا کر کہہ دے خدا کی قسم میں تجھ کو گالیاں دیکر کوئی بات مٹانا نہیں چاہتا جو تو نے کہی ہے۔ اللہ کے ہاں تیرے اور میرے جمع ہونے کی ایک جگہ ہے۔

فَاِنْ کُنْتَ صَادِقًا فَجَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا بِصِدْقِکَ

"اگر تو سچا ہے تو اللہ تعالیٰ تیرے سچ کی تجھے جزا دے گا۔

فَاِنْ کُنْتَ کَاذِبًا فَاللّٰہُ اَشَدُّ نِقْمَۃً

Marfat.com

. اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ سخت انتقام لینے والا ہے۔

(صواعق محرقہ ص ۱۳۹)

حلم و بردباری

امام جلال الدین سیوطیؒ نے تاریخ الخلفا میں عمیر بن اسحاق کی زبانی لکھا ہے کہ مروان اپنی گورنری کے زمانہ میں ہر جمعہ کو (مسجد نبوی میں رسول کریم کے) منبر پر چڑھ کر مولا علی کی شان میں گستاخانہ باتیں کرتا تھا حَسَنٌ یَسْمَعُ فَلَا یَرُدُّ شَیْئًا ۔ امام حسن اس کی گالیوں پر خاموش بیٹھے رہتے اور کوئی جواب نہ دیتے ایک دن مروان نے اپنا ایک ایلچی امام حسنؓ کے پاس بھیجا اور ساتھ ہی یہ کہلا بھیجا علیؓ پر ۔ علیؓ پر ۔ علیؓ پر ۔ اور تجھ پر ۔ تجھ پر ۔ تجھ پر ۔ وَمَا وَجَدْتُ مِثْلَكَ اِلَّا مِثْلَ الْبَغْلَةِ ۔ یُقَالُ لَهَا ۔ مَنْ اَبُوْكَ ؟ ۔ فَتَقُوْلُ اُمِّیْ الْفَرَسُ ۔ (نقل کفر کفر نہ باشد) کہ تمہاری مثال اس خچر کی سی ہے جس سے پوچھا جائے کہ تمہارا باپ کون ہے ؟ تو جواب دیتا ہے میری ماں گھوڑی ہے۔ امام حسنؓ نے مروان خبیث کے فرستادہ کی باتیں سن کر فرمایا۔ جاؤ اُسے کہہ دینا کہ خدا کی قسم تمہاری یہ باتیں مجھے یاد رہیں گی اور تمہیں یقین تھا کہ گالیوں کے جواب میں، میں بھی تجھے گالیاں دونگا ۔ لیکن میں صبر کرتا ہوں اور قیامت آنے والی ہے اگر تم سچے ہو تو اللہ جزائے خیر دے گا ۔ اور اگر تم جھوٹے ہو تو یاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کا انتقام اور اُس کی گرفت بہت سخت ہے (تاریخ الخلفا ص ۱۹۰ مطبوعہ آرام باغ کراچی)

مروان بھی رو پڑا

جب امام عالی مقام حسن علیہ السلام نے وفات پائی تو مروان نے آپ کے جنازے

Marfat.com

پر رو دیا تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے اُسے فرمایا کیا تو اُس پر روتا ہے۔ حالانکہ تو نے اُنہیں سخت ترین اذیت میں مبتلا کر رکھا ہے۔ مروان نے پہاڑ کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے کہا:

"اِنِّیْ کُنْتُ فَعَلْتُ ذَالِکَ اِلٰی اَحْلَمَ مِنْ ھٰذَا۔"

(صواعق محرقہ ص ۱۴۰)

میں یہ اس شخص سے کرتا تھا جو اس پہاڑ سے بھی زیادہ حلیم تھا۔

پیدل حج

علامہ ابن حجر نے امام ابو نعیم کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضرت حسنؓ نے فرمایا کہ مجھے اپنے ربّ سے اس حال میں ملتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے کہ میں اس کے گھر کی طرف پیدل نہ چلا ہوں۔ فَمَشٰی عِشْرِیْنَ حَجَّۃً — چنانچہ آپؓ نے بیس حج پیدل کیے۔"

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن نے بیس حج پیدل کیے ہیں۔ وَاِنَّ النَّجَائِبَ لَتُقَادُ بَیْنَ یَدَیْہِ اور اونٹنیاں آپ کے سامنے کھینچ کر لائی جاتیں۔" (صواعق محرقہ ص ۱۳۹)

باطنی خلافت

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ خلافت سے دستبردار صرف اللہ کی رضامندی کیلئے ہوئے تھے — عَوَّضَہُ اللّٰہُ وَاَھْلَ بَیْتِہٖ عَنْھَا بِالْخِلَافَۃِ الْبَاطِنِیَّۃِ — تو اللہ تعالیٰ نے اس کے عوض آپؓ کو اور آپؓ کے اہلِ بیت کو باطنی خلافت سے سرفراز فرمایا۔ حتیٰ کہ علماء کہتے ہیں کہ ہر زمانہ میں تمام اولیاء اللہ کا قطب صرف اہلبیت

Marfat.com

سے ہی ہوتا ہے۔ جب امام حسنؓ ظاہری خلافت سے دستبردار ہو گئے۔ آپ کے (بعض) ساتھی کہنے لگے کہ آپ مومنوں کے لیے عار (شرمندگی و عیب) بن گئے ہیں۔ آپ اس کے جواب میں فرمایا کرتے تھے۔ "اَلْعَارُ خَیْرٌ مِّنَ النَّارِ" کہ عار نار سے بہتر ہے

(نور الابصار صـ۱۲۱)

کراماتِ حسن رضی اللہ عنہ

ایک حبشی کے لیے دُعا

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ پیدل بغرض حج مکہ معظمہ تشریف لے جا رہے تھے تو آپ کے پاؤں میں ورم آ گیا، آپ کے کسی غلام نے عرض کی کاش کہ آپ کسی سواری پر سوار ہو جائیں تاکہ ورم کم ہو جائے۔ آپ نے اس کی درخواست قبول نہ کی اور فرمایا۔ جب تم گھر پہنچو گے تو تمہیں ایک حبشی غلام ملے گا جس کے پاس کچھ تیل ہو گا ہم اس سے خرید لینا اور جھگڑا مت کرنا۔ آپ کے غلام نے کہا میرے ماں باپ آپؓ پر قربان، ہم نے کسی جگہ بھی کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جس کے پاس ایسی دوا ہو۔ اس جگہ کہاں دستیاب ہو گی۔ جب وہ اپنی منزل پر پہنچے تو وہ حبشی دکھائی دیا۔ انہوں نے کہا۔ یہ ہے وہ حبشی جس کے متعلق میں نے بتایا تھا۔ جاؤ اور اس سے تیل خرید لاؤ اور قیمت ادا کر آؤ، جونہی وہ غلام اس حبشی کے پاس گیا اور تیل طلب کیا تو اس نے کہا۔ اے غلام یہ تیل کس کے لیے خرید رہے ہو؟ غلام بولا حضرت امام حسنؓ کے لیے۔ اس نے کہا، مجھے اُن کے پاس لے چلو میں اُن کا غلام ہوں۔ جب وہ حبشی آپؓ کے پاس پہنچا تو کہنے لگا میں آپ کا غلام ہوں۔ تیل کی قیمت نہیں لوں گا۔ آپ میری بیوی کے لیے جو دردِ زہ میں مبتلا ہے دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے ایک صحیح الاعضاء

Marfat.com

بچہ عطا کرے۔ آپ نے فرمایا۔ اپنے گھر لوٹ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ایسا ہی بیٹا عطا کرے کرے گا جیسا تم چاہتے ہو۔ وہ ہمارا پیروکار ہوگا۔ حبشی گھر گیا تو گھر کی حالت ویسے ہی پائی جیسی سُنی تھی۔

خشک درخت سے تازہ کھجوریں

ایک دن آپؓ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے کسی صاحبزادے کے ساتھ کہیں سفر کر رہے تھے کہ ایک خشک باغ میں ڈیرہ ڈال دیا۔ حضرت حسن کے لیے باغ کے ایک دامن میں فرش بچھایا گیا۔ ابن زبیر بولے کاش کہ اس نخلستان میں تازہ کھجوریں ہوتیں، جنہیں ہم کھاتے۔ حضرت امام حسنؓ نے فرمایا کیا تازہ کھجوریں چاہتے ہو؟ ابن زبیر بولے ہاں۔ آپ نے دست دُعا اُٹھایا اور زیر لب کچھ پڑھا جو کسی کو معلوم نہ ہوا۔ فوراً کھجور کا ایک درخت تر و تازہ اور بار آور ہو گیا۔ اس میں تازہ کھجوریں لگ گئیں۔ اُن کا ساتھی شتربان بولا۔ بخدا یہ تو جادو ہے۔ حضرت حسن نے فرمایا جادو نہیں یہ اس دُعائے مستجاب کا اثر ہے۔ جو پیغمبر علیہ السلام کے بیٹے نے مانگی تھی۔ اس کے بعد لوگوں نے اس درخت خرما پر چڑھ کر تمام کھجوریں توڑ لیں۔ جن سے تمام سیر ہو گئے۔ (شواہد النبوۃ مترجم ص ۳۰۲)

عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا

حضرت امیر المومنین امام حسن علیہ السلام نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو (خواب میں) دیکھا تو اُن سے کہا۔ مَیں انگوٹھی بنوانا چاہتا ہوں۔ اس پر کیا لکھوں؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اس پر لکھیے: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ۔ کیونکہ یہ انجیل کے آخر میں تحریر ہے۔ (نور الابصار ص ۱۲۲)

Marfat.com

مولا علی کا فرمان

حضرت مولا علی المرتضیٰ کا فرمان ہے کہ جو شخص روزانہ ایک سو مرتبہ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ۔ پڑھے گا تو اس کے سر پہاڑ جتنا قرض بھی ہوگا تو اللہ کے فضل و کرم سے اُتر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کوئی نہ کوئی سبب پیدا فرما دیتے ہیں۔ (شرح الصدور)

شہادتِ حسن رضی اللہ عنہ

حضرت سیّدنا امام حسن مجتبیٰ علیہ السّلام حضرت امیر معاویہؓ سے صُلح کے بعد مدینہ منوّرہ تشریف لے گئے اور وہاں آپ نے دس سال اقامت فرمائی۔ اس کے بعد آپ کو زہر دیا گیا۔ جس کے سبب آپ کی شہادت واقع ہوئی۔ مؤرخین کا اس میں اختلاف ہے کہ زہر کس نے دیا۔ بعض علماء نے آپ کی زوجہ جعدہ بنتِ اشعث بن قیس کُندی کے بارے میں لکھا ہے کہ اس نے یزید لعین کے اکسانے پر آپ کو زہر دیا اور بعض نے اس سے اختلاف کیا ہے، جن میں حافظ ابنِ کثیر بھی ہیں۔

صدر الافاضل استاذ المفسرین علامہ مولانا سیّد امام نعیم الدّین مراد آبادی رحمہ اللہ نے زہر خورانی کی مذکورہ روایت پر ایک ناقدانہ تبصرہ تحریر فرمایا ہے، جو یہاں نقل کیا جاتا ہے۔ آپ بیان فرماتے ہیں:

مؤرخین نے زہر خورانی کی نسبت جعدہ بنت اشعث بن قیس کی طرف کی ہے اور اس کو حضرت امام کی زوجہ بتایا ہے اور یہ بھی کہا ہے ——— کہ یہ زہر خورانی باغوائے یزید ہوئی ہے اور یزید نے اس سے نکاح کا وعدہ کیا تھا۔ اس طمع میں آکر اس نے حضرت امام کو زہر دیا۔ لیکن اس روایت کی کوئی سند صحیح دستیاب نہیں ہوئی

Marfat.com

اور بغیر کسی سند کے کسی مسلمان پر الزامِ قتل اور ایسے عظیم الشان قتل کا الزام کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ قطع نظر اس بات کے کہ روایت کے لیے کوئی سند نہیں ہے اور مؤرخین نے بغیر کسی معتبر ذریعہ یا معتبر حوالہ کے لکھ دیا ہے۔

یہ خبر واقعات کے لحاظ سے بھی ناقابلِ اطمینان معلوم ہوتی ہے۔ واقعات کی تحقیق خود واقعات کے زمانہ میں جیسی ہو سکتی ہے مشکل ہے کہ بعد کو ویسی تحقیق ہو۔

خاص کر جبکہ واقعہ اتنا اہم ہو۔ مگر حیرت ہے کہ اہلِ بیت اطہار کے اس امام جلیل کا قتل۔ اس قاتل کی خبر غیر کو تو کیا ہوتی خود حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ نہیں ہے کہ زہر کس نے دیا، یہی تاریخیں بتاتی ہیں کہ وہ اپنے برادرِ معظم سے زہر دہندہ کا نام دریافت فرماتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو زہر دینے والے کا علم نہ تھا۔ اب رہی یہ بات کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کا نام لیتے انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ تو اب جعدہ کو قاتل ہونے کے لئے معین کرنے والا کون ہے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یا امامین کے صاحبزادوں میں سے کسی صاحب کو اپنی آخر حیات تک جعدہ کی زہر خورانی کا ثبوت نہ پہنچا۔ نہ اُن میں سے کسی نے اس پر شرعی مواخذہ کیا۔

ایک اور پہلو اس واقعہ کا خاص طور پر قابلِ لحاظ ہے وہ یہ کہ حضرت امام کی بیوی کو غیر کے ساتھ ساز باز کرنے کی شنیع تہمت کے ساتھ متہم کیا جاتا ہے۔ یہ ایک بدترین تبرّا ہے۔ عجب نہیں کہ اس حکایت کی بنیاد خارجیوں کی آفترا ہو۔

(سوانح کربلا از سید نعیم الدین مراد آبادی)

عمر بن اسحاق سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں ایک دوسرا شخص امام حسن کی بیمار پرسی کے لیے گئے تو آپ نے فرمایا سوال کر کیا چاہتے ہو؟ اس شخص نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو صحت کاملہ عطا فرمائے تو پھر آپ سے سوال کروں گا۔ امام حسنؓ

Marfat.com

نے فرمایا۔ میرا جگر ٹکڑے ہو رہا ہے، مجھے کئی دفعہ زہر پلایا گیا ہے۔ مگر اس دفعہ جو زہر مجھے دیا گیا ہے۔ ایسا زہر پہلے کبھی نہیں دیا گیا۔ پھر میں دوسرے روز گیا تو امام حسین رضی اللہ عنہ اُن کے سر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے کہا اے میرے بھائی آپ کو کس نے زہر دیا ہے۔ فرمایا کیوں؟ تم اُسے قتل کرو گے؟ امام حسینؓ نے کہا "ہاں" فرمایا اگر زہر دینے والا وہی شخص ہے جس کے متعلق میرا گمان ہے تو اللہ کا عذاب اور انتقام بہت سخت ہے اور اگر وہ نہیں ہے تو میں پسند نہیں کرتا کہ میرے بدلہ میں ایک بے گناہ قتل کر دیا جائے، آپ نے پچاس یا انچاس ہجری پانچ ربیع الاوّل شریف کو وفات پائی۔ آپ کو جنّت البقیع میں آپ کی دادی حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس دفن کیا گیا آپ کی عمر شریف ۴۷ برس تھی آپ کی مدّت خلافت صرف چھ ماہ پانچ روز تھی۔ (نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار صـ۱۳۲)

بسوئے مُلکِ بقا جب وہ شہسوار چلا — کہا تڑپ کے مدینے نے دل فگار چلا
حسینؓ کہتے تھے، بھائی وفا شعار چلا — وفا نے رو کے کہا میرا اقتدار چلا

کہا بتولؓ نے حق کو نکھار کر آجا
جفا کے زہر کو جاں میں اُتار کر آجا

آنکھوں کے درمیان

ابن سعد نے عمران بن عبداللہ بن طلحہ کی زبانی لکھا ہے کہ ایک رات امام حسنؓ نے خواب میں دیکھا کہ میری دونوں آنکھوں کے درمیان (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) لکھا ہوا ہے صبح کو یہ خواب اہل بیتؑ نے سُنا تو بہت خوش ہوئے۔ لیکن سعید ابن مسیّب نے یہ سُن کر کہا۔ اگر یہ خواب سچا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ آپ کی زندگی تھوڑے دن رہ گئی ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ تھوڑے دنوں کے بعد آپ

Marfat.com

نے جامِ شہادت نوش فرمایا آپ کو زہر دیکر شہید کیا گیا۔ (تاریخ الخلفا سیوطی صـ۱۹۲)

ناظرین: آپ نے گذشتہ صفحات میں شہادتِ امام حسن کا مختصر واقعہ اور اس پر مفسّر قرآن علامہ سیّد نعیم الدّین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ بھی ملاحظہ فرمایا ـــ کہ مؤرّخین نے آپ کی زوجہ جُعدہ بنت اشعث پر زہر خورانی کی تہمت لگائی ہے اور اسے بدترین تبرّہ سے تعبیر کرکے خارجیوں کی افترا کہا ہے۔ اور یزید کے ساتھ نکاح کے لالچ کو افسانہ قرار دیا ہے۔

لیکن یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ آپ کی شہادت زہر خورانی سے ہوئی۔ زہر کس نے دیا؟ مؤرّخین کا اس میں اختلاف ہے ـــ اور یہ بات زیادہ قرینِ قیاس ہے ـــ کہ جن لوگوں کے اقتدار کو امام کی زندگی اور وجود و حیات سے خطرہ تھا زہر انہوں نے ہی دیا۔

جگر کریم کا چیرا ہے چیرہ دستوں نے
نبیؐ کا گھر بھی نہ چھوڑا ہوس پرستوں نے (خضر)

امامِ اُمت مصطفوی، سیّدنا امام حسن علیہ السّلام نے زہر کو اپنے جگر میں اُتار کر وفات سے تھوڑی دیر پہلے اپنے بھائی امام حسینؑ سے جو آخری گفتگو فرمائی وہ یہ ہے۔ کہ اے بھائی، میں نے اُمّ المومنین عائشہ رضؓ سے اجازت طلب کی تھی کہ مجھے میرے نانا کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت مرحمت فرمائیں تو اُمّ المومنینؓ نے اجازت دے دی، لیکن میری وفات کے بعد دوبارہ اجازت طلب کرنا ـــ میرا گمانِ غالب یہ ہے کہ کچھ لوگ اس امر کی مخالفت کریں گے اور اُن کی مخالفت کی موجودگی میں تم زیادہ اصرار نہ کرنا ـــ آپ کی وفات کے بعد امام حسینؓ نے امّ المومنین عائشہ صدیقہ سے دوبارہ اجازت چاہی۔ ام المؤمنینؓ نے فرمایا ـــ اجازت ہے اور مکمل اجازت ہے لیکن مروان خبیث اسی معاملہ میں حائل ہوا۔ جس پر امام حسینؓ اور آپ کے ساتھیوں

Marfat.com

نے ہتھیار سنبھال لیے مگر حضرت ابُوہریرہؓ نے بیچ بچاؤ کرادیا اور آخر کار آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہ کے پہلو میں قبرستانِ جنت البقیع میں دفن کر دیا گیا۔ (تاریخ الخلقا ۱۹۴)

اے حلیم آلِ محمدؐ، تیرے حلم و بردباری پر نثار۔ تیری قوّت برداشت پر قربان ــ تیری شجاعت و بہادری ــ تیری سخاوت و عطا ــ اور تیری حوصلہ مندی کے قصّے رہتی دُنیا تک یاد رہیں گے۔

کیا سرسبز تیرے خون نے کشتِ شہادت کو
تمہیں خضرِ جہاں ہو، دو جہاں کا بانکپن ہو

آپ کی ازواج

حضرت امام عالی مقام سیدنا حسن علیہ السّلام کی ازواج کے نام جو کتبِ تاریخ و سیر میں ملتے ہیں وہ یہ ہیں۔

① امّ بشیر بنتِ مسعود بن عتبہ ② خولہ بنتِ منصور بن ریان بن عمرو بن جابر ③ فاطمہ بنتِ ابُومسعود عقبہ بن عمر ④ امّ اسحاق بنتِ طلحہ ⑤ رملہ ⑥ امّ الحسن ⑦ تقضیہ ⑧ امرار القیس ⑨ جعدہ بنت اشعث

صاحبزادے

① حضرت زید ② حضرت حسن مثنیٰ ③ حسین اشرم ④ طلحہ ⑤ اسمٰعیل ⑥ حمزہ ⑦ یعقوب ⑧ عبداللہ ⑨ عبدالرحمٰن ⑩ ابوبکر ⑪ عمر ⑫ قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہم

صاحبزادیاں

① فاطمہ ② ام سلمہ ③ ام عبداللہ ④ اُمّ الحسین رملہ ⑤ ام الحسنؓ

Marfat.com

رضی اللہ عنہنّ۔

امیر المومنین امام عالی مقام سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی نسل سیدنا زید اور سیدنا حسن مثنیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے چلی ؛

سلام

وہ حسن مجتبیٰ، سیّد الاسخیاء راکبِ دوشِ عزّت پہ لاکھوں سلام
اوجِ مہرِ ھُدیٰ، موجِ بحرِ ندیٰ رُوحِ روحِ سخاوت پہ لاکھوں سلام
شہد خوارِ لعابِ زبانِ نبیؐ
چاشنی گیرِ عصمت پہ لاکھوں سلام

(امام احمد رضا بریلویؒ)

Marfat.com

حضرت عمرؓ بن عبدالعزیز

رضی اللہ عنہ

رچ گیا اُس کی نَس نَس میں خوفِ خدا — تھا وہ آئینہ سُنّتِ مصطفیٰؐ
اُس کو کہتے ہیں سارے عُمر دُوسرا — اُس شکوہِ عدالت کی کیا بات ہے

خضرؔ

گزشتہ اوراق میں بیان ہو چکا ہے کہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے "اَلْخِلَافَۃُ بَعْدِیْ ثَلَاثُوْنَ سَنَۃً" کہ میرے بعد خلافت تیس سال ہے۔ اس کے بعد ملوکیت، یعنی بادشاہت ہو گی تیس سال امام حسنؓ کے چھ ماہ کچھ ایام پر پورے ہو گئے — اور خلافتِ راشدہ کا دور تیس کی مدّت پر ختم ہو گیا — لیکن حضرت عمرؓ بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اپنی بادشاہت میں خلافتِ علیٰ منہاج النبوّۃ کا ایسا رنگ بھر دیا کہ دیکھنے والوں کو اس میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کا عکس نظر آیا — وہی رعب و دبدبہ اور عدل و انصاف — اسی طرح پیوند لگے پھٹے پرانے کپڑے — اُسی رنگ کا دُرّہ — وہی طرزِ حکومت — عقابی نگاہوں کا انداز بھی وہی — جو سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا تھا — حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سوز و گداز اور دقّتِ قلبی طبیعت میں سما گئی۔ حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی سی حیا و سخا مزاج میں داخل ہو گئی — مولا مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی شجاعت و بہادری۔ قناعت و درویشی اور فقر و غنا کے ایک شمہ کے حصول کی خاطر اُس مجاہد نے خود کو فاقہ مستی کے عالم میں ڈبو دیا — امام حسنِ مجتبیٰ علیہ

Marfat.com

السّلام کی زندگی اور سیرت و کردار سے عفو و درگزر کا سبق حاصل کر کے دل و دماغ میں عجز و نیاز کی دنیا بسالی ـــ خلفائے راشدین کے چمنستان سے رنگا رنگ پھول چن کر ایک ایسا حسین گجرا ہار تیار کیا ـ جس کی چمک کو دیکھ کر ملوکیت کا چہرہ شرمندگی سے پانی پانی ہو گیا ـ عمر بن عبدالعزیز ـ جسکی خلافت و حکمرانی پر اہلِ اسلام کو فخر ہے ـ جس کی درویشی پر درویشوں نے ناز کیا ـــ جس کے فاقوں پر فاقہ مستی نے عزّت پائی ـ وہ عمر بن عبدالعزیز جس نے شاہی سواریوں کو مسترد کر کے اپنے ذاتی بھورے رنگ کے خچر پر سوار ہو کر ملّت اسلامیہ کی پاسبانی کی ـــ سلام ہو ـــ اُس کی جواں ہمّتی پر جس نے ملوکیت کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی انسانیت کو آزاد کیا۔

راقم نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُن کے انصاف پر مبنی کارناموں کی بنا پر "کتاب خلفائے رسول" میں خلفائے رسُول کے زمرہ میں تصوّر کر کے ـ بلکہ خلیفۂ راشد سمجھ کر ـ اُن کی پاکیزہ اور ولولہ انگیز قیادت کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لیے اُن کے کارناموں اور مناقب کا تذکرہ کرنا مناسب سمجھا

وہ اس لیے بھی کہ راقم الحروف اہلِ سنت کی عظیم اور عالی مرتبت جماعت کا ادنیٰ خادم ہے ـ اور یہ رسُول کریم کے غلاموں کی جماعت ـــ فرقہ وارانہ تعصّبات سے مبرّا اور حسد و عناد کے زہریلے جراثیم سے پاک ہے ـــ یہ وہی جماعت ہے امن جس کا ایمان ہے ـ پختہ جس کا ایقان ہے ـ محبّت جس کا پیغام ـــ دین جس کا اسلام ہے ـ اس جماعت کے مفکرین اتحادِ اُمّت پر یقین محکم رکھتے ہیں ـــ اہلِ سُنّت ان لوگوں سے بیزار ہیں جو اپنے اپنے فرقوں کی بالادستی کے لیے سرزمین اسلام پر شر و فساد کا بازار گرم کیے ہوئے ہیں

Marfat.com

اور اُن لوگوں کو دعوتِ فکر دینے میں مصروف ہیں جو قتل و غارت گری اور تاخت و تاراج کو اپنی کامرانیوں کا زینہ تصوّر کرتے ہیں ۔ اور ظلم و ستم کو خدمتِ اسلام سے تعبیر کرتے ہیں ۔ ہمارے نزدیک اس سے بڑھ کر اسلام دشمنی اور کوئی نہیں ۔ فسادات بپا کرنے والے لوگ دانستہ یا نادانستہ طور پر اسلام دشمن طاقتوں کے ہاتھوں کھلونا بن کر دینِ اسلام کے پُر بہار گلستان کو ویران کرنے میں لگے ہُوئے ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ ان لوگوں کے ناپسندیدہ کردار و افعال کو دیکھ کر مسلمان اسلام سے برگشتہ، مذہب سے بیزار اور علماء سے متنفّر ہوتے جا رہے ہیں، آج حالت یہ ہے کہ نظامِ مصطفٰے کے نفاذ اور نفاذِ شریعت کے نعرے کی آواز سن کر لوگ کانوں پر ہاتھ رکھ لیتے ہیں ۔ نفاذِ اسلام و شریعت کے مخالف اس پروپیگنڈا میں مصروف ہیں ۔ کہ قتل و غارت ان کا اسلام ہے فتنہ و فساد ان کا دین ہے ۔ اور تبرّا بازی ان کا مذہب ہے مذہبی قوّتوں نے آپس میں دست و گریبان ہو کر ملک و ملّت کے دشمنوں کا کام آسان کر دیا ہے اور علم و دانش کی دُنیا کی عزّت و توقیر کو برباد کر کے رکھ دیا ہے اور علمائے دین کی صدیوں پر محیط کاوشوں، محنتوں اور کوششوں پر پانی پھیر دیا ہے ۔ غضب یہ ہوا کہ چند شر پسندوں اور دہشت گردوں نے ٹوٹی ہوئی چٹائیوں پر بیٹھ کر قرآن و حدیث کی خدمت اور اشاعت و ترویج کرنے والے متبحّر علماء کرام کی عزّت و وقار کو خاک میں ملا دیا ہے اور یہ ہنگامہ قومی المیہ سے کم نہیں کہ چند ڈاکازنوں نے مذہبی لبادہ اوڑھ کر نظر نہ آنے والے ہاتھ میں اپنی زمام تھما کر مالی منفعت کے لیے اسلام کو وہ نقصان پہنچایا ہے جس کا ازالہ مدّتِ مدید تک ممکن نہیں رہا۔

گناہوں کی گندگی میں لت پت اشخاص کو راہِ راست پر لانے کے لیے تیغ و تفنگ کی ضرورت نہیں، اخلاقِ محمدی کو اپنانے کی ضرورت ہے تبلیغ میں پُر شدّت نعروں سے نہیں، محبّت بھری پُر سوز صداؤں اور نواؤں سے ہی سنگِ خار کو پگھلایا

Marfat.com

جاسکتا ہے ۔ نرم اور پُر ترنّم ۔ میٹھی گفتگو اور پُر سوز لے کانٹوں کی تیز نوکوں کو پھولوں کی پتیوں میں تبدیل کر دیتی ہے ۔ منافقت کو حکمتِ عملی کا نام دے کر تبلیغی وادیوں میں قدم رکھنا مبلغینِ اسلام پر ایک بہت بڑا تبرّا ہے جو کسی بھی ضابطہ و قانون کے ضمن میں نہیں آتا ۔ اور یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ ظاہر و باطن کے تضاد کا نام ہی منافقت ہے ۔ اور قرآنِ مجید میں کفر سے زیادہ منافقت کی مذمت پائی جاتی ہے ۔ عقل و شعور کو مسخر کرنے کے لیے دلائل کی زبان ہی کام آتی ہے ۔ دلیل کامل کی قوّت سے عقلِ سلیم کا درجہ پاتی ہے ۔ درندگی وحشت کو جنم دیتی ہے ۔ بند کی محبّت کو تازگی بخشتی ہے ۔ جن بے ہنگم لوگوں کا علم ۔ عقل پر حاوی ہو جاتا ہے ۔ وہ پُر خار وادیوں کی نذر ہو جاتے ہیں ۔ اس لیے ضروری ہے کہ علم و عقل دونوں کو اعتدال کے ترازو میں رکھ کر دینِ اسلام کی خدمت کا فریضہ ادا کیا جائے ۔ تاکہ ثابت نتائج کی امید کی جا سکے ۔

یہ چند معروضات سپردِ قلم کرنے کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ مبلغین و مقررین مناسب طریقۂ کار اپنائیں تاکہ مذہب کے چہرے پر نکھار آجائے ۔ علماء کا تقدس بحال ہو اور مذہب کے مرجھائے ہوئے چمن میں پھر سے بہار آجائے ۔

بات بہت دور نکل گئی ۔ بات ہو رہی تھی حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے طرزِ حکومت کی جنہوں نے ایک مدّت کے بعد خلافتِ راشدہ کا دور تازہ کر دیا آپ نہایت درجہ کے تقویٰ شعار، عادل، منکسر المزاج تھے ۔ یہ وہ خلیفۂ اسلام ہیں جنہوں نے بدعنوانیوں کا احتساب پہلے اپنے گھر سے یعنی اپنے خاندان سے شروع کیا، اس کا ذکر آگے آئے گا ۔

نام و نسب :- آپ کا نام عمر بن عبدالعزیز بن مروان تھا ۔ کنیت ابو حفص

ولادت :- آپ کی ولادت سن اکسٹھ یا ترسیٹھ ہجری میں مصر کے ایک قصبے

Marfat.com

حلوان میں اس وقت ہوئی جب آپکے والد مصر کے حاکم تھے۔

والدین: والد کا نام عبدالعزیز۔ اور۔ والدہ کا نام اُمّ عاصم تھا اُمّ عاصم حضرت عمرِ فاروق رضؓ کے بیٹے جناب عاصم کی صاحبزادی تھیں۔

زخم کا نشان

ابنِ عساکر نے تاریخ دمشق میں لکھا ہے کہ آپ کے اپنے ذاتی گھوڑے نے مار کر آپ کے چہرہ کو زخمی کر دیا۔ آپ اس وقت نو عمر تھے۔ آپ کے والد آپ کے چہرے سے خون صاف کر رہے تھے اور ساتھ ہی یہ کہہ رہے تھے اِنْ کُنْتَ اَشَجَّ بَنِیْ اُمَیَّۃَ اِنَّکَ لَسَعِیْدٌ[1] تم بنو امیہ کے اشجّ (زخمی) ہو اور تم یقیناً خوش قسمت ہو

حضرت عمرؓ فاروق کی پیش گوئی

ترمذی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے۔ کہ حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ مِنْ وَلَدِیْ رَجُلٌ بِوَجْھِہٖ شَجَّۃٌ یَمْلَأُ الْاَرْضَ عَدْلًا[2] کہ میری اولاد میں سے ایک شخص کے چہرے پر چوٹ کا نشان ہوگا اور وہ زمین کو انصاف سے بھر دے گا۔ اور پھر حضرت عمرؓ کی یہ پیشگوئی حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی۔

حضرت عمرؓ کا فرمان

امام جلال الدین سیوطی نے ابن سعد کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت عمر

---

[1] تاریخ الخلفاء سیوطیؒ ص ۲۲۹ [2] ایضاً

Marfat.com

فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے۔ اے کاش کہ میں اپنے اُس زخم خوردہ لڑکے کے عہد میں زندہ رہتا، جو اُس حالت میں پوری زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ جب کہ اس دُنیا میں چاروں طرف سے جور و جفا اور ظلم و ستم کی آندھیاں چل رہی ہوں گی۔

جناب ابنِ عمرؓ کا بیان ہے کہ ہم لوگ ایک دوسرے سے کہا کرتے تھے کہ قیامت اُس زمانے کے بعد ہوگی جب کہ حضرت عمرؓ کی مانند آپ کی اولاد میں سے ایک عادل ــ عدل و انصاف کے نمایاں کارنامے انجام دے چکا ہوگا ــ آپ بہت بڑے عالم بھی تھے آپ کے اساتذہ میں حضرت انس اور حضرت عبداللہ بن جعفر طیار بن ابی طالب کے نام نمایاں ہیں ــ زُہری، محمد بن منکدر، یحییٰ بن سعید انصاری مسلمہ بن عبدالملک اور کئی دوسرے اشخاص نے آپ کی زبانی روایت کی ہے۔

شادی

حضرت عمر کو آپ کے والد عبدالعزیز نے حصولِ علم کے لیے عبیداللہ بن عبداللہ کے پاس مدینہ منوّرہ روانہ کیا اور آپ اُن سے تحصیلِ علم کرتے رہے ــ دورانِ تعلیم آپ کے والد کا انتقال ہو گیا اور اس کے بعد آپ کے چچا عبدالملک بن مروان نے آپ کو اپنے پاس دمشق بلا لیا اور اپنی بیٹی فاطمہ کا آپ سے نکاح کر دیا۔

قبل از خلافت

تختِ خلافت پر متمکن ہونے سے قبل تک آپ نہایت صالح اقدار کے حامل تھے اور عیش و عشرت سے زندگی بسر کرتے تھے اور نہایت خوش لباس تھے۔ آپ کی چال و رفتار میں اٹھلاہٹ پائی جاتی تھی، جس کی بنا پر آپ کے حاسدین اور عیب جو لوگ آپ کو مغرور و متکبر کہتے تھے۔ لیکن حقیقت نفس الامری یہ ہے کہ نہ آپ مغرور تھے

Marfat.com

نہ متکبّر۔ مال و دولت کی فراوانی کے باوصف آپ دوسرے امراء و ملوک سے مختلف تھے۔ آپ کا اٹھلا کر چلنا دراصل علم کی سرخوشی میں مست رہنے کے معنوں میں آتا ہے، آپ کو علم و دانش اور زہد و تقویٰ نے ایک خاص کیفیت میں سرشار کر رکھا تھا۔

مدینہ کی گورنری

ولید بن عبدالملک نے تختِ حکومت پر متمکن ہونے کے بعد آپ کو مدینہ منوّرہ کا گورنر مقرر کیا۔ جہاں ۸۶ھ سے لے کر ۹۳ھ تک بحیثیّت گورنرِ مدینہ مامور رہے اور پھر معزول ہونے کے بعد شام کے علاقہ میں چلے گئے۔

آپ کو معزُول کرنے کا سبب یہ تھا کہ ولید نے جب اپنے بھائی سلمان کو ولی عہدی سے خارج کر کے اپنے بیٹے کو ولی عہد بنانا چاہا جس کی حضرت عمر بن عبدالعزیز نے سخت مخالفت کی، جس کے نتیجے میں ولید نے آپ کو مدینہ شریف کی امارت سے معزول کر کے ایک تاریک و تنگ کوٹھڑی میں بند کر دیا تاکہ بھوک اور پیاس کی شدت اور دم گھٹنے سے مر جائیں ۔۔۔ پھر تین دن بعد لوگوں کی سفارشوں پر آپ کو رہا کیا گیا، لیکن آپ اپنے موقف پر قائم رہے ۔۔۔ سلیمان بن عبدالملک نے آپ کے اعتقاد و نظریہ اور وفاداری کی قدر کی اور اپنی زندگی میں آپ کو خلیفہ نامزُد کر دیا۔

نامزدگی کا سُن کر

سلیمان بن عبدالملک نے آپ کا نام لکھ کر لفافہ میں بند کر دیا اور اعلان کروا دیا کہ میرے مرنے کے بعد اس لفافہ میں جس کا نام پاؤ اس کی بیعت کرو۔

غرضیکہ سلیمان کے انتقال کے بعد جب یہ سربمہر لفافہ کھولا گیا، تو اس میں

Marfat.com

عمر بن عبدالعزیز کا نام دیکھ کر عبدالملک کی اولاد کے چہروں کے رنگ اڑ گئے جب آپکو اس امر کا پتہ چلا تو آپ اپنی جگہ پر بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے اور کپکپاہٹ کی وجہ سے کھڑے نہ ہو سکے، اور لوگوں نے آپ کے بازوؤں میں ہاتھ دیکر منبر پر کھڑا کیا۔ آپ نے حمد و ثنا کے بعد مختصر سا خطبہ دیا اور منبر سے نیچے اُتر آئے۔ اور پھر گھر پہنچ کر آپ نے قلم دوات منگوا کر خود اپنے ہاتھ سے اپنے تمام متعلقہ گورنروں کے نام احکام تحریر فرمائے۔ آپ کے تحریر کردہ احکام میں ایک خاص قسم کی قوّت اور طاقت تھی جس نے لوگوں کو حیرت زدہ کر دیا۔

امام محمّد باقرؑ کا فرمان

حضرت سیّدنا امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین سے کسی نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا۔ هُوَ نَجِيبُ بَنِي اُمَيَّةَ، وَاِنَّهٗ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اُمَّةً وَّاحِدَةً

وہ بنو امیہ کے بہترین شریف انسان ہیں اور قیامت کے دن امّتِ واحدہ کے ساتھ اُن کا حشر ہوگا۔ (تاریخ الخلفا ص ۲۳۰)

حضرت خضرؑ اور عمر بن عبدالعزیز

ابو نعیم نے ریاح بن عبیدہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نماز کے لیے روانہ ہوئے تو ایک بوڑھا شخص آپ کے ہاتھ پر سہارا دیئے چل رہا تھا۔ یہ کیفیت دیکھ کر میں نے اپنے دل میں کہا۔ یہ بوڑھا ستمگر ہے جو امیر المؤمنین پر سہارا دیئے (یعنی اُن پر اپنا بوجھ ڈالے) چل رہا ہے، نماز سے فراغت کے بعد میں نے کہا۔ اے امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ آپ کو اور قوّت دے، یہ بوڑھا

Marfat.com

کون تھا جو آپ کے ہاتھ پر سہارا دیئے چل رہا تھا؟ — آپ نے فرمایا، اے رباح کیا تم نے اُن کو دیکھا ہے؟ مَیں نے کہا جی ہاں — تو آپ نے فرمایا! مَا اَحْسَبَكَ اِلَّا رَجُلًا صَالِحًا، ذَاكَ اَخِي الْخِضْرُ اَتَانِي فَاَعْلَمَنِي اِنِّي سَاَلِي اَمْرَ هٰذِهِ اُمَّةِ وَاَنِّي سَاَعْدِلُ فِيهَا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۲۱۰) تم بھی خوش قسمت ہو، وہ میرے بھائی حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ جو امت محمدیہ کے حالات دریافت کرنے اور مجھے عدل و انصاف کرنے کے طریقے بتانے تشریف لاتے تھے۔

باغِ فدک کے بارے حکم

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے مغیرہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے خلیفہ ہونے کے بعد بنو مروان کو جمع کیا، اور اُن سے کہا سنو!

"اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لَهٗ فَدَكُ يُنْفِقُ مِنْهَا وَيَعُوْلُ مِنْهَا عَلٰى صَغِيْرِ بَنِي هَاشِمٍ وَيُزَوِّجُ مِنْهَا اَيِّمَهُمْ۔ باغ فدک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبضہ میں تھا، جس کی آمدنی بنو ہاشم کے چھوٹے بچوں پر خرچ فرماتے اور اسی کی آمدنی سے بیسیر و یتیم خواتین کی شادیاں کراتے تھے۔

● ایک مرتبہ سیدہ فاطمہؑ نے اس کے بارے میں ملکیت قرار دینے کا سوال کیا، تو رسولِ اکرم نے انکار فرمایا — سرکا علیہ السلام کے وصال کے بعد باغ فدک حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی نگرانی میں رہا — ثُمَّ اَقْطَعَهَا مِرْوَانُ — پھر مروان نے باغ فدک کو اپنی ذاتی ملکیت قرار دیا — پھر وہ میرے ترکہ میں آیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ باغ اللہ کے رسول نے اپنی بیٹی کو دینے سے انکار فرما دیا تھا۔ لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ — تو یہ میری ملکیت بھی نہیں ہو سکتا

Marfat.com

خیال رہے کہ باغِ فدک کو مروان نے اپنی ذاتی ملکیّت قرار اور پھر مروان کی اولاد نے اپنے باپ کی ملکیّت سمجھ کر بطور ورثہ اس جاگیر کو تقسیم کر لیا اور اس کا کچھ حصّہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے حصّے میں آیا ۔ آپ نے اپنے خاندان یعنی بنو مروان سے واپس لے کر اہل بیت اور تمام مسلمانوں کی ملکیّت قرار دیا ۔ اور ان الفاظ میں یاد فرمایا ۔ وَاِنِّیْ اُشْھِدُکُمْ اَنِّیْ قَدْ رَدَدْتُھَا عَلٰی مَاکَانَتْ عَلٰی عَھْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔ اور میں تم سب کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ جس طرح اس باغ کی ملکیّت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک میں تھی اب بھی اُسی طرح رہے گی جناب لیس کا بیان ہے ۔ لَمَّا وُلِّیَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِیْزِ بَدَأَ بِلُحْمَتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ، فَاَخَذَ مَا بِاَیْدِیْھِمْ وَسَمَّی اَمْوَالَھُمْ مَظَالِمَ ۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے تختِ خلافت پر متمکن ہونے کے فوراً بعد سب سے پہلے اپنے گھر والوں اور رشتہ داروں کی دولت کو قبضہ میں لیا ۔" اور اُن لوگوں کے پاس جو مال و زر برآمد ہوا ۔ اس کے بارے میں فرمایا" تم نے یہ دولت ظلم و ستم حاصل کے ذریعے سے حاصل کی تھی ۔ (تاریخ الخلفاء ص ۲۳۲)

ایک اور بہترین اقدام

امام جلال الدّین سیوطیؒ رقم طراز ہیں کہ کَانَ بَنُوْ اُمَیَّۃَ یَسُبُّوْنَ عَلِیَّ ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ فِی الْخُطْبَۃِ ۔ کہ بنو امیّہ کے لوگ دوران خطبہ مولا علی کو گالیاں دیا کرتے تھے ۔ لیکن عمر بن عبدالعزیز نے مسند خلافت پر جلوہ افروز ہونے کے فوراً بعد اس دریدہ دہنی، بدگوئی اور گستاخی کی سختی سے ممانعت کی، اور اپنے ماتحتوں اور مندوبین کو حکم بھیجا کہ اس بدزبانی، لعن و

Marfat.com

طعن، گالی گلوچ اور سبّ وشتم کو ختم کرکے اس کی بجائے یہ آیت پڑھی جائے
اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَ
یَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ
تَذَکَّرُوْنَ (پارہ ۱۴ سورۂ نحل آیت ۹۰)
بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کے دینے کا
اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور بُری بات اور سرکشی سے اور تمہیں وصیت
فرماتا ہے کہ تم دھیان کرو۔
چنانچہ یہ آیت مبارکہ آج تک خطبوں میں پڑھی جاتی ہے۔ (ایضاً ص۲۴۳)

بنت علیؓ نے فرمایا

جویریہ کا بیان ہے کہ میں ایک دن فاطمہ بنت علی بن ابی طالب کے پاس گئی، انہوں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی تعریف میں کلمات فرمائے اور فرمایا "لَوْکَانَ بَقِیَ لَنَا مَا احْتَجْنَا بَعْدُ اِلٰی اَحَدٍ"۔ (تاریخ الخلفاء ص۲۳۵) کہ اگر (عمر بن عبدالعزیز) زندہ ہوتے تو پھر ہمیں کسی اور کی حاجت نہ ہوتی ۔ یعنی اُن کی موجودگی میں ہمیں کسی قسم کی پریشانی نہ ہوتی تھی وہ ہماری ضروریاتِ زندگی کا خیال رکھتے تھے اور اولادِ علی کی خدمت میں لگے رہتے۔

وفات :۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کو خاندان بنو امیہ نے اپنی پرانی عادت کے آپ کے ایک غلام کے ذریعے زہر دے کر شہید کیا آپ کی تاریخ شہادت بیس یا پچیس رجب ۱۰۱ھ ہے آپ کی عمر ۴۰ سال چھ ماہ تھی۔ بنو امیہ کے لوگوں نے حصولِ اقتدار کی خاطر ایک ہزار اشرفیوں کے عوض زہر دلوایا۔
(اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

Marfat.com

خضرِ ملّت کی تصانیف

حیاتِ رسولؐ

یہ کتاب رسول کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات بعد از ممات کے موضوع پر بے مثال کتاب ہے

شفاعتِ رسولؐ

حضور دنیا میں، قبر میں، میدانِ محشر میں اپنی اُمت کی شفاعت فرمائیں گے مندرجہ بالا عنوان میں بے مثل کتاب ہے۔

آلِ رسولؐ حصّہ اوّل

یہ کتاب فضائل و مناقب کا ایک حسین ذخیرہ جس میں درجنوں آیات، سینکڑوں احادیث نقل کی گئی ہیں اور نہایت عمدہ اندازِ تحریر یہ کتاب اپنی مثال آپ ہے۔ صفحات ۱۲ھ

آلِ رسولؐ حصّہ دوم

حضرت امام عالی مقام حسین علیہ السلام کے فضائل و مناقب اور مستند حوالوں سے واقعۂ کربلا، امام زین العابدین امام محمد باقر، امام جعفر صادق، امام موسیٰ کاظم، امام علی رضا، امام محمد تقی، امام علی نقی، امام حسن عسکری، امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل و مناقب اور یزیدِ عنید کا کافرانہ کردار — اردو زبان میں اپنی مثال آپ ہے۔

خلفائے رسولؐ

رسول کریمؐ کے خلفاء حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمانِ غنیؓ، حضرت مولا علیؓ حضرت امام حسنؓ اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے فضائل و مناقب میں بےمثال کتاب

منظوم — جامِ خضر — پیامِ خضر — جامِ حیات — صدائے خضر

ناشر
شاہ چراغ اکیڈمی
دارالعلوم چشتیہ غوثیہ کچہری روڈ منڈی بہاؤالدین
آستانہ چشتیہ کوٹلہ سارنگ شریف

Marfat.com

Marfat.com

ابوالعلاء محمد محی الدین جہانگیر کی تصانیف، ترجمہ، شرح و تخریج کی ہوئی کتب

صحیح بخاری — 8 جلدوں مکمل

صحیح مسلم شریف — 3 جلدوں مکمل

جامع ترمذی — 3 جلدوں مکمل

جمال السنہ — 15 جلدوں مکمل

سنن دارمی — 2 جلدوں مکمل

مسند الامام زید

الموطأ — امام مالک

مسند الامام الشافعی — 2 جلدوں مکمل

کشف المحجوب

سنن دارقطنی — 4 جلدوں مکمل

ریاض الصالحین — 2 جلدوں مکمل

اللولو والمرجان — 2 جلدوں مکمل

انتخاب حدیث — 2 جلدوں مکمل

الہدایۃ

انتخاب تفسیر جلالین
مشکوٰۃ المصابیح

مسند امام اعظم

اربعین نووی

معارف درود و سلام

شبیر برادرز

زبیدہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور

فون: 042-37246006

Marfat.com